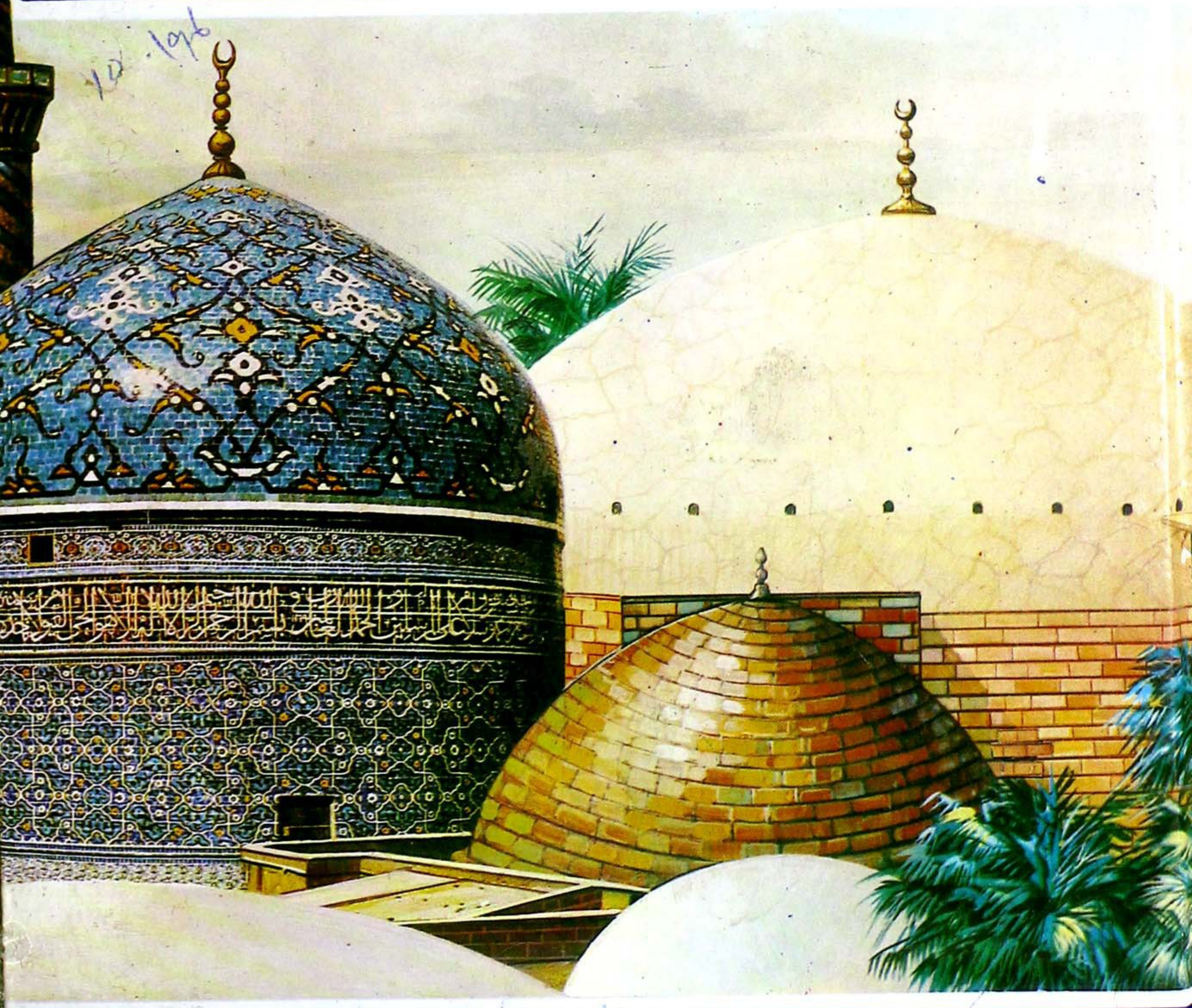


مظاہر جمالیات و مصطفیٰ

حالات و سوانح فضائل و مناقب حضرت غوث الاعظم سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ



تالیف

صوفی سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اِنَّ اَنْزَلَ اَنْزَالَ لَاحِقًا
وَعَلَىٰ هٰذَا نَسْتَعِیْذُ
مِنْ اَسْرِ الْمُنٰفِقِیْنَ
وَمِنْ اَسْرِ الْمُنٰفِقِیْنَ

منظہر جمال مصطفائی

حالات فی سوانح فضائل و مناقب

محبوب سبحانی قطب تائبی شہباز لامرکافی حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف

صوفی سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی



ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

منظہر جمال مصطفائی

نام کتاب

حالات و سوانح، فضائل و مناقب حضرت غوث الاعظم

موضوع

84954

شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف

سید نصیر الدین ہاشمی قادری رضوی برکاتی

زیر سرپرستی

صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی اشرفی قادری

خطاطی

صوفی خورشید عالم خورشید رقم، لاہور

1405ھ (1985ء) تعداد ایک ہزار

سال طبع اول

1406ھ (1986ء) تعداد ایک ہزار

سال طبع دوم

1411ھ (1991ء) تعداد ایک ہزار

سال طبع سوم

1417ھ (1996ء) تعداد ایک ہزار

سال طبع چہارم

1420ھ (1999ء) تعداد ایک ہزار

سال طبع پنجم

1422ھ (2002ء) تعداد ایک ہزار

سال طبع ششم

1426ھ (2005ء) تعداد ایک ہزار

سال طبع ہفتم

1430ھ (2009ء) تعداد پانچ سو

سال طبع ہشتم

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ناشر

SH5

کمپیوٹر کوڈ

350/- روپے

قیمت

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:- 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:- 021-2210212

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

مُحَمَّدًا وَنُصَلِّيْهِ عَلٰی رَسُوْلِنَا الْكَرِيْمِ

وجہ تسمیہ

- خدائے بزرگ و برتر کی حمد و ثنا اور اس کے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ درود و سلام کے بعد عرض ہے کہ یہ تالیف حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و سوانح اور فضائل و مناقب میں لکھی گئی ہے اور اس کا نام منظرِ جمالِ مصطفائی رکھنے کی کسی وجوہات ہیں :
- حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات اور جمالِ ظاہری و باطنی کے منظرِ کامل و اتم ہیں۔
 - اس نام میں تصوف کی جھلک پائی جاتی ہے۔ اور یہ کتاب شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے تصوف کے رنگ میں لکھی گئی ہے۔
 - حسن صفاتِ جلالی بھی ہوتا ہے اور جمالی بھی، لیکن حسن ذاتِ جمالی ہی ہوتا ہے، لہذا اس نام میں "جمال" آپ کے حسن ذات و حسن صفات دونوں کو ظاہر کرتا ہے۔

وجہ تالیف

- اس کتاب کی تالیف کی کسی وجوہات ہیں :
- بارگاہِ غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرنا۔

- عاشقانِ غوثِ الاعظمؒ کے جذبہٴ محبت اور ذوق کی تسکین اور اس میں اضافہ کرنا۔
- آپ کے فضائل و مناقب کو حسب استطاعت یکجا کرنا اور غیر مترجم مضامین کو ترجمے کے ساتھ پیش کرنا تاکہ ہر ایک استفادہ کر سکے۔

تخصیص

اس کتاب کی تخصیص کئی مضامین کی وجہ سے ہے :

- حضرت غوثِ الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نود و قیصدے جن میں آپ نے اپنی خصوصی شان اور بزرگی کی طرف نشاندہی فرمائی ہے اور اپنے مریدوں کو خوشخبریاں دی ہیں۔
- الہامات پر مبنی رسالہ غوثِ اعظمؒ
- آپ کے متعدد اسمائے مبارکہ
- آپ کا عارفانہ کلام جس میں آپ نے اپنے کلام کو بیشتر آیات قرآنی سے مزین کیا ہے۔
- آپ کے مناقب میں بزرگانِ دین کا کلام

اسلوب

- حقائق کو معتبر اور مستند کتابوں کے حوالوں سے پیش کیا گیا ہے۔
- عظیم بزرگوں کے عظیم معاملات میں اپنی حقیر رائے کو داخل کرنے کی بجائے اولیائے کرام کے اقوال و آراء کو پیش کیا گیا ہے۔
- اختلافی مضامین میں اختلاف رکھنے والوں کے رد کی بجائے صحیح موقف کو دلائل اور حوالوں کے ذریعہ ثابت کیا گیا ہے۔

تنبیہ

- کتاب کے مطالعے سے پہلے مندرجہ ذیل باتوں کو ذہن نشین رکھا جائے۔
- اس کتاب کو وہی شخص پڑھے جس کا تعلق مسلک اہلسنت و الجماعت سے ہو جس کے دل میں حضرت غوث الاعظمؒ کی عقیدت و محبت ہو اور آپ کو زندہ اور متصرف تسلیم کرتا ہو اور آپ کے حالات سے ابتدائی طور پر واقف ہو۔
- تمام مضامین کو خاص طور پر قصائد شریفہ کو بہت ادب اور احتیاط کے ساتھ پڑھے اور کوئی بات اگر سمجھ میں نہ آئے تو ہرگز انکار نہ کرے اور نہ اعتراض و تنقید کرے ورنہ اس کا نقصان خود اسی پر ہوگا۔ ایسی صورت میں توقف کرے اور کسی صوفی عالم صاحب نسبت سے اس کا معنی و مفہوم دریافت کرے اور حق تعالیٰ سے شرح صدہ کی دعا کرے تاکہ مفہوم آسانی سمجھ میں آجائے۔

تشکر

- مندرجہ ذیل بزرگوں کا میں تیرے دل سے ممنون ہوں :
- سراج اہل تقویٰ شیعہ بزم عارفان حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رضوی اشرفی قدس سرہ العزیز جو میرے پیر و مرشد اور استاد محترم ہیں جن کے فیض اثر اور باطنی توجہ سے یہ حقیر اور عاجز اس تالیف کے قابل ہوا۔
- شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی، غزالی دوران حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی، حضرت صاحبزادہ سید مسعود احمد رضوی دامت برکاتہم العالیہ جن کی دعاؤں سے اس راہ میں درپیش تمام مشکلیں آسان ہو گئیں اور یہ کام بہت خوش اسلوبی سے پایہ تکمیل کو پہنچا۔

انتساب

اس تالیف کو میں حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ اقدس کی طرف منسوب کرتا ہوں شرفِ قبولیت حاصل ہو جائے تو زہے نصیب !

مؤلف کتاب منظرِ جمالِ مصطفائی
سید نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی
۱۶۰ دلکشا پارک، راجگرٹھ لاہور

بدہ دست یقین سے دل بدست شاہِ جانی
ایمیر کا دستگیر کا غوث اعظم قطبِ ربانی
نشانِ شانِ بے چونی بیانِ کبریا کی گونئی

کہ دستِ اولود اندر حقیقت دستِ یزدانی
جس سے عالم زہے محبوبِ سبحانی
بیرت مثلِ پیغمبر بصورتِ مرتضائی

پننازا بندر جنابِ پاک اوازِ قدسیاں باشد
کہ اندر جبرائیل از بہر کار و بار در ربانی

فہرست مضامین

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۱	حملہ علاقے سے آزادی		پہلا باب
۲۲	شیطان کو شکست دینا		ولادت باسعادت اور شجرہ نسب
	چوتھا باب	۳	ولادت باسعادت
	بیعت و خلافت اور شجرہ طریقت	۳	ولادت کے وقت کی کرامات
۲۵	بیعت	۴	آپ کے ظہور کی بشارتیں
۲۵	ختم خلافت	۶	آپ کا شجرہ نسب
۲۶	شجرہ طریقت	۸	آپ کے والدین کا تقدس
	پانچواں باب		دوسرا باب
	بغداد تشریف آوری اور مندر ارشاد		بغداد روانگی و تحصیل تکمیل علم
۲۹	بغداد تشریف آوری	۱۳	بغداد جانے کی وجہ
۳۰	کیفیت و عظ		اثنائے سفر ساٹھ ڈاکوؤں کا
۳۰	چار سو علماء کا وعظ کو قلمبند کرنا	۱۴	آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنا
۳۱	ارداح انبیار و اولیاء کا مجلس وعظ میں آنا	۱۵	تحصیل و تکمیل علم
۳۱	جنات کا مجلس وعظ میں آنا	۱۵	طالب علمی کے زمانے کی صعوبتیں
۳۲	بغیر کلام کے لوگوں پر وجد کا طاری ہونا		تیسرا باب
۳۳	رجال الغیب کا حاضر ہونا		عراق کے بیابانوں میں ایاضات و
۳۳	دلالت کی خلعتوں کی تقسیم		مجاہدات
۳۴	گرہ لگانے اور کھولنے کا واقعہ		تین سال تک ایک مقام پر قیام
۳۵	راہب کو حضرت عیسیٰ کی تلقین	۱۹	برج عجمی میں گیارہ سال قیام
۳۶	وعظ میں روحانیت کا دخل	۱۹	اپنے وجود سے غائب ہو جانا
	زمین پر لقب محی الدین اور	۲۰	شیاطین سے جنگ
۳۶	آسمانوں میں باز اشہب	۲۰	

چھٹا باب

حُسن و جمال اور اخلاقِ حسنہ

آپ کا حسن و جمال

آپ کے اخلاقِ حسنہ

آپ کے اوصاف کے بارے میں
امام عبد اللہ یافعی کا بیان

۴۱

۴۲

۴۳

۶۶ حضرت اویس قرنی کا گردن جھکانا
۶۷ حضرت جنید بغدادی کا گردن جھکانا
۶۷ خواجہ غریب نواز کا گردن جھکانا
۶۸ بابا فرید الدین گنجشکر کا ارشاد
۶۸ حضرت سلیمان تونسوی کا واقعہ
۶۹ قدم کے معنی

۷۰ شیخ صنعان کا انکار و توبہ

۷۱ عالم برزخ اور عالم ارواح میں
گردن جنم کرنے کا مفہوم

چوتھی فصل

مرتبہ فقر اور سلطان الفقرا

۷۲ سلطان الفقرا حضور غوثِ اعظم

۷۲ فقر اور فقیر کی تشریح

۷۳ حضرت داتا گنج بخش کا فرمان

۷۳ رسالہ غوثِ اعظم میں

۷۳ فقیر کی تعریف

۷۴ سلطان باہو کا فرمان

۷۴ حضور غوثِ اعظم کا فرمان

۷۶ منظر ذاتِ الہی سات سلطان الفقرا

پانچویں فصل

طریقت کے سلسلوں میں فیض

۷۸ خواجہ غریب نواز کا مستفیض ہونا

۷۹ خواجہ بہاء الدین کا مستفیض ہونا

۸۰ خواجہ شہاب الدین سہروردی کا
مستفیض ہونا

۸۱ خواجہ نظام الدین اولیاء کا مستفیض ہونا

چھٹی فصل

حنبلہ مذہب کا زندہ کرنا

۸۲ اور امام اعظم سے مکالمہ

ساتواں باب

آپ کے مریدوں کے لیے خوشخبریاں

آپ کا مرید بغیر توبہ نہیں مرے گا

آپ کے مرید نیک بخت ہیں

پرہیزگار آپ کے لیے اور

گنہگار کے لیے آپ ہیں

آپ کے مرید کو چھڑنے کی سزا

آپ کے مرید کو جہنم سے کیا سودگار

قصائد شریفہ میں مریدوں پر شفقت کا ذکر

۴۹

۵۰

۵۱

۵۱

۵۱

۵۲

آٹھواں باب

فضائل و مناقب

پہلی فصل

آفرینشِ عالم سے پہلے آپ کا
نورِ محمدی کے ساتھ ہونا

دوسری فصل

واقفِ رازِ ادا دئے

تیسری فصل

اقبلیم ولایت کی شہنشاہی
آپ کے فرمانِ قدمی ہذہ کی تفصیل

اس فرمانِ عالی کی وسعت

۵۷

۵۸

۶۱

۶۵

۹۶	اولیائے اولین و آخرین سرہائے خود چھٹی منقبت از حضرت سلطان باہور	۸۴	ساتویں فصل آپ کا فرمان کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں کی تشریح
۹۷	شیخ امت و سرور بود آں شاہ جیلانی ساتویں منقبت از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۸۵	آٹھویں فصل آپ کی منقبت جو حضرت مجدد الف ثانی نے بیان کی
۱۰۰	غوث اعظم دلیل راہ یقیں آٹھویں منقبت از حضرت شاہ ابو المعالی	۸۶	نویں فصل آپ کی منقبت جو شاہ ولی اللہ نے بیان کی
۱۰۲	از رو فقر و فنا گوی شہر بحر و برم نویں منقبت از حضرت شاہ ابو المعالی	۸۷	دسویں فصل آپ کا کلام جس سے آپ کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔
۱۰۴	تشنہ لب گریاں بسوئے بحر عرفاں میروم دسویں منقبت از حضرت شاہ ابو المعالی		نواں باب آپ کے مناقب میں بزرگان دین کا کلام پہلی منقبت از حضرت نور الدین شطنونی
۱۰۵	گر کسے واللہ بعالم از مے عرفانی است گیارہویں منقبت از حضرت شیخ نور اللہ سورتی	۹۱	عَبْدُ اللَّهِ فَوْقَ الْمَعَالِي رُبَّةٌ دوسری منقبت از حضرت خواجہ معین الدین چشتی
۱۰۶	ہاں ز طوفانِ معاصی کشتی مارا چہ غم دسواں باب آپ کے قصائد شریفہ وضاحت	۹۲	تیسری منقبت از خواجہ قطب الدین بختیار کاکی
۱۰۹	پہلا قصیدہ (قصیدہ غوثیہ) سقا فی الحب کاسات الوصال دوسرا قصیدہ	۹۳	چوتھی منقبت از حضرت علی احمد صابر کلیری
۱۱۲	نظرت بعین الفکر فی حان حضرت تیسرا قصیدہ	۹۵	پانچویں منقبت از بہار الدین زکریا ملتانی
۱۱۶	شہدت بان اللہ والی الولاية چوتھا قصیدہ		
۱۲۰			

	تیرہواں باب آپ کا کلامِ عظیم الشان پہلی فصل	۱۲۶	{ جس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے ساتھ استغاثہ کیا گیا ہے شرعت بتوحید الا لہ مبسلا پانچواں قصیدہ
۱۹۹	آپ کا عارفانہ کلام	۱۳۳	علی الاولیا القیت سری وبرہانی چھٹا قصیدہ
۲۱۰	تنزیہ باری تعالیٰ کے بیان میں	۱۳۵	لہمة بعضها تعلو علی الہم ساتواں قصیدہ
۲۱۱	تخلیق انسان کے بیان میں	۱۳۷	ما فی المناہل منہل مستعذب اٹھواں قصیدہ
۲۱۲	اسم اعظم کا بیان دوسری فصل	۱۳۹	طف بحانی سبعا ولذیذ ما می نواں قصیدہ
۲۱۶	آپ کا واعظانہ کلام تقدیر کی موافقت اور صبر و رضا	۱۴۲	سقانی جیبی من شراب ذوی المجد شرح قصائد شریفہ
۲۱۷	پہلے نفس کی اصلاح پھر دوسروں کو نصیحت	۱۴۲	
۲۱۸	تقدیر کی موافقت	۱۴۲	
۲۱۸	تقویٰ اور مراقبے کی ضرورت		
۲۱۹	صبر و شکر		
۲۱۹	دنیا و آخرت کا ترک اور مولیٰ کی طلب		
۲۲۰	امردہنی کی پابندی	۱۵۹	گیارہواں باب رسالہ غوثِ اعظم ترجمہ و تشریح رسالہ مع ترجمہ تشریح
۲۲۱	کسی بات کی تمنا نہ کر	۱۸۲	
۲۲۱	قناعت اختیار کر		
۲۲۲	دقت کی حفاظت کر		
۲۲۳	حق تعالیٰ کی بندگی		
۲۲۴	اپنے عیوب کی پہچان		
۲۲۵	اہل اللہ کی مثال		
۲۲۶	افکار دنیا سے فارغ ہو	۱۹۳	بارہواں باب آپ کا فارسی حمدیہ کلام اور چہل کاف پہلی حمد تا ابد یارب ز تو من لطف ہا دارم مہید دوسری حمد بے حجابانہ دراز در کاشانہ ما تیسری حمد اے ذکر ترا در دل ہر دم اثر سے دیگر چوتھی حمد چہل کاف
۲۲۷	مقسوم کا حاصل ہونا	۱۹۴	
۲۲۷	ہر شے حق تعالیٰ سے ملیگی	۱۹۵	
۲۲۸	خاموشی اور گوشہ نشینی		
۲۳۰	حق تعالیٰ کی سچی طلب		
۲۳۰	مخلوق سے کنارہ کشی		
۲۳۲	خوف اور ندامت	۱۹۶	

۲۵۳	شوق	۲۳۳	جھوٹے معبودوں کو چھوڑ
۲۵۳	محبت	۲۳۴	ندامت اور توبہ
۲۵۴	دجبہ	۲۳۵	صاحب نظر کی مثال
	چوتھی فصل	۲۳۶	ایقان و وحدانیت کی منزل
	طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور	۲۳۹	غیر اللہ پر اعتماد کا نتیجہ
	حج (طریقت کی روشنی میں)	۲۴۰	حق تعالیٰ پر مکمل اعتماد
۲۵۵	طریقت کی طہارت		تیسری فصل
۲۵۶	طریقت کی نماز		آپ کے فرمودات مقامات
۲۵۷	طریقت کا روزہ		تصوف کے بابے میں
۲۵۸	طریقت کی زکوٰۃ	۲۳۳	علم
۲۵۹	طریقت کا حج	۲۳۴	عمل صالح
	چودھواں باب	۲۳۵	توبہ
	آپ کے اسمائے گرامی مع ترجمہ	۲۳۵	انابت (رجوع الی اللہ)
۲۶۵		۲۳۵	خوف
	پندرھواں باب	۲۳۶	رجاء (امید رحمت)
	آپ کی کرامات	۲۳۶	حیا
	مسلمان اور عیسائی کے جھگڑے	۲۳۶	دفا
۲۷۷	پر مردے کو زندہ کرنا	۲۳۸	صبر
۲۷۸	ملک الموت سے ارواح چھڑانا	۲۳۸	شکر
۲۷۹	قافلے کی ڈاکوؤں سے نجات	۲۳۹	ہمت
۲۸۰	لوگوں کے دل آپ کے دست تصرف میں	۲۳۹	توکل
۲۸۱	فقہائے بغداد کی گرفت اور معافی	۲۳۹	توحید
۲۸۱	مہینوں کا آپ کی خدمت میں	۲۵۰	معرفت
۲۸۱	آ کر حالات کی خبر دینا	۲۵۰	تصوف
۲۸۲	مجلس وعظ میں ایک تاجر کی دستگیری	۲۵۰	حسن خلق
۲۸۳	خليفة مستنجد باللہ کی گرفت اور معافی	۲۵۰	صدق
۲۸۴	مجلس وعظ سے بارش کا موقوف ہونا	۲۵۱	فنا
	تھوڑی سی گندم کا پانچ سال	۲۵۲	بفتا
۲۸۶	تک حستم نہ ہونا	۲۵۲	رضا
		۲۵۳	قرب

سولہواں باب

آپ کا وصال اولاد اور تصانیف

۳۰۳	وصال شریف
۳۰۴	ازواج و اولاد پاک
۳۰۵	آپ کی تصانیف اور غنوغات

سترہواں باب

اوراد و وظائف سلسلہ قادریہ

۳۱۱	الوظیفۃ الکریمیۃ سے
۳۱۵	الیفوضات الربانیہ سے
۳۱۷	صلوٰۃ غوثیہ
۳۱۷	ختم غوثیہ (اجالی)
۳۱۸	ختم غوثیہ تفصیل
۳۲۰	ذکر جبری و خفی
۳۲۱	پاس انفاس اور درود غوثیہ

اٹھارہواں باب

بغداد شریف اور آپ کے روزنہ پاک کی کیفیت

۳۲۵	بغداد شریف
۳۲۶	آپ کے روزنہ پاک کی کیفیت
۳۲۶	جاتی مبارک پر اشعار
۳۲۷	اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام

انیسواں باب

تکملہ کتاب مظہر جمال مصطفائی

۳۳۱	تکملہ کتاب مظہر جمال مصطفائی
۳۳۷	ماخذ کتاب

۲۸۶	ایک نصرانی کو ابدال بنانا
۲۸۷	چور کو قطب بنانا
۲۸۸	جنات کی فسر ما برداری
۲۸۹	تبحر علمی اور ابن جوزی کا اعتراف بزاز کا آپ پر اعتراض
۲۹۰	سزا اور معافی
۲۹۰	شہاب الدین سہروردی کے علم کلام کو علم لدنی سے بدل دینا
۲۹۱	مردود کو مقبول بنانا
۲۹۲	آپ کا نام لے کر قبر سے نجات پانا
۲۹۲	آپ کی توجہ سے شراب کا سرکہ بن جانا
۲۹۳	مردے کو زندہ کرنا اور یہ کہ آپ کا نام اسم اعظم ہے
۲۹۴	حضور غوث پاک سے براہ راست بیعت
۲۹۴	تاجر کو گمشدہ اونٹ اور اسباب کامل جانا
۲۹۵	ایک ہی وقت میں اکہتر جگہ افطاری کرنا
۲۹۶	آپ کے در کے کتے کا شیر پر غالب آنا
۲۹۷	سابع کی تقدیر بدلنا
۲۹۸	آپ کی انگلیوں کی برکت
۲۹۸	خشک درختوں کا پھلدار ہونا
۲۹۹	ناہینا اور برص والے کو اچھا کرنا
۳۰۰	بارہ سال کی ڈوبی برات سلامت نکلنا

پہلا باب

ولادت باسعادت اور شجرہ نسب

ولادت باسعادت اور شجرہ نسب

آپ کا اسم گرامی عبدالقادر کنیت ابو محمد اور لقب محی الدین ہے۔ آسمانوں میں آپ کا لقب باز ائٹھب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غوث اعظم کے خطاب سے نوازا ہے۔ آپ ۲۷ھ میں ایران کے ایک قصبے جیلان میں پیدا ہوئے۔ ایک بزرگ نے آپ کے سن ولادت اور سن وصال کے بارے میں کیا خوب کہا ہے: جَاءَ فِي عَشْرِقٍ وَ تَوَفَّى فِي كَمَالٍ يَعْنِي عَشْرُق (۲۷۰) میں پیدا ہوئے اور کمال (۹۱) سال عمر پائی۔ اس طرح آپ کا وصال ۵۶۱ھ میں ہوا۔ آپ کی پیدائش رمضان المبارک میں ہوئی۔

ولادت کے وقت کی کرامات

۱۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو صالح مونسے جنگی دوست رحمۃ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے ابو صالح تجھے اللہ تعالیٰ نے وہ فرزند دیا ہے جو میرا بیٹا اور محبوب اور خدا کا بھی محبوب ہے اور اس کا مرتبہ اولیاء میں ایسا ہوگا جیسا میرا مرتبہ انبیاء میں ہے۔

۲۔ تمام انبیاء و رسل نے آپ کے والد ماجد کو خواب میں بشارت دی کہ سوائے صحابہ اور ائمہ کرام کے تمام اولیاء اولین و آخرین آپ کے فرزند کے مطیع ہونگے اور اس کا قدم اپنی گردنوں پر رکھیں گے اور اس کی اطاعت ان کے درجات کی بلندی کا باعث ہوگی۔

۳۔ ولادت کی شب بغداد میں سب کے سب لڑکے پیدا ہوئے جن کی تعداد گیارہ سو

تھی اور وہ سب اولیائے کاملین ہوتے ہیں۔

۴۔ آپ نے تمام رمضان سحر سے لے کر افطار تک والدہ ماجدہ کا دودھ نہیں پیا۔

۵۔ نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات جو آپ کی گردن پر قدم مبارک رکھا تھا اس کا نشان آپ کی گردن مبارک پر موجود تھا۔

۶۔ آپ کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ کی عمر ساٹھ سال کی تھی اس عمر میں آپ کی پیدائش بھی ایک کرامت ہے۔

پیدائش کے وقت آپ کی شکل مبارک اتنی بارعب اور نورانی تھی کہ کوئی شخص آپ کو غور سے دیکھ نہ سکتا تھا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے منظر جمالِ مصطفائی بنا کر روانہ فرمایا۔

آپ کے ظہور کی بشارتیں

۱۔ حضرت جنید بغدادی کی بشارت

صحت جنید بغدادی نے ایک دن دورانِ وعظ فرمایا :

قَدَمُهُ عَلَى رَقَبَتِي یعنی اس کا قدم میری گردن پر ہے۔ لوگوں نے دریا کیا کہ آج آپ نے دورانِ خطبہ جو الفاظ فرمائے تھے ان کی حقیقت کیا ہے آپ نے فرمایا کہ حالتِ کشف میں مجھ پر یہ ظاہر ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ایک عظیم بزرگ ولی اللہ پیدا ہونگے جن کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا۔ مولد ان کا جیلان اور کن بغداد ہوگا اور وہ یا امر الہی کہیں گے۔ قَدَمِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اللّٰهِ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ میں

نے ان کی عظمت کو دیکھ کر گردن خم کی اور وہ الفاظ کہے جو تم نے سنے۔

۲۔ حضرت شیخ منصور بطائی کی بشارت

آپ عراق کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ ایک روز اپنی مجلس میں فرمایا۔ کہ عنقریب ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا۔ جس کا مرتبہ اولیاء میں بہت بلند و بالا ہوگا۔ اگر کوئی تم میں سے اس وقت تک زندہ رہے تو ان کی انتہائی تعظیم کرنا۔

۳۔ حضرت خلیل بلخی کی بشارت

آپ نے کشف کے ذریعہ حضور غوثِ اعظم کی ولادت سے قبل اپنے مریدین کو بشارت دی تھی کہ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں ایک عظیم بزرگ ولی اللہ ظاہر ہونگے جو اولیاء و اقطاب کے صدر نشین ہونگے۔ مخلوق الہی کثرت سے ان کی اقتدا کرے گی ان کا تصرف حیات کی مانند وصال کے بعد بھی جاری رہیگا۔

۴۔ حضرت شیخ عقیل منجبی کی بشارت

آپ ملک شام کے اکابر مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے اپنے مریدوں کو آگاہ فرمایا کہ عنقریب ایک جوان ظاہر ہوگا جس کا نام عبدالقادر اور لقب محی الدین ہوگا جو بغداد میں لوگوں کو وعظ کرے گا اور کہے گا۔ قَدِمْتُ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كَلِّ دَلِيٍّ اَللّٰهِ يَعْنِيْ مِيْرَايَةَ سَدَمِ هِرُوْلِيِّ اَللّٰهِ كِيْ كَرْدُوْنِ پْرِهِيْ۔ اگر میں اُس زمانے میں ہوتا تو اپنا سر واقعہ اُس کے آگے جھکا دیتا۔

آپ کا شجرہ نسب

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین سید ہیں۔ یعنی آپ کا شجرہ نسب والد ماجد کے واسطے سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کے واسطے سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے اس بات کو ایک بزرگ نے حضور غوثِ اعظم کے روضہ مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

ایں بارگاہِ حضرت غوثِ اعظم است
نقد کمر حیدر و نسل حسین است
مادرش حسینی نسب است و پدر او
اولادِ حسن یعنی کریم الابوین است
یعنی یہ بارگاہ انس و جن کے فریاد رس کی ہے ،
جو اولادِ علیؑ اور امام حسینؑ کی نسل ہیں آپ
کی والدہ حسینی نسب اور آپ کے والد اولادِ
حسنؑ ہیں گویا آپ کے آباء دونوں کریم ہیں (یعنی حسین
کریمین)

حضرت عبدالرحمن جامیؒ نے سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نسبِ عالی
کو مندرجہ اشعار میں ڈھالا ہے :

آلِ شاہِ سرفراز کہ غوثِ الثقلین است
در اصل صحیح التبعین از طرفین است
از سوتے پذیر تا بحسن سلسلہ اوست
وز جانبِ مادرِ دُرِّ دریائے حسین است

یعنی وہ عالی مرتبت بادشاہ جو غوثِ الثقلین ہیں فی الحقیقت نسبی لحاظ سے نجیب الطرفین
ہیں۔ والد ماجد کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسنؑ سے اور والدہ ماجدہ کی
طرف سے امام حسینؑ سے ملتا ہے۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ
 سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ
 سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
 سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
 سیدنا موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
 سیدنا علی رضا رضی اللہ عنہ
 سید ابو علاؤ الدین محمد الجواد رضی اللہ عنہ
 سید کمال الدین علی رضی اللہ عنہ
 سید ابو العطاء عبد اللہ رضی اللہ عنہ
 سید محمود رضی اللہ عنہ
 سید محمد رضی اللہ عنہ
 سید ابو جمال رضی اللہ عنہ
 سید عبد اللہ صومعی رضی اللہ عنہ
 سید ام الخیر امۃ ابی جبار فاطمہ رضی اللہ عنہا

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

سید حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ
 سید عبد اللہ محض رضی اللہ عنہ
 سید موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ
 سید عبد اللہ صالح رضی اللہ عنہ
 سید موسیٰ ثانی رضی اللہ عنہ
 سید ابو بکر داؤد رضی اللہ عنہ
 سید شمس الدین زکریا رضی اللہ عنہ
 سید یحییٰ زاہد رضی اللہ عنہ
 سید عبد اللہ جلی رضی اللہ عنہ
 سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست

حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

آپ کے والدین کا تقدس

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست
 رحمۃ اللہ علیہ مجاہدات و ریاضات کے دوران ایک دریا کے کنارے جا رہے تھے اور
 کئی روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ دریا کے کنارے ایک سیب پڑا ہوا دیکھا۔ تین روز
 سے زاید فاقہ اور شدت بھوک کی بنا پر آپ نے وہ سیب کھا لیا۔ کھانے کے بعد
 خیال آیا کہ اس کا کوئی تو مالک ہوگا جس کی اجازت کے بغیر ہی میں نے یہ سیب
 کھا لیا ہے لہذا آپ سیب کے مالک کی تلاش میں دریا کے کنارے چل پڑے۔
 ابھی تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ دریا کے کنارے ایک باغ نظر آیا جس کے درختوں
 سے پکے ہوئے سیب پانی پر ٹکے ہوئے تھے۔ آپ سمجھ گئے کہ وہ سیب اسی باغ
 کا تھا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ باغ حضرت عبد اللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے لہذا
 آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بلا اجازت سیب کھا لینے کی معافی کے طالب
 ہوئے۔ حضرت عبد اللہ صومعی چونکہ خود خاصانِ خدا میں سے تھے۔ سمجھ گئے کہ یہ انتہائی نیک
 اور صالح نوجوان ہے لہذا کچھ عرصے باغ کی رکھوالی کی شرط پیش کر کے کہا کہ کچھ عرصہ
 یہ خدمت انجام دو اس کے بعد معافی کے متعلق غور کیا جائے گا۔ وقت مقررہ تک
 آپ نے نہایت دیانتداری سے یہ خدمت انجام دی اور پھر معافی کے خواستگار
 ہوئے۔ حضرت عبد اللہ صومعی نے فرمایا ایک اور شرط باقی ہے وہ یہ کہ میری ایک
 لڑکی آنکھوں سے اندھی کانوں سے بہری ہاتھوں سے لٹھی اور پاؤں سے لنگڑی
 ہے اسے نکاح میں قبول کرو تو معافی دے دی جائے گی۔ حضرت ابو صالح نے

قبول کیا اور بعد نکاح جب اپنی بیوی کو ان تمام ظاہری عیوب سے مبرا ہونے کے ساتھ ساتھ حسن ظاہری سے بھی متصف پایا تو خیال گذرا کہ کوئی اور لڑکی ہے اور غلطی کے خیال سے پریشان حال حجرے سے باہر نکل آئے۔ حضرت عبداللہ صومعی نے فرست سے پہچان لیا اور فرمایا اے شہزادے یہی تمہاری بیوی ہے اور میں نے اس کی جو صفات تم سے بیان کی تھیں وہ سب درست ہیں۔ یہ اندھی ہے کہ آج تک کسی غیر محرم کی طرف نظر نہیں کی، بہری ہے کہ کبھی خلاف شرع کوئی بات نہیں سنی، یہ لہنجی ہے کہ کبھی ہاتھ سے خلاف شرع کام نہیں کیا اور لنگڑی ہے کہ کبھی خلاف شرع گھر سے باہر قدم نہیں رکھا۔ حضرت ابو صالح بہت خوش ہوئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ انہیں دو پاکیزہ ہستیوں کی اولاد ہیں۔

آپ کے نانا جان کا ذکر

آپ کے نانا جان حضرت عبداللہ صومعی جیلان کے اکابر مشائخ اور اولیاء میں سے تھے۔ آپ کی معرفت کے احوال اور کرامات بہت بلند تھے۔ آپ مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ نہایت عابد و زاہد اور منکسر المزاج تھے۔ آپ کے گھر کے دروازے غراب و مساکین کے لیے ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ آپ کی کرامات کو دیکھ کر ہزار ہا لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے اور ولایت کے مقامات حاصل کئے۔

آپ ضعیفی کے باوجود کثرت سے نوافل و ذکر میں مشغول رہتے۔ آپ کو مستقبل کے حالات کا اکثر پہلے ہی سے علم ہو جاتا۔

آپ کی پھوپھی صاحبہ کا ذکر

آپ کی پھوپھی صاحبہ کا اسم گرامی سیدہ عائشہ تھا۔ نہایت پاکپا ز اور صالح ترین خاتون تھیں۔ انتہائی عبادت گزار تھیں۔ مشکل کے وقت لوگ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا کرتے۔ آپ دعا فرماتیں تو اللہ تعالیٰ لوگوں کی مشکلات کو جلد دور فرما دیتا۔

سیدنا غوثِ اعظم کا بچپن اور جوانی

سیدنا غوثِ اعظم کے والدین کریمین علم و معرفت کے آفتاب و ماہتاب تھے چنانچہ آپ کی سب سے پہلی درس گاہ خود آپ کا گھر تھا۔ آپ نے والدین ہی سے قرآن پاک حفظ کیا تھا اور ابتدائی تعلیم بھی پائی۔ اس کے بعد آپ جیلان کے مدرسے میں داخل ہوئے اور بعد میں بغداد روانہ ہو کر تحصیل علم کی تکمیل کی۔ آپ نے فرمایا میں اپنی جوانی کے دنوں میں سفر میں تھا یہاں تک کہ میں کہنے والے کو سنتا تھا کہ مجھے کہتا تھا اے عبدالقادر میں نے تم کو اپنے لیے پسند کیا۔ مجاہدے کے دنوں میں مجھے اونگھ آتی تھی تو سنا کرتا تھا کہ کوئی کہتا ہے اے عبدالقادر تم کو سونے کے لیے نہیں پیدا کیا اور بے شک ہم تمہارے اس وقت بھی دوست تھے جب کہ تم کچھ شے نہ تھے اب جب تم شے ہوتے تو ہم سے غافل نہ ہونا۔

آپ جب کبھی بچپن میں کوئی کھیل کھیلنے کا ارادہ فرماتے تو غیب سے آواز آتی۔
اَلْحَسَّ يَا مُبَارَكٌ يَعْنِي لِي بَرَكَةٌ وَاللَّهِ مِيرِي طَرَفٌ اَوْدَ۔

دوسرا باب

بغداد روانگی اور تحصیل تکمیل علم

بغداد روانگی اور تحصیل تکمیل علم

بغداد جانے کی وجہ

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں جب اپنے قصبے جیلان میں صغیر سن تھا تو عرفہ کے روز دیہات کی طرف نکلا اور کھیتی کے بیل کے پیچھے ہو لیا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور کہا اے عبدالقادر آپ اس لیے تو پیدا نہیں ہوئے۔ میں گھبرا کر اپنے گھر لوٹ آیا اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور لوگوں کو میں نے عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے دیکھا پھر میں اپنی والدہ ماجدہ کے پاس آیا اور ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے خدا کی راہ میں وقف کر دیں اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں کہ میں وہاں جا کر علم حاصل کروں۔ والدہ صاحبہ نے اس کا سبب دریافت فرمایا، تو میں نے انہیں وہ واقعہ سنایا۔ آپ حشم بہ گریہ ہوئیں اور انسی دینار جو والد ماجد نے آپ کے پاس چھوڑے تھے میرے پاس لے کر آئیں میں نے ان میں سے چالیس دینار لے لیے اور چالیس اپنے بھائی کے لیے چھوڑ دیئے۔ آپ نے میرے چالیس دینار میری گڈری میں سی ڈیئے اور مجھے بغداد جانے کی اجازت دے دی۔ اور آپ نے مجھے تاکید کی کہ خواہ کسی حال میں ہو سچ بولو، اور میں روانہ ہوا اور آپ دروازے تک مجھے رخصت کرنے آئیں اور فرمایا اے بیٹا یٰوَجِبِ اللّٰهُ یَسْ تَمِیْسِ اِنِّیْ سَے جِد اکر تہی ہوا اور اب مجھے تمہارا منہ قیامت ہی کو دیکھنا نصیب ہوگا۔

کیسی اللہ والی ہستی تھیں کہ لاڈلے بیٹے کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر وقف کر دیا اور اپنے حقوق بھی معاف فرما دیئے تاکہ وہ یکسوئی سے علم حاصل کر سکیں۔

اثناے سفر ساٹھ ڈاکوؤں کا آپ کے ہاتھ پر توبہ کرنا

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنی والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر ایک چھوٹے سے قافلے کے ساتھ جو بغداد جا رہا تھا روانہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم ہمدان سے گزر کر ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں بہت کیچڑ تھی اور قافلے پر ساٹھ ڈاکو ٹوٹ پڑے اور قافلے کو لوٹ لیا اور مجھ سے کسی نے بھی تعرض نہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص میری طرف آیا اور کہنے لگا کہ آپ کے پاس بھی کچھ ہے؟ میں نے کہا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ اس نے دریافت کیا وہ کہاں ہیں؟ میں نے کہا میری گڈری میں بغل کے نیچے سے ہوتے ہیں اس نے سمجھا کہ میں مذاق کر رہا ہوں اس لیے وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا اس کے بعد ایک دوسرا شخص آیا اور جو کچھ پہلے نے پوچھا وہی پوچھا۔ میں نے جو پہلے شخص کو جواب دیا تھا اس کو بھی وہی جواب دیا۔ ان دونوں نے جا کر اپنے سردار کو یہ خبر سنائی تو اس نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ سردار نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس واقعی چالیس دینار ہیں۔ میں نے کہا ہاں میری گڈری میں سے ہوتے ہیں۔ اس نے میری گڈری ادھیڑی اور اس میں سے چالیس دینار نکلے۔ اس نے حیرت سے پوچھا کہ اس کو ظاہر کرنے پر کس چیز نے مجبور کیا۔ میں نے کہا میری والدہ ماجدہ نے مجھے سچ بولنے کی تاکید کی تھی میں ان سے عہد شکنی نہیں کر سکتا۔ ڈاکوؤں کا سردار میری یہ گفتگو سن کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ آپ اپنی والدہ ماجدہ سے عہد شکنی نہیں کر سکتے اور میری عمر گزر گئی ہے کہ میں اب تک اپنے پروردگار سے برابر عہد شکنی کر رہا ہوں پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ اس کے بعد اس کے سب ساتھیوں

نے کہا تو لوٹ مار میں ہم سب کا سردار تھا اور اب توبہ کرنے میں بھی ہمارا سردار ہے
پھر ان سب نے بھی میرے ہاتھ پر توبہ کی اور قافلے کا سارا مال واپس کر دیا۔

تحصیل تکمیل علم

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ بغداد پہنچنے کے بعد مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گئے
یہ مدرسہ ان دنوں تمام دنیا کا مشہور و معروف علمی مرکز تھا جس میں قابل ترین اساتذہ
طلباء کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ آپ نے چند سال میں تمام علوم و فنون پر دسترس حاصل
کر لی۔

طالب علمی کے زمانے کی صعوبتیں

طالب علمی کے زمانے میں آپ کو بہت مشکل حالات سے دوچار ہونا پڑا اور
سخت مشقتیں اٹھانی پڑیں لیکن یہ مشکلات آپ کے عزم صمیم کی راہ میں حائل نہ ہو سکیں
والدہ ماجدہ کے دیئے ہوئے چالیس دینار خرچ ہو چکے تھے یہاں تک کہ فاقے تک
نوبت آپہنچی۔ بیس روز اسی طرح گزر گئے آخر ایک روز کسی مباح چیز کی تلاش میں
ایوان کسرے کے کھنڈروں کی جانب تشریف لے گئے۔ وہاں دیکھا کہ ستر اولیائے
کرام پہلے ہی سے مباح چیزوں کی تلاش میں مصروف ہیں۔ آپ نے مناسب نہ
سمجھا کہ ان کی راہ میں حائل ہوں اور واپس تشریف لے آئے۔

ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ بھوک سے نہ ٹھہال ہو کر لڑکھڑاتے ہوئے ایک
مسجد کے گوشے میں جا بیٹھے۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک عجمی جوان روٹی اور

بھنا ہوا گوشت لے کر مسجد میں داخل ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر کھانے لگا۔ حضور غوثِ عظیم
 رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھوک کی شدت سے اس شخص کے ہر لقمے کے ساتھ بے اختیار
 میرا منہ کھل جاتا تھا حتے کہ میں نے اپنے نفس کو اس حرکت پر ملامت کی، اتنے میں اس
 شخص نے میری طرف دیکھا اور کھانا لا کر مجھے پیش کیا اور اس نے مجھ سے دریافت کیا
 کہ آپ کہاں کے باشندے ہیں اور کیا مشغلہ رکھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں جیلان کا رہنے
 والا ہوں اور طالب علم ہوں۔ اس نے دریافت کیا کہ کیا آپ جیلان کے ایک
 نوجوان کو جس کا نام عبدالقادر ہے جانتے ہیں۔ میں نے کہا وہ میں ہی ہوں۔ یہ سن کر
 وہ بہت بے چین ہوا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں کسی روز سے تلاش کر رہا ہوں جب
 میں بغداد میں داخل ہوا تو اس وقت میرے پاس اپنا ذاتی خرچ موجود تھا مگر جب
 میں نے تمہیں تلاش کیا تو مجھے کسی نے تمہارا پتہ نہیں بتلایا۔ اس اثناء میں میرا سارا
 خرچ ختم ہو گیا پھر میں نے تین روز فاقے میں گزارے اور آج مجبور ہو کر آپ کی امانت میں
 سے جو آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو پہنچانے کے لئے دیئے تھے، ایک وقت کے
 کھانے کے لیے یہ روٹی اور گوشت لایا ہوں اور اب آپ خوشی سے یہ کھانا تناول
 فرمائیں کیونکہ یہ آپ ہی کا ہے اور اب میں آپ کا مہمان ہوں۔ پھر میں نے اسے
 تسلی دی اور اس بات پر اپنی خوشنودی ظاہر کی اور کھانا تناول کیا۔

مؤلف عرض کرتا ہے کہ سیدنا غوثِ اعظمؒ کا کئی روز فاقے رہنا اور بھوک کی
 شدت کو برداشت کرنا اختیاری تھا نہ کہ اضطراری۔ یہ نفس کے خلاف مجاہدہ او
 اسے مغلوب کرنے کے لیے تھا ورنہ آپ پیدائشی ولی اللہ تھے دعا فرماتے تو ہر چیز میسر
 آسکتی تھی۔

تیسرا باب

عراق کے بیابانوں میں ایاضات و مجاہدات

عراق کے بیابانوں میں ایاضات و مجاہدات

حضور غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مجاہدات اور ایاضات کے بارے میں فرمایا کہ میں پچیس برس تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا اور مجھے کوئی بھی پہچانتا نہ تھا البتہ اس وقت میرے پاس جنات آیا کرتے تھے اور میں انہیں علمِ طریقت اور وصولِ الٰہی اللہ کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت خضر علیہ السلام میرے ہمراہ ہوئے لیکن اس وقت میں آپ کو پہچانتا نہ تھا۔ پہلے آپ نے مجھ سے عہد لیا کہ میں آپ کی مخالفت نہ کروں گا اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے آنے تک یہیں پر رہو۔ آپ ہر سال آتے اور یہی فرما جاتے کہ میرے آنے تک یہیں پر رہو۔ میں تین سال اسی ایک مقام پر رہا۔ اس اثنا میں دنیا اور دنیاوی خواہشات اپنی اپنی شکلوں میں میرے پاس آیا کرتیں مگر اللہ تعالیٰ مجھے ان کی طرف التفات کرنے سے محفوظ رکھتا۔ میں اپنے نفس کو طرح طرح کی مشقتوں میں ڈالتا رہا چنانچہ ایک سال ساگ وغیرہ پر گزارہ کرتا رہا اور سال بھر تک پانی بالکل نہیں پیا پھر ایک سال تک کچھ نہیں کھایا صرف پانی پیا کرتا اور پھر ایک سال تک کھانا پانی اور سونا بالکل چھوڑ دیا۔

فرمایا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ بغداد کے قریب ایک ویرانے میں ایک پرانا برج تھا وہاں گیارہ برس تک ٹھہرا رہا۔ میرے اس طویل قیام کی وجہ سے لوگ اسے برجِ عجیبی کہنے لگے۔ میں اس برج میں ہر وقت یادِ الٰہی میں مشغول رہتا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ میں اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک مجھے کوئی منہ میں لقمہ نہ دے اور اس وقت تک پانی نہ پیوں گا جب تک مجھے کوئی پانی نہ پلائے۔ چنانچہ متواتر

چالیس روز تک میں نے نہ کچھ کھایا نہ پیا۔ چالیس روز کے بعد ایک شخص آیا اور روٹی سالن میرے سامنے رکھ کر چلا گیا۔ بھوک کی شدت کی وجہ سے میرے نفس نے چاہا کہ روٹی کھا لوں لیکن میرے دل نے آواز دی کہ اپنا عہد نہ توڑنا، پھر میں نے اپنے اندر ایک شور سنا جس سے الْجُوع الْجُوع یعنی بھوک بھوک کی آواز سنائی دی۔ میں نے اس طرف کچھ التفات نہ کیا۔ اسی اثنا میں حضرت شیخ ابوسعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کا گذر ادھر سے ہوا ان کی فراست باطنی نے یہ شور سنا تو میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ عبد القادر یہ شور کیسا ہے۔ میں نے کہا۔ نفس کی خواہش کا اضطراب ہے ورنہ روح مطمئن ہے۔ انہوں نے کہا باب ازج کے پاس آؤ وہاں میرا گھر ہے یہ کہہ کر وہ تشریف لے گئے ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت خضہ علیہ السلام تشریف لاتے اور فرمایا اٹھے اور حضرت ابوسعید مخزومی کے گھر تشریف لے جائیے۔ چنانچہ میں اٹھا اور شیخ ابوسعید مخزومی کے گھر پہنچا وہ دروازے پر کھڑے میرا انتظار فرما رہے تھے، مجھے اندر لے گئے اور اپنے دست مبارک سے مجھے روٹی کھلائی۔ یہاں تک کہ میں خوب سیر ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ مجاہدے اور ریاضت کے شروع میں بیابانوں میں عجیب و غریب حالات پیش آتے تھے جن میں ایک یہ تھا کہ میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا تھا۔ اکثر اوقات دوڑا کرتا تھا اور مجھے خبر بھی نہ ہوتی تھی۔ ایک بار میں بے خبری میں دوڑتا رہا اور جب مجھ سے یہ حالت جاتی رہی تو میں نے اپنے آپ کو شہر شتر میں پایا جو بغداد سے بارہ روز کے فاصلے پر تھا۔ عراق کے بیابانوں میں مجاہدے کے دوران شیاطین مسلح ہو کر آتے تھے اور ہیبت ناک صورتوں میں صاف در صف مجھ سے لڑنے کی کوشش کرتے اور مجھے آگ پھینک کر مارتے مگر میں اپنے دل میں ہمت

اور اولوالعزمی پاتا اور غیب سے آواز آتی کہ اے عبدالقادر اٹھو اور ان کی طرف آؤ ہم ان کے مقابلے میں تمہیں ثابت قدم رکھیں گے۔ پھر میں اٹھ کر ان کی طرف دوڑتا تو وہ بھاگ جاتے۔ ایک مرتبہ ابلیس آیا اور اس نے کہا اے عبدالقادر میں آپ سے ناامید ہو چکا ہوں۔ میں نے کہا یہاں سے دفع ہو جا۔ میں تیری جانب سے کسی حالت میں مطمئن نہیں۔ اس نے کہا یہ بات میرے لیے عذاب دوزخ سے بھی بڑھ کر ہے۔ پھر اس نے بہت سے شرک اور وساوس کے جال بچھا دیئے۔ میں نے پوچھا یہ جال کیسے ہیں تو مجھے بتلایا گیا کہ دنیاوی وساوس کے وہ جال ہیں جن سے شیطان شکار کرتا ہے، تو میں نے اس مردود کو ڈانٹا تو وہ بھاگ گیا اور سال بھر تک میں نے توجہ کی یہاں تک کہ وہ جال ٹوٹ گئے۔ پھر اس نے بہت سے اسباب ظاہر کئے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہیں تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ خلق کے اسباب ہیں۔ سال بھر تک میں نے توجہ کی یہاں تک کہ یہ اسباب منقطع ہو گئے۔ پھر مجھ پر میرے باطن کا انکشاف کیا گیا تو میں نے اپنے دل کو بہت سے علائق سے وابستہ دیکھا۔ میں نے دریافت کیا یہ کیا ہیں تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ علائق تمہارے ارادے اور تمہارے اختیارات ہیں۔ پھر میں ایک سال تک ان کی طرف توجہ کرتا رہا یہاں تک کہ وہ سب علائق مجھ سے منقطع ہو گئے۔ پھر مجھ پر میرا نفس ظاہر کیا گیا تو میں نے دیکھا کہ اس کے امراض ابھی باقی ہیں اور اس کی خواہش زندہ ہے تو سال بھر تک میں نے اس کی طرف توجہ کی یہاں تک کہ نفس کے کل امراض جڑ سے جاتے رہے اور اب اس میں امر الہی کے سوا کچھ باقی نہ رہا اور میں تنہا ہو کر اپنی ہستی سے جدا ہو گیا۔ اور میری ہستی مجھ سے الگ ہو گئی تب بھی میں اپنے مقصود کو نہیں پہنچا تو میں توکل کے دروازے پر آیا تاکہ اس دروازے سے میں اپنے مقصود کو پہنچوں میں

نے دیکھا اس دروازے پر بڑا ہجوم ہے۔ میں اس سے گزر گیا۔ پھر میں شکر کے دروازے پر آیا اس دروازے پر بھی ہجوم نظر آیا میں گزر گیا اس کے بعد غنا کے دروازے پر آیا یہاں بھی بہت ہجوم دیکھا یہاں سے بھی گزر گیا۔ اس کے بعد شاہدے کے دروازے پر آیا۔ اس دروازے پر بھی ہجوم دیکھا اس سے بھی گزر گیا۔ پھر میں فقر کے دروازے پر پہنچا تو اس کو خالی پایا۔ میں اس میں داخل ہوا اور اندر جا کر دیکھا تو جن جن چیزوں کو میں نے ترک کیا تھا وہ سب موجود تھیں۔ یہاں سے مجھے ایک بہت بڑے روحانی خزانے کی فتوحات حاصل ہوئیں روحانی عزت، غنائے حقیقی اور سچی آزادی ملی۔ میں نے اپنی زسیت کو مٹا دیا اور اپنے اوصاف کو چھوڑ دیا۔ جس سے میری ہستی میں ایک دوسری حالت پیدا ہو گئی۔ آپ نے فرمایا کہ دوران مجاہدہ ایک ایسے بیابان میں پہنچا جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ چند روز میں نے وہاں قیام کیا لیکن پانی ہاتھ نہ آیا جب پیاس کا غلبہ ہوا تو حق تعالیٰ نے بادل کا ایک ٹکڑا بھیجا جس نے میرے اوپر سایہ کر دیا اور اس میں سے کچھ قطرات ٹپکے جنہیں پی کر تسکین ہوئی اس کے بعد اچانک ایک روشنی ظاہر ہوئی، جس نے پورے آسمان کا احاطہ کر لیا اس میں سے ایک عجیب و غریب شکل نمودار ہوئی اور آواز آئی کہ اے عبدالقادر میں تمہارا پروردگار ہوں اور جو میں نے دوسروں پر حرام کیا وہ تم پر حلال کرتا ہوں لہذا تم جو چاہو کرو، میں نے کہا اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ اے ملعون دور ہو جا، اچانک وہ روشنی تاریکی سے بدل گئی، اور وہ صورت دھواں بن کر کہنے لگی کہ آپ اپنے علم کی وجہ سے بیچ گئے میں نے اس ترکیب سے ستر اہل طریقت کو گمراہ کیا ہے۔ میں نے کہا یہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا فضل ہے اور وہی نگہبان ہے۔

84954

پو تھا باب
بیعت و خلافت اور شجرہ طریقت

بیعت و خلافت اور شجرہ طریقت

جب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ تحصیل تکمیل علم اور مجاہدات و ریاضات سے فارغ ہوئے اور مکمل تزکیہ نفس کر لیا تو آپ نے حضرت شیخ ابوسعید مخرومی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے حضرت ابوسعید نے اپنے مبارک ہاتھ سے کھانا کھلایا۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لقمہ حضرت شیخ مجھے کھلاتے اور وہ میرے شکم میں جاتا، میرے باطن میں ایک نور بھر دیتا۔ پھر انہوں نے مجھے فرقہ خلافت عطا کیا اور فرمایا اے عبدالقادر یہ وہ فرقہ ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا تھا اور ان سے حضرت حسن بصریؒ کو ملا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا۔ اس فرقے کو پہنتے ہی حضور غوث اعظم پر تجلیات الہی اور برکات کا اور بھی زیادہ ظہور ہونے لگا،

حضور غوث اعظم کا ابوسعید مخرومی کو فرقہ پہنانا

قلاند الجواہر میں ہے کہ حضرت ابوسعید مخرومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دوسرے سے تبرک حاصل کرنے کے لیے میں نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اور انہوں نے مجھ کو فرقہ پہنایا۔

اس سے معلوم ہوا سیدنا غوث اعظم کا حضرت ابوسعید مخرومیؒ کو فرقہ پہنانے کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا غوث اعظم کا فیض حضرت ابوسعید مخرومیؒ کو پہنچا۔

حضور غوثِ اعظم کا شجرہ طریقت

آپ کا شجرہ طریقت اس طرح ہے:

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ علیہ وسلم

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ سہری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالفرح طبرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابی سعید مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی

رحمۃ اللہ علیہ

پانچواں باب

بغداد تشریف آوری اور مسند ایشاد

بغداد تشریف آوری اور مسند ارشاد

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میں نے ظہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ اے فرزند تم وعظ و نصیحت کیوں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کیا حضور میں عجمی ہوں اور عرب کے فصحا کے سامنے کس طرح زبان کھولوں آپ نے فرمایا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا تو آپ نے سات مرتبہ میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا کہ جاؤ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرو اور حکمت سے نیک بات کی طرف لاؤ۔ پھر میں نے ظہر کی نماز پڑھی تو خلقت میرے گرد جمع ہو گئی اور میں کچھ مرعوب سا ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا اور آپ نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا۔ میں نے عرض کیا آپ نے سات مرتبہ کیوں نہ ڈالا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ادب کی وجہ سے۔ پھر میں نے دیکھا کہ غواص فکر دل کے دریا میں غوطے لگا لگا کر حقائق و معارف کے موتی نکالنے لگا۔ اس کے بعد میری زبان میں قوت گویائی پیدا ہوئی اور میں لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنے لگا۔ اس کے بعد میرے پاس حضرت خضر علیہ السلام تشریف لاتے تاکہ میرا امتحان لیں جس طرح کہ دیگر اولیائے کرام کا امتحان لیا کرتے تھے۔ اس بات کا مجھ پر کشف کر دیا گیا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے حضرت مولے علیہ السلام سے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ نہ رہ سکیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں۔ اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہیں تو میں بھی حاضر ہوں آپ بھی موجود

ہیں اور یہ معرفت کی گیند ہے اور یہ میدان -

قللاً مدابجواہر

کیفیت و عظ

آپ جب بغداد تشریف لائے تو آپ نے وہاں کے اکابر علماء مشائخ سے ملاقات کی جن میں حضرت ابوسعید خدری شامل ہیں۔ انہوں نے اپنا مدرسہ جو بغداد کے محلے باب الازج میں واقع تھا آپ کو تفویض کر دیا تو آپ نے اس میں نہایت فصاحت و بلاغت سے وعظ و نصیحت فرمانا شروع کر دیا جس سے بغداد کے علاوہ قرب و جوار سے لوگ جوق در جوق آنے لگے اور آپ کی شہرت کا دور دورہ تک چرچا ہو گیا۔ آپ کی مجلس وعظ میں اس کثرت سے لوگ آنے لگے کہ ان کے لئے جگہ ناکافی ہو گئی لہذا بہت سے مکانوں کو شامل کر کے مدرسے کی توسیع کر دی۔ یہ مدرسہ ایک وسیع عمارت کی صورت بن کر تیار ہو گیا اور آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والے لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ بعض اوقات تعداد ستر ہزار سے تجاوز کر جاتی۔ آپ کے مواعظ حسنہ کو قلمبند کرنے کے لیے ہر مجلس میں چار سو علماء قلم دوات لے کر بیٹھتے اور جو کچھ سنتے اس کو لکھتے رہتے اور آپ کے صاحبزادے حضرت عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ موازنہ فرما کر نسخے کی تکمیل فرماتے۔ آپ کا وعظ مبارک حکمت و دانش کے سمندر کی مانند ہوتا اور اس میں آپ کی روحانیت کو دخل ہوتا جس کی تاثیر سے لوگوں پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی۔ بعض لوگ جوش عشق الہی میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ لیتے۔ بعض بے ہوش ہو جاتے اور بعض واصل بحق ہو جاتے۔ بہت سے غیر مسلم آپ کے وعظ کی اثر انگیزی کے متعلق سن کر آپ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتے اور ان پر اتنا اثر ہوتا کہ وہ ایمان کی دولت حاصل کر کے لوٹتے۔

آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء اور اولیاء پیدا فرمائے وہ سب اپنی ارواح کے ساتھ اور جو اولیاء بقید حیات ہیں وہ اپنے اجسام کے ساتھ یقیناً میری مجلس میں آتے ہیں۔ میرا وعظ ان رجال الغیب کے لیے ہوتا ہے جو کوہ قاف کی پرپی طرف سے آتے ہیں۔ جن کے قدم دوشس ہوا پر ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے لیے ان کے دلوں میں آتش شوق و سوزش اشتیاق موجزن ہوتی ہے۔

منقول ہے کہ جب آپ وعظ کے لیے منبر پر تشریف رکھتے اور احمد اللہ کہتے تو روئے زمین کا ہر ولی حاضر و غائب خاموش ہو جاتا۔ اسی وجہ سے آپ یہ کلمہ مکرر فرماتے اور درمیان میں کچھ سکوت فرماتے پھر اولیاء اور ملائکہ کا آپ کی مجلس میں ہجوم ہو جاتا جتنے لوگ آپ کی مجلس میں نظر آتے ان سے کہیں زیادہ ایسے حاضرین ہوتے جو نظر نہیں آتے۔ آپ کے ایک ہم عصر شیخ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے جنات کی حاضری کے لیے وظیفہ پڑھا لیکن کوئی جن حاضر نہ ہوا۔ بہت دیر بعد چند جن حاضر ہوئے۔ میں نے تاخیر کا سبب پوچھا تو کہنے لگے کہ ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس وعظ میں حاضر تھے۔ براہ مہربانی جب حضرت شیخ وعظ فرما رہے ہوں تو ہمیں نہ بلانا۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا تم بھی ان کی مجلس میں حاضر ہوتے ہو کہنے لگے کہ آدمیوں کے اجتماع سے زیادہ اجتماع ہم جنات کا ہوتا ہے اور ہمیں سے اکثر قبائل حضرت شیخ کے دست مبارک پر اسلام لے آئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہو گئے۔

روایت ہے کہ ایک روز آپ وعظ فرما رہے تھے کہ اچانک چند قدم پر اڑ کر فرمایا کہ اے اسرائیلی توقف کرو اور محمدی کی بات سنا جا جب آپ اپنی جگہ واپس تشریف لائے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ابوالعباس حضرت

خضر ہماری مجلس سے تیزی سے گزر رہے تھے تو میں نے ان کو آواز دی کہ محمدی کا
 وعظ بھی سنتے چائیں۔ اس کے بعد حضرت خضر کی یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ جس ولی
 سے بھی ملاقات ہوتی تو آپ اس سے حضرت شیخ کی مجلس میں حاضر ہونے اور
 وعظ سننے کی نصیحت فرماتے اور یہ بھی فرماتے کہ جو کوئی اپنی کامیابی دین و دنیا میں
 چاہتا ہے اسے چاہیے کہ حضرت شیخ کی مجلس وعظ میں ہمیشہ شریک ہو۔

روایت ہے کہ آپ کے ایک ہم عصر شیخ جن کا نام صدقہ تھا آپ کی خانقاہ
 میں آئے۔ دوسرے مشائخ بھی آپ کے باہر تشریف لانے کے منتظر تھے۔ اچانک
 حضرت شیخ باہر تشریف لائے اور سیدھے منبر پر رونق افروز ہوئے نہ تو آپ نے کچھ
 فرمایا اور نہ کسی قاری نے تلاوت کی۔ لیکن لوگوں میں عجیب مستی اور شورش کا عالم طاری
 ہو گیا۔ شیخ صدقہ نے اپنے دل میں کہا کہ تعجب ہے کہ حضرت شیخ نے نہ کچھ فرمایا اور نہ
 قاری نے کچھ پڑھا پھر یہ وجد و حال کیسے پیدا ہو گیا۔ آپ نے شیخ صدقہ کی جانب دیکھ
 کر فرمایا کہ شیخ صاحب میرا ایک مرید اسی وقت بیت المقدس سے ایک قدم میں
 یہاں پہنچا ہے اور میرے ہاتھ پر توبہ کی ہے۔ تمام اہل مجلس اسی کی ضیافت میں لگے
 ہوئے ہیں۔ شیخ صدقہ نے پھر اپنے دل میں کہا کہ جو شخص بیت المقدس سے ایک
 قدم میں یہاں پہنچ سکتا ہے وہ کس چیز سے توبہ کرے گا۔ آپ نے پھر ان کو دیکھ کر فرمایا
 کہ ہو میں اڑنے والے بھی اس لیے توبہ کرتے ہیں کہ باز آجائیں اور وہ مجھ سے
 محبت الہی کا طریقہ سکھنے کے محتاج ہیں۔

ایک روز مجلس وعظ میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرا وعظ رجال الغیب
 کے لیے ہوتا ہے جن کے دلوں میں آتش محبت موجزن ہوتی ہے۔ جب آپ نے

یہ بات فرمائی تو اس وقت آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق جو منبر کے پاس قدموں کے قریب بیٹھے تھے بے ہوش ہو گئے اور ان کی دستار میں آگ لگ گئی۔ آپ منبر سے نیچے اترے اور آگ بجھائی اور فرمایا کہ اے عبدالرزاق تم بھی انہیں میں سے ہو مجلس ختم ہونے کے بعد لوگوں نے حضرت عبدالرزاقؒ سے دریافت کیا کہ یہ حالت کیسی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مجھے رجال الغیب ساکت و مدہوش کھڑے ہوئے اس طرح نظر آئے کہ تمام آسمان ان سے بھرا ہوا ہے اور ان کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ ان میں سے بعض شور و غوغا کر رہے ہیں۔ بعض وجد و حال میں مست ہیں اور بعض زمین پر گرے پڑے ہیں۔

شیخ عمر ابن حصین ابن خلیل طیبی کا بیان ہے کہ مجھ سے شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا کہ اے عمر میری مجلس سے علیحدہ نہ ہو کیونکہ اس میں خلعتیں تقسیم کی جاتی ہیں۔ اور اس پر افسوس ہے کہ جو اس مجلس سے دور ہو کر خلعت سے محروم رہے شیخ عمر کہتے ہیں کہ اس بات کو کچھ عرصہ گزر گیا اور ایک روز میں آپ کی مجلس میں تھا کہ منیذ نے مجھ پر غلبہ کیا تو میں نے دیکھا کہ آسمان پر سے سرخ اور زرد رنگ کی خلعتیں اتر رہی ہیں اور اہل مجلس پر گرتی ہیں۔ تب میری آنکھ گھبراہٹ سے کھل گئی اور میں دوڑا کہ لوگوں کو بتلاؤں جو کچھ میں نے دیکھا۔ حضرت شیخ نے مجھ کو بلا کر کہا کہ اے فرزند خاموش رہ کیونکہ خبر شاہدے کی طرح نہیں ہوتی۔

شیخ یحییٰ ابن نجاح بیان کرتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ دیکھوں کہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اپنی مجلس و عظیمیں کتنے شعر پڑھتے ہیں۔ میں نے ایک ترکیب سوچی اور ایک دھاگہ لے کر آپ کی مجلس میں حاضر ہوا اور سب

لوگوں کے پیچھے بیٹھ گیا۔ جب بھی آپ کوئی شعر پڑھتے ہیں گرہ لگاتا اور دھاگے کو کپڑے کے نیچے چھپا کر رکھتا۔ اتنے میں آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ گرہ کو میں کھولتا ہوں اور تو لگاتا ہے۔

شیخ ابوالحسن سعد الخیر اندلسی کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ جب حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا تو آپ زہد کے بارے میں بیان فرما رہے تھے کہ میرے دل میں خواہش ہوئی کہ آپ معرفت کا بیان فرمائیں تب آپ نے زہد سے کلام قطع کیا اور معرفت پر بیان کرنے لگے کہ ایسا بیان میں نے کبھی نہ سنا تھا۔ پھر میں نے دل میں سوچا کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ شوق کے موضوع پر بیان کریں۔ تب آپ نے معرفت کے موضوع کو ختم کر کے شوق پر بیان شروع کر دیا کہ میں نے ایسا کلام کبھی نہ سنا تھا۔ پھر میں نے فنا و بقا کے بیان کی دل میں خواہش کی۔ آپ نے شوق کے بیان کو ختم کر کے فنا و بقا کے متعلق بیان کیا۔ پھر میرے دل نے چاہا کہ آپ غیبت و حضور پر بیان کریں۔ آپ نے فنا و بقا کے بیان کو مکمل کر کے غیبت و حضور پر بیان فرمایا۔ پھر حضرت شیخ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن تجھ کو یہی کافی ہے تب میں بے اختیار ہو گیا اور وجد میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ لیے۔

شیخ ابو محمد عقیف ابن مبارک جبلی کا بیان ہے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ اے میرے غلام پاس بیٹھ کر میرے پاس نہ بیٹھنے سے توبہ کر۔ یہاں پر ولایات اور درجات ہیں۔ اے توبہ کے خریدار بسم اللہ آگے بڑھ، اے معافی کے خریدار آگے بڑھ، اے اخلاص کے خریدار تو میرے پاس ہر ہفتہ میں ایک دفعہ ہر سال میں ایک دفعہ یا تمام عمر میں ایک دفعہ آ اور ہزاروں چیزیں مجھ سے

لے۔ ہزار سال تک سفر کرتا کہ مجھ سے ایک بات سنے۔ جب تو یہاں داخل ہو تو اپنا علم اپنا زہد اپنی پرہیزگاری اپنے حالات سب کو چھوڑ کر آتا کہ مجھ سے سب کچھ حاصل کرے میرے پاس خاص خاص فرشتے، اولیاء اور مردانِ نجیب حاضر ہوتے ہیں اور مجھ سے خدا تعالیٰ کے دربار کے آداب سیکھتے ہیں کوئی ولی اللہ ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو دنیا سے پردہ کر گئے ہیں وہ اپنی رُوحوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔

شیخ عمر کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ کے پاس ایک عیسائی راہب آیا اور آپ کے دستِ اقدس پر مسلمان ہو گیا۔ پھر اس نے لوگوں کو اُن کے درایت کرنے پر بتایا کہ میں مین کا رہنے والا ہوں۔ میرے دل میں اسلام کی لگن پیدا ہوئی اور میں نے پختہ ارادہ کیا کہ مسلمانوں میں جو سب سے بہتر ہو اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ نیند نے غلبہ کیا تب میں نے حضرت عیسیٰ کو دیکھا کہ وہ فرماتے ہیں کہ سَنان تو بغداد جا اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے دستِ مبارک پر ایمان لے آ کیونکہ اس وقت رُوئے زمین پر سب سے بہتر ہیں۔

حضرت شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میں نے بلادِ عجم کی طرف سیر کی اور مختلف علوم حاصل کیے پھر جب بغداد آیا تو میں نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی موجودگی میں لوگوں کو اپنا وعظ سناؤں آپ نے مجھ کو اجازت دی تب میں کرسی پر بیٹھا اور علمی لکات بڑی شرح و بسط کے ساتھ بیان کرنے لگا لیکن کسی کا دل نرم نہ ہوا، اور نہ کسی کے آنسو نکلے۔ تب اہل مجلس میرے والد ماجد کی خدمت میں عرض کرنے لگے کہ آپ ہی کچھ بیان فرمائیں پھر میں کرسی سے اٹھ گیا اور والد ماجد کرسی پر بیٹھے اور فرمایا کہ

کل میں روزہ تھا۔ تیجے کی والدہ نے میرے لیے چند انڈے تیلے تھے اور ایک پیالی
میں ڈال کر مٹی کے برتن میں رکھ دئے۔ بلی آئی اور اس نے برتن گرا دیا اور پیالی
ٹوٹ گئی۔ اتنا کہتا تھا کہ تمام اہل مجلس چلا اٹھے۔ پھر میں نے آپ سے اس بار
میں پوچھا تو فرمایا اے بیٹے تم کو اپنے سفر پر ناز ہے۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا تم نے وہاں کا سفر کیا ہے؛ اے فرزند جب میں کرسی پر بیٹھا
تو میرے دل پر اللہ عزوجل کی طرف سے ایک تجلی وارد ہوئی جس نے میرا دل
فراخ کر دیا۔ تب میں نے وہ بات بیان کی جو تم نے سنی۔ ایسی بست کے ساتھ جو
ہیبت کے ساتھ مقبوض تھی پھر وہ ہوا جو تم نے دیکھا۔

بہجۃ الاسرار، قلمند الجواہر

پس معلوم ہوا کہ جو نصیحت کی جائے اس پر عمل پیرا بھی ہو اور بات انتہائی
اخلاص سے کہے اس میں بہت تاثیر ہوتی ہے۔ چونکہ سیدنا غوث اعظم علم، عمل
اخلاص، تقوے، وری میں بہت بڑھے ہوئے تھے اور آپ کی روحانیت بھی آپ
کے وعظ مبارک میں شامل حال تھی لہذا لوگوں پر بہت اثر ہوتا اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ
کی عظمت و ہیبت طاری ہوتی، کوئی گناہوں سے پاک ہوتا، کوئی معرفت حاصل
کر لیتا۔ غرضیکہ جس کا جتنا ظرف ہوتا وہ آپ کی روحانی توجہ والے بیان مبارک سے
اثر لیکر بھر لیتا، خالی اور محروم کوئی نہ رہتا۔ ایک مقام پر سیدنا غوث اعظم نے
فرمایا کہ تجھے واعظ بننا زیب نہیں دیتا جب تک کہ تیرے اندر اصلاح کی تھوڑی بھی
گنجائش باقی ہو۔ اگرچہ آپ پیدائشی ولی تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ نے پچیس
سال تک واق کے بیابانوں میں مجاہدات کیے اور نفس کی تمام آلائشوں سے آزاد ہو کر
لوگوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے۔

آپ کا لقب زمین پر محی الدین اور آسمانوں میں بازِ اشہب ہے

آپ کے لقب محی الدین ہونے کے متعلق خود آپ کا بیان ہے کہ جمعہ کے روز میں سفر سے بغداد واپس آ رہا تھا کہ ایک نہایت ہی لاغر اور نحیف بیمار پر میرا گزر ہوا، اس نے کہا السلام علیک یا عبد القادر۔ میں نے سلام کا جواب دیا اس نے کہا مجھے اٹھاؤ۔ میں نے اٹھا کر بٹھلا دیا تو اچانک اس کا چہرہ بارونق اور موٹا تازہ ہو گیا۔ میں حیران ہوا تو کہنے لگا تعجب کی بات نہیں میں آپ کے نانا صلے اللہ علیہ وسلم کا دین ہوں جو مردہ ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ مجھے نئی زندگی عطا فرمائی ہے آپ محی الدین ہیں۔ چنانچہ جب میں بغداد کی جامع مسجد کے حدود میں داخل ہوا تو ایک شخص نے یاسیدی محی الدین کے الفاظ سے پکارا۔ نماز جمعہ ختم ہوئی تو لوگ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور یا محی الدین یا محی الدین پکارتے ہوئے میرے ہاتھ چومنے لگے۔ حالانکہ اس سے پہلے کبھی کسی نے مجھے اس لقب سے نہیں پکارا۔

حضرت شیخ ابوسلمان داؤد سے روایت ہے کہ ایک روز لوگوں نے حضرت شیخ عقیل کے پاس ذکر کیا کہ ایک عجمی شریف جو ان شیخ عبد القادر بغداد میں بہت مشہور ہے آپ نے فرمایا کہ آسمان پر اس سے بھی زیادہ رفیع القدر ہے اور فرشتوں میں بازِ اشہب کے نام سے مشہور ہے۔ قصائد شریفیہ میں خود حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ نے ان القابات کا ذکر فرمایا ہے :

ان متعلقہ اشعار کو یہاں جمع کیا جا رہا ہے۔ بازِ اشہب کے معنی ہیں بہترین نسل کا باز۔ اور باز تمام پرندوں میں سب سے زیادہ بلندی پر پرواز کی صلاحیت رکھتا ہے

اور بہترین نسل باز کی پرواز بلند ترین ہوتی ہے۔ پس آپ یہ لقب ظاہر کرتا ہے کہ آسمان
 معرفت پر روحانی پرواز کرنے والے تمام اولیاء میں سب سے زیادہ بلندی پر جانے
 والے آپ ہی ہیں یا یہ کہ قرب الہی کے لحاظ سے سب سے زیادہ ترقی کی رفتار اولیاء
 اللہ میں آپ ہی کی ہے۔

أَنَا الْجَيْلِيُّ مُحَمَّدُ الدِّينِ إِسْمِي وَأَعْلَامِي عَلَى رَأْسِ الْجِبَالِ

یعنی میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور محمدی الدین میرا لقب ہے اور میری عظمت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اترے ہیں

أَنَا قَادِرِي الْحَسَنِيِّ عَبْدُ لِقَادِرٍ دُعِيْتُ بِمُحَمَّدِ الدِّينِ فِي دَوْحَةِ الْعَلَاءِ

یعنی میں قادری حسنی عبدالقادر ہوں اور میں شجرہ عالیہ میں محمدی الدین کے لقب سے پکارا جاتا ہوں

أَنَا قَادِرِي الْوَقْتِ عَبْدُ الْقَادِرِ أُرْكِنِي بِمُحَمَّدِ الدِّينِ وَالْأَصْلُ كَيْدَانِي

یعنی میں وقت کا قادری عبدالقادر ہوں میری کنیت محمدی الدین ہے دراصل میں جیلانی ہوں

أَنَا الْبَارِيُّ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ عَطِيٌّ مِثَالِي

یعنی تمام مشائخ کے درمیان ایسا ہوں جیسا کہ سفید باز پرندوں میں۔ مردانِ خدا کے کون سے بتلاؤ جو میری مثل ہو

أَنَا بَلْبِلُ الْأَفْرَاحِ أُمَّلَادَ دَوْحَهَا طَرَبًا وَفِي الْعُلْيَاءِ بَازًا أَشْهَبُ

یعنی میں بلبل ہوں خوشیوں کا جس نے اپنے چمن کو خوشی سے بھر دیا اور بلندی میں بازا شہب ہوں

چھٹا باب
حُسن و جمال اور اخلاقِ حُسنہ

آپ کا حسن و جمال

حضورِ غوثِ عظیم بے حد وجیہہ و جمیل تھے دراصل آپ کے حسن میں بے انتہا ملاحت تھی، رنگ مبارک گندمی، آنکھیں سرسبز روشن اور بڑی تھیں، ابرو باریک اور پیوستہ جبین مبارک کشادہ، سر مبارک بڑا، چہرہ مبارک دختشاں نہ بالکل گول نہ لمبا اور رخسار مبارک ہموار، زلفِ عنبریں ملائم اور چمکدار اور کانوں کی ٹوکھ ہوتی تھیں۔ دندان مبارک چمکدار جیسے سپ میں سے موتی ظاہر ہوں، ہونٹ مبارک پتلے جیسے گلِ تقدس کی پتیاں، قدمیائے کثرتِ مجاہدہ و ریاضت کی وجہ سے جسم مبارک نحیف تھا۔ داڑھی چوڑی اور گھنتی اور بال ملائم اور چمکدار تھے۔ گردن مبارک صراحی کی طرح، سینہ اقدس کشادہ، کندھے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نشان، چال مبارک بڑی دلکش، یوں معلوم ہوتا تھا جیسے ڈھلوان کی طرف جارہے ہوں، آواز بلند اور دور و نزدیک کے سننے والوں کو یکساں طور پر پہنچتی تھی۔ آپ کی فصاحت و بلاغت بہت اعلیٰ درجہ کی تھی۔ کلام آپ کا جامع ہوتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے جملے لیکن پرتاثر ہوتے تھے۔ ٹھہر ٹھہر کر کلام فرماتے تھے، اگر کوئی لکھنے والا چاہتا تو لکھ لیتا۔ پسینے میں مشک و عنبر کی سی خوشبو تھی اور آپ کے جسم مبارک پر کبھی نہیں مٹی تھی، کبھی کسی نے آپ کو تھوکتے یا ناک صاف کرتے نہیں دیکھا۔ دراصل آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال کے پر تو تھے اور نورِ جمالِ مصطفیٰ آپ کے رخِ زیبا سے منجلی اور عیاں تھا۔ گویا کہ آپ منظرِ جمالِ مصطفیٰ تھے اور سیرت و کردار میں بھی آپ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم تھے اور کامل ترین متبع سنت تھے۔

آپ کے اخلاقِ حسنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و صفاتِ عظیم کے آپ منظرِ کامل و اتم ہیں۔ آپ ہر غمزدہ اور پریشان حال کی دستگیری فرماتے۔ ضعیفوں میں بیٹھے فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام میں پہل کرتے لوگوں کی خطاؤں اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتے، جو کوئی بھی آپ کی ذرا سی خدمت کرتا یا نذر و نیاز ہدیہ تحفہ پیش کرتا اس کی قدر فرماتے اور اسی وقت راہِ خدا میں خرچ کرتے۔ جو دو سخاکا یہ عالم تھا کہ ایک ہی مجلس میں بعض اوقات چار سو حاضرین کو ولایت کے مقام تک پہنچا دیتے، آپ انتہائی رحیم اور کریم لنفس تھے، شجاعت ایسی کہ خلیفہ وقت کو منبر پر بیٹھے لٹکار کر خلاف شرع امور سے روکتے، صدق و صفا میں کمال درجہ رکھتے تھے جو آپ کے بغداد کے سفر میں پیش آمدہ ڈاکوؤں کے واقع سے عیاں ہے۔ امانت کے پاسباں، انصاف و عدل کے پیکر، عفو و عطا فرمانے والے، حلم و حیا میں بے مثل و بے مثال، مروت و ملاحظہ میں بے نظیر، اپنی ذات کے لیے کبھی بدلہ نہ لیتے بلکہ آپ کی شان میں کوئی بے ادبی کرتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو سزا دیتا، کوئی قسم کھاتا اعتبار کر لیتے، بھوکے کو کھانا کھلاتا اور محتاج یتیم اور بیوہ کی حاجت روائی کرنا آپ کے کرم میں شامل تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی بخشش کی دعا فرماتے اور کوئی بیمار ہوتا تو عیادت فرماتے، دعوتِ قبول فرماتے اور لوگوں کی دلجوئی فرماتے، ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آتے، آپ کے اخلاقِ حسنہ کو دیکھ کر غیر مسلم متاثر ہو کر اسلام قبول کرتے، گنہگار آپ کی مجلس میں آکر تائب ہوتے، ان اوصاف کے علاوہ بے انتہا

اوصافِ کریمہ ہیں جو حد و حصر سے باہر ہیں جن میں اوصافِ تصوف بھی شامل ہیں۔
 یعنی زہد، ورع، توکل، تسلیم و رضا، فقر و غنا، صبر و شکر وغیرہ ان سب میں آپ کمالِ درجہ
 رکھتے تھے۔ احکامِ الہی کی نافرمانی کرنے والوں پر سخت اور اطاعت گزاروں پر بڑے
 کریم تھے۔ جلالی اور جمالی صفات کا حسین امتزاج آپ ہی کو سایاں تھا۔ توفیقِ خداوندی
 آپ کی رہنما اور تائید ایزدی آپ کی معاون تھی۔ علم آپ کا رفیق، قرب آپ کا نصیب
 تھا خطابِ الہی آپ کا مشیر اور ملاحظہ خداوندی آپ کا سفیر تھا۔ اس آپ کا ساتھی
 اور خندہ روئی آپ کی صفت تھی۔ سچائی آپ کا وظیفہ، فتوحات آپ کا سرمایہ تھے۔
 بردباری آپ کا فن، یادِ الہی آپ کا وزیر، غور و فکر آپ کا نمونہ، مکاشفہ آپ کی غذا
 اور مشاہدہ الہی آپ کی شفا تھی۔ آدابِ شریعت آپ کا ظاہر اور اوصافِ حقیقت
 آپ کا باطن تھے۔ غرضیکہ آپ اِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ کا نمونہ اور اِنَّكَ لَعَلَىٰ
 هُدًى مُّسْتَقِيمٍ کا مصداق تھے۔

قدوة العارفين شيخ عفيف الدين ابو محمد عبد الله يافعي نے حضور غوثِ اعظم کی اس
 طرح توصیف بیان کی ہے۔ قطب الاولیاء شیخ المسلمین والاسلام، رکن الشریعہ و علم
 الطریقہ و موضع الاسرار حقیقت حاصل رائتہ علماء المعارف و المفاخر شیخ الشیوخ قدوة
 الاولیاء۔ والعارفين استاد الوجود ابو محمد محی الدین عبدالقادر بن ابوصالح الجبلی قدس سرہ
 علم شریعت کے لباس اور فنونِ دنیویہ کے تاج سے مزین تھے۔ آپ نے کل خلایق کو
 چھوڑ کر خدائے تعالیٰ کی طرف ہجرت کی اور اپنے پروردگار کی طرف جانے کے لیے سفر
 کا پورا سامان کیا۔ آدابِ شریعت کو بجالائے اور اپنے تمام اخلاق و عادات کو شریعت
 غرا کے تابع کر کے اس سے کافی سے زاید حصہ لیا۔ ولایت کے جھنڈے آپ کے لیے

نصب کیے گئے اور اس میں آپ کے مراتب و مناصب اعلیٰ و ارفع ہوئے۔ آپ کے قلب مبارک کے آثار و نقوشِ فتح کو کشف اسرار کے دامنوں اور آپ کے مقامِ سر نے معارف و حقائق کے چمکتے ہوئے تاروں کو مطلع انوار سے طلوع ہوتے دیکھا اور آپ کی بصیرت نے حقائق معارف کی دلہنوں کو غیب کے پردوں میں مشاہدہ کیا۔ آپ کا سریر ولایت حضرت القدس مقام خلوت و وصل محبوب میں جا کر ٹھہرا آپ کے اسرار مقامات مجد و کمال رسیع ہوئے اور مقام عز و جلال میں حضور دائمی آپ کو حاصل ہوا۔ یہاں علمِ سرِ آپ پر منکشف ہوا۔ اور حقیقتِ حقِ یقین آپ پر واضح ہوئی معانی و اسرارِ خفیہ سے آپ مطلع ہوئے۔ اور مجاری قضا و قدر اور تصریفات مشیات کا آپ نے مشاہدہ کیا اور معادنِ معارف و حقائق سے آپ نے حکمت و اسرارِ کمالے اور انہیں ظاہر کیا اور اب آپ کو مجلسِ وعظ منعقد کرنے کا حکم ہوا اور مقامِ جلالت النورانیہ بغداد شریف میں آپ نے مجلسِ وعظ جو کہ آپ کی ہیبت و عظمت سے مملو تھی اور جس میں کہ ملائکہ اور اولیاء آپ کو مبارک بادی کے تحفے دے رہے تھے منعقد کی اور علی روس الاشہاد کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے اور خلق کو حق کی طرف بلانا شروع کیا۔ مخلوق مطیع و منقاد ہو کر آپ کی طرف دوڑی ارواحِ مشتاقین نے آپ کی دعوت قبول کی۔ عارفین کے دلوں نے بیک پکاری سب کو آپ نے شرابِ محبتِ الہی سے سیراب کیا اور ان کو قربِ الہی کا مشاق بنایا۔ اور معارف و حقائق کے چہروں پر سے شکوک و شبہات کے پردے اٹھا دیئے اور دلوں کی پڑمردہ شاخوں کو وصفِ جمالِ ازلی سے سرسبز و شاداب کر دیا اور ان پر راز و اسرار کے پرندے چھماتے ہوئے اپنی خوش الحانیاں سنانے لگے۔ وعظ و نصیحت

کی دلہنوں کو آپ نے ایسا آراستہ و پیراستہ کیا کہ عشاق جس کے حسن و جمال کو دیکھ کر دم بخود رہ گئے۔ اور تمام مشتاقان ان کا نظارہ کر کے ان پر آشفتہ و فریفتہ ہو گئے۔ علوم و فنون کے ناپید اکنار سمندروں اور اس کی کانوں سے توحید و معرفت اور فتوحات روحانیہ کے بے بہا موتی و جواہر نکالے اور بساطِ الہام پر ان کو پھیلایا اور اہل بصیرت اور اربابِ فضیلت آ آ کر انہیں چننے اور اس سے مزین ہو کر مقاماتِ عالیہ میں پہنچنے لگے۔ آپ نے ان کے دل کے باغیچوں اور اس کی کیاریوں کو حقائق و معارف کے باران سے شاداب کیا۔ اور امراضِ نفسانی اور روحانی کو ان کے جسموں سے دور کیا اور ان کے اوہام اور خیالات فاسدہ کو ان سے مٹایا۔ جس کسی نے بھی آپ کے بیان فیض اثر کو سنا وہی آبدیدہ ہوا اور تائب ہو کر اسی وقت اس نے رجوع الی الحق کیا۔ غرضیکہ تمام خاص و عام آپ سے مستفید ہوئے اور بیشمار خلقت کو آپ کے فریضہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی اور اسے رجوع الی الحق کی توفیق دی اور اس کے مراتب و مناصب اعلیٰ و ارفع کیے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت شاہ ابوالمعانی لاہوری تحفۃ القادریہ میں سیدنا غوث اعظمؒ کے اخلاقِ حنہ کے باب میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالمنظف منصور سے منقول ہے کہ میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانیؒ سے زیادہ خوشنوا اور مہربان، فراخ حوصلہ اور کریم النفس اور وعدہ وفا اور دوستی کو نبھانے والا کسی کو نہیں دیکھا اور باوجود اس بلندی مرتبہ اور کثرتِ علم اور علو درجات کے چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کی عزت کرتے تھے۔ اور کسی صاحبِ مرتبہ اور امیر کی تعظیم کے لیے قیام نہ فرماتے اور نہ پادشاہ اور نہ وزیر کے دروازے پر جاتے۔ شیخ قاسم بزازؒ سے منقول ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

کے اخلاق پسندیدہ، اوصاف پاکیزہ، انتہائی سخی تھے اور ہر رات فرماتے کہ دسترخوان بچھاؤ اور مہمان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھتے اور ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرماتے اور ہمیشہ میں سے اگر کوئی غیر حاضر ہوتا تو کمال مہربانی سے اس کا حال دریافت فرماتے اور جو قسم کھاتا اس کو سچا جانتے حضرت ابو عبد اللہ محمد سے منقول ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اپنے نفس کی خاطر کسی پر غصہ نہیں فرماتے۔ اور کسی سے دوستی نہ کرتے مگر اللہ تعالیٰ کے لیے، اور کسی سائل کو رد نہ فرماتے اور اپنی جو دوستی سے کسی کو محروم نہ رکھتے تھے۔

منقول ہے کہ سیدنا غوث اعظم کی خدمت میں ایک سوداگر آیا اور گزارش کی کہ زکوٰۃ کے علاوہ کچھ مال ہے میں چاہتا ہوں کہ فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم کر دوں لیکن مجھے کوئی مستحق نظر نہیں آتا، جس کو آپ فرمادیں میں دوں۔ حضرت نے فرمایا کہ مستحق اور غیر مستحق دونوں کو دے تاکہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی دے خواہ تو اس کا مستحق ہو یا نہ ہو۔

دارتِ سربنی حالِ علی منظر و منظر انوارِ جلی

مالک ملک بصد زینتِ دارین پیر ما حضرت غوث الثقلین

مسلمی بندہ افکنده تست التفاتے کہ بجان بندہ تست

نبی صل اللہ علیہ وسلم کے راز کے اور مولانا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حال کے

دارتِ جن کے انوار ظاہر ہوتے اور انوار ظاہر کرنیوالے، ملک کے ملک دو جہاں کی سوزنیت

میرے پیر جن و انس کے فریاد رس۔ مسلمی (ابو المعالی) آپ کا ادنیٰ غلام ہے التفات

فرمائیے کہ دل و جان سے یہ آپ کا غلام ہے۔

ساتواں باب

اپ کے مُریدوں کیلئے خوشخبریاں

آپ کے مُریدوں کیلئے خوشخبریاں

حضرت سہل ابن عبد اللہ تستری سے منقول ہے کہ ایک روز اہل بغداد کی نظر سے حضور غوثِ عظیم غائب ہو گئے۔ لوگوں نے آپ کو تلاش کیا اور دجلہ کی طرف گئے تو دیکھا کہ مچھلیاں بکثرت آپ کی طرف آ کر سلام کر رہی ہیں اور دستِ مبارک کو چوم رہی ہیں۔ اتنے میں نمازِ ظہر کا وقت ہو گیا اور بھاری جائے نمازِ تختِ سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی جو سبز رنگ کی تھی اور سونے اور چاندی کے تاروں سے مرصع تھی۔ اس کے اوپر دوسطریں لکھی تھیں۔ پہلی سطر میں اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ اور دوسری سطر میں سَلَامٌ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَبِيْبٌ مَّجِيْدٌ لکھا ہوا تھا۔ اتنے میں بہت سے لوگ آئے جن کے چہروں سے وجاہت سُکیتی تھی وہ سب کے سب جائے نماز کے برابر کھڑے ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضور غوثِ عظیم نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے۔ اس وقت عظمت و ہیبت کا عجیب سماں تھا۔ جب تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے۔ جب آپ سمع اللہ لہن حمد پڑھتے تو آپ کے لبوں سے سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ دعا پڑھی یعنی اے میرے پروردگار میں تیری درگاہ میں تیرے محبوب اور بہترین خلائق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کی اور میرے مریدوں کے مریدوں کی جو کہ میری طرف منسوب ہوں روح قبض نہ فرما مگر توبہ پر حضرت سہل فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو

آمین کہتے سنا۔ جب آپ دعا ختم کر چکے تو پھر ہم نے یہ ندا سنی کہ تم کو خوش خبری ہو کہ ہم نے تمہاری دعا قبول کر لی ہے۔

شیخ ابوالحسن بغدادیؒ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور عرض کی یا رسول اللہ آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے قرآن و سنت پر عمل کرتے ہوئے موت آئے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی ہوگا اور کیوں نہ ہو جبکہ تمہارے پیر شیخ عبد القادر جیلانیؒ ہیں۔ میں نے تین مرتبہ آپ سے وہی درخواست کی، تینوں مرتبہ آپ نے وہی جواب دیا۔ صبح اٹھ کر میں نے یہ خواب اپنے والد سے بیان کیا۔ پھر ہم دونوں حضور غوثِ اعظم کی خدمتِ اقدس میں پہنچے۔ آپ دعا فرما رہے تھے۔ ہمیں دیکھ کر فرمایا تم میرے پاس بغیر دلیل کے نہیں آئے۔ پھر فرمایا جس کے رہنما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور جس کا پیر عبد القادر ہو تو اس میں بزرگی کیسے نہ ہو۔ آپ نے کاغذ قلم منگوایا اور ہم دونوں کو خلافت کی سند لکھ دی۔

شیخ ابوالحسن علی بن ہبیتی نے فرمایا کہ کسی شیخ کے مرید اس قدر نیک نخت نہیں جس قدر نیک نخت شیخ عبد القادر کے مرید ہیں۔

شیخ ابوسعید قیلویؒ نے فرمایا کہ جو شخص جناب غوثِ اعظم سے اپنی نسبت و تعلق کو قائم کر لے یقیناً نجات پا جائے۔

شیخ بقابن بطون نے فرمایا کہ میں نے شیخ عبد القادر جیلانی کے تمام مریدوں کو نیک بختوں کے لشکر میں دیکھا کہ ان کی پیشانیاں اور ہاتھ پاؤں چمک رہے ہیں۔

شیخ بقابن بطوس منقول ہے کہ کسی شخص نے حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضور آپ کے مریدوں میں پرہیزگار بھی ہونگے اور گنہگار بھی۔ آپ نے فرمایا کہ پرہیزگار میرے لیے ہیں اور گنہگاروں کے لیے میں ہوں۔

حضرت سلطان باہو نے فرمایا کہ حضور غوثِ اعظم کے دو قسم کے مرید ہیں ایک نیک و صالح دوسرا گنہگار و طالع۔ مرید صالح حضرت پیر دستگیری کی آستین میں ہوتا ہوا اور آپ مرید طالع کی آستین میں ہوتے ہیں۔ جب کوئی آپ کے مرید کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو آپ جلالت سے آستین جھاڑتے ہیں تو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنے والا سات پشتوں تک برباد ہو جاتا ہے۔

حضور غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے ایک صحیفہ دیا گیا۔ جس میں قیامت تک آنے والے میرے اصحاب اور مریدوں کے نام درج تھے اور مجھ سے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سب کو میں نے تمہارے سبب بخش دیا ہے اور آپ نے فرمایا کہ میں نے مالک دار و نہ جہنم سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے۔ اس نے جواب دیا ہرگز نہیں آپ کے مرید کو جہنم سے کیا سردکار آپ نے فرمایا پروردگار کی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میرا دستِ حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسا آسمان زمین کے اوپر۔ میرا مرید اگر اچھا نہیں میں تو اچھا ہوں۔ جلال پروردگار کی قسم جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہیں چلے جاتے میں بارگاہِ خداوندی میں نہیں جاؤں گا اور آپ نے فرمایا، میں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا اگرچہ وہ سواری سے گرے۔ اور آپ نے فرمایا کہ ہم میں کا ایک انڈا ہزار میں ارزاں اور چوزے کی قیمت ہی نہیں لگائی جاسکتی۔ آپ

کے اس فرمان میں انڈے سے مراد مرید مبتدی ہے اور چوزے سے مراد مرید متوسط ہے۔

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصائد شریفہ میں اپنے مریدوں کے بارے میں جو فرمایا ہے وہ یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

اے میرے مرید سرشار عشق الہی ہو اور خوش رہ اور بے پرواہ ہو اور جو چاہے کر کیونکہ تیری نسبت میرے نام سے ہے جو بہت بلند ہے۔

اے میرے مرید کسی سے مت ڈر اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے جس سے میں اپنی مطلوبہ آرزوں کو پالیتا ہوں۔

اے میرے مرید کسی بد باطن مخالفت سے نہ ڈر کیونکہ لڑائی میں نہایت ثابت قدم اور دشمن کو ہلاک کرنے والا ہوں۔

میں اپنے مرید کا نگہبان ہوں جس چیز سے وہ ڈرے اور میں ہر برائی اور فتنے سے اس کی حفاظت کرتا ہوں۔

میرا مرید جب مشرق و مغرب میں ہو میں اس کی مدد کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو۔

اے میرے مرید تو ہمارے وعدوں کا محافظ ہو جائیں بروز قیامت میزان پر حاضر ہو جاؤں گا (مدد کے لئے)

اے میرے مرید میری ہمیشگی کے ساتھ تجھے عزت بلندی اور احترام کی زندگی مبارک ہو۔

اور میرا مرید مشرق یا مغرب یا چڑھے ہوئے دریا تلے جب بھی مجھ کو پکارے

تو میں اس کی دستگیری کرتا ہوں، خواہ وہ دوش ہو اور ہو۔ میں ہر خصومت کے واسطے قضا کی تلوار ہوں۔

میں حشر میں اپنے مرید کی شفاعت کرنے والا ہوں اپنے رب کے پاس پس میری بات رد نہ کی جائے گی۔

(اے میرے مرید) ہر خوف اور سختی میں ہمارا وسیلہ بکڑ، میں اپنی ہمت کے ساتھ تمام چیزوں میں تیری مدد کروں گا۔
پس اس قصیدے کو پڑھنے والے اسے پڑھ اور خوف نہ کر تو بلاشبہ پچھتم عنایت محفوظ ہے۔

(دوسرا قصیدہ صفحہ ۱۱۶)

پس تو وقت کا قادری ہو جا اللہ تعالیٰ کے لیے مخلص زندگی گزارے گا۔
سعادت مند اور محبت میں سچا ہو کر۔

جو ہم سے محبت رکھتا ہے ہمارے پاس آجائے اور سادات کی چراگاہ میں داخل ہو جائے غنیمت پالے گا۔

اے میرے مرید تیرے لیے خوش خبری ہے تو وفادار رہ جبکہ جو غم میں ہوگا
میں اپنی ہمت سے تیری دستگیری کروں گا۔

اے میرے مرید میرے دامن کو مضبوطی سے تھام لے اور میرے ساتھ نچتے
ارادت ہوتا کہ میں دنیا میں اور قیامت کے روز تیری حمایت کروں۔

پس اگر تو عزت اور قرب خداوندی چاہتا ہے تو میری محبت پر دائم رہ
اور میرے وعدے کی حفاظت کر۔

میں اپنے مرید کا محافظ ہوں جس چیز سے کہ وہ ڈرے اور میں معاملات کی برائی
اور سختی سے نجات دلاتا ہوں۔

پس اے میرے مدح خواں جو چاہے کہہ اور خوف نہ کرتیرے لیے دنیا اور
کل قیامت کے دن امن ہے۔

میں ان مردانِ خدا سے ہوں جن کا ہمنشین زمانے کی گردش سے نہیں ڈرتا
اور نہ ایسی چیز دیکھتا ہے جس سے کہ وہ خوف کرے۔

آٹھواں باب
فضائل و مناقب

سید الہیاء
سیدتوں کی زندگی

پہلی فصل

آفرینشِ عالم سے پہلے آپ کا نورِ محمدی کے ساتھ ہونا

تخلیق کائنات سے بہت پہلے اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا جیسا کہ حدیثِ اول ما خلق اللہ نُورِی (یعنی سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا) اور حدیثِ اَنَا مِنْ نُورِ اللہِ وَالْخَلْقُ كُلُّهُ مِنْ نُورِی (یعنی میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے) سے واضح ہے۔ حضرت سلطان باہور سالہ روحی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نورِ ذاتی سے پیدا فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ ذاتی سے سات ارواح پیدا فرمائے جن میں حضرت محبوب سبحانی پیرِ دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی کی روح مبارک شامل ہے۔ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصائد شریفہ میں اسی بات کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا ہے:

وَسِرِّي فِي الْعُلْيَا بِنُورِ مُحَمَّدٍ فَكُنَّا بِسِرِّ اللَّهِ قَبْلَ النَّبُوَّةِ

اور میرا بھید بلند یوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ تھا پس اللہ کے بھید میں ہم نبوت سے پہلے تھے

أَنَا كُنْتُ فِي الْعُلْيَا بِنُورِ مُحَمَّدٍ وَفِي قَابِ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعِ الْأَجْبَةِ

میں بلند یوں میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور قابِ قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا۔

دوسری فصل

واقف رازِ اوادنے

شبِ معراج جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر حضرت جبریل علیہ السلام کے ہمراہ روانہ ہوئے تو مقامِ سدرة المنتہیٰ پر جبریل علیہ السلام رک گئے اور عرض کی یا رسول اللہ اگر میں ایک بال برابر بھی آگے بڑھوں تو فروغِ تجلی سے جل جاؤنگا اس مقام پر براق بھی پیچھے رہ گیا۔ کیونکہ سدرة المنتہیٰ عالمِ ملکوت اور ملائکہ کی پرواز کی انتہا ہے۔ اس مقام سے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رون رون کو سواری کے طور پر پیش کیا گیا۔ لیکن رون رون بھی ایک مقام پر جا کر رک گیا۔ کیونکہ اس کی پرواز کی یہی انتہا تھی۔ اب لاہوت لامکان کے سوار کچھ بھی نہ تھا حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نور الہدایے میں اور عبد القادر ابن محی الدین اربلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف تفریح الخاطر فی مناقب عبد القادر میں لکھا ہے کہ اس مقام پر حضور غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک کو معشوقی صورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے حضور غوثِ عظیم کی معشوقی صورت نے اپنی گردن پیش کی اور سواری کی حیثیت سے آپ کو مقامِ خاص قربِ قابوسین اودانے تک پہنچا دیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقامِ نور و حضور میں ذاتِ باری تعالیٰ سے عرض کی یہ کون ہے جس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو رہی ہیں ارشاد ہوا کہ اے حبیب تمہیں مبارک ہو کہ یہ محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی کی روح ہے

جو آپ کی امت کے ایک ولی کامل اور آپ کی آل سے ہونگے۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی شفقت سے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند محی الدین جیسا کہ تو نے اپنی گردن میرے قدموں کے نیچے پیش کی کل تو اللہ کے حکم سے کہیگا قَدَمِیْ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَوَلِيَّ اللّٰهِ اور میری امت کے تمام اولیائے کرام اپنی گردنیں تیرے قدم کے نیچے پیش کریں گے۔ تفریح الخاطر میں مزید لکھا ہے کہ جب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو آپ کی گردن مبارک پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کے نشان موجود تھے (جیسا کہ آپ کے پیدائش کے وقت کی کرامات کے ضمن میں گزرا)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جبکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی و روحانی معراج حاصل ہوئی تو آپ کی رفاقت میں حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو روحانی معراج حاصل ہوئی اور آپ مقام قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے راز سے بھی واقف ہوئے جیسا کہ خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور غوث پاک کی شان میں اپنی مشہور منقبت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا :

در شمع بغایت پرکاری چالاک چو جعفر طیاری

بر عرشِ معلیٰ سیاری اے واقف از اودانی

یعنی شریعت کے کامل متبع اور جعفر طیار کی طرح سمجھدار، عرشِ معلیٰ پر سیر فرمانے

والے اور رازِ اودانی کے واقف ہیں۔

حضور غوث اعظم نے اسی بات کی طرف نشاندہی کرتے ہوئے اپنے قصائد

شریفہ کے بعض اشعار میں یوں فرمایا :

أَنَا كُنْتُ فِي الْعُلْيَا بِنُورِ مُحَمَّدٍ | وَفِي قَابِ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعُ الْأَجْبَةِ

یعنی میں بلندیوں میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا

عَلَى الدَّرَةِ الْبَيْضَاءِ كَانَ اجْتِمَاعُنَا | وَفِي قَابِ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعُ الْأَجْبَةِ

سفید موتی (روح محفوظ) کے سامنے ہمارا اجتماع تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا

سیدنا غوث اعظم نے قاب قوسین میں پیاروں کے ملاپ کا ذکر فرمایا
 معراج کی رات سید عالم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس بسم اور روح کے
 ساتھ قاب قوسین اودنی یعنی دو کمانوں کے درمیان فاصلہ یا اس سے بھی کم پر
 اللہ تبارک و تعالیٰ کے قریب گئے جبکہ سیدنا غوث اعظم کی روح مبارک متمثل ہو کر
 سید عالم کی خادم اور سواری کی حیثیت سے وہاں پر گئی۔ جیسا کہ اس فصل میں بیان
 ہو چکا۔ پیاروں کے ملاپ سے مراد اللہ تعالیٰ، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا
 غوث اعظم کا اس قرب کے مقام پر ملنا ہے۔

تیسری فصل

اقلیم ولایت کی شہنشاہی

آپ کے فرمانِ قَدَمِیْ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَدِيٍّ اَللّٰهِ كِي تَفْصِيْل

حافظ ابو العز عبد المغیث بن عرب بغدادی سے روایت ہے کہ ایک روز ہم حضورِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس مبارک میں حاضر تھے جو آپ کے مہمان خانے محلہ حلبہ میں منعقد ہوئی تھی اس مجلس میں عراق کے اکثر مشائخ موجود تھے جن میں بعض کے نام یہ ہیں :

شیخ علی ابن الہیسی، شیخ بقا ابن بطو، شیخ ابو سعید قلیومی، شیخ ابو البخیب سہروردی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ عثمان قرشی، شیخ مکارم الاکبر، شیخ مطر جاکیر، شیخ صدقہ بغدادی، شیخ یحییٰ مرعش، شیخ ضیاء الدین، شیخ قیصیب البان موصلی، شیخ ابو العباس یمانی، شیخ ابو بکر شیبانی، شیخ ابو البرکات عراقی، شیخ ابو القاسم عمر بزاز، شیخ ابو عمر سلطان بطاحی، شیخ ابو المسعود عطار، ابو العباس احمد ابن علی جوہتی صرصری، شیخ ماجہ کردی، شیخ ابو یعلیٰ وغیرہم،

حضرت غوث الثقلین شہادہ محی الدین عبد القادر جیلانی ممبر پر جلوہ افروز تھے اور ایک بلوغ خطبے کے دوران آپ نے بحکم الہی یہ ارشاد فرمایا :

قَدَمِیْ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَدِيٍّ اَللّٰهِ ، میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے یہ فرمان سنتے ہی شیخ علی بن الہیسی منبر کے پاس گئے اور حضور غوثِ اعظم کا قدم مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا، مجلس میں موجود سب اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

تمام اولیائے اولین و آخرین نے اس فرمان عالی کو سن کر اپنی گردنیں خم کر دیں اور جس نے انکار کیا وہ ولایت سے معزول کر دیا گیا۔

شیخ ابوسعید قلیومی کا بیان ہے کہ جب حضرت شیخ نے قَدَمِیْ هٰذِهِ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَرَثِ اللّٰهِ فرمایا تو اس وقت آپ کے قلب پر تجلیاتِ الہی وارد ہو رہی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک خلعتِ باطنی بھیجا گیا، جسے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت نے لا کر اولیائے کرام کے جھرمٹ میں حضرت شیخ کو پہنایا۔ اس وقت ملائکہ اور رجال الغیب آپ کی مجلس کے گرداگرد صف در صف ہو ایں اس طرح کھڑے تھے کہ آسمان کے کنارے ان سے بھرے نظر آ رہے تھے اس وقت روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا کہ جس نے اپنی گردن آپ کے فرمان کے آگے نہ جھکائی ہو۔

حضرت شیخ مکارم نے فرمایا کہ میں خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ جس روز حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے قدمیٰ ہذہ فرمایا تھا اس وقت روئے زمین کے تمام اولیاء اللہ نے معائنہ کیا کہ آپ کی قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج آپ کے سر پر رکھا گیا اور آپ تصرفِ تام کا خلعت جو شریعت اور حقیقت کے نقش و نگار سے مزین تھا زیب تن کیے ہوئے قَدَمِیْ هٰذِهِ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَرَثِ اللّٰهِ فرما رہے تھے تب ان سب نے یہ سن کر ایک ہی آن میں اپنے سر جھکا دئے اور آپ کے عالیشان مرتبے کا اعتراف کیا۔

شیخ حیات ابن قیس حرانی نے فرمایا کہ ہم لوگ عرصہ دراز تک شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سایہ عاطفت میں رہے اور آپ ہی کے دریائے معرفت سے

پیالے بھر بھر کر پیئے، آپ کا نفس صادق تھا کہ جس سے نور کی شعائیں آفاق میں پہنچتی تھیں اور اہل اللہ حسب مراتب ان شعاعوں سے مستفید ہوتے تھے جب آپ قدمیٰ ہذہ علی رقبۃ کُلِّ وَحِیِّ اللہ کہنے پر مامور ہوئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تمام اولیاء کے دلوں کو ان کی گردنیں جھکانے کی برکت سے منور کر دیا اور ان کے علوم اور احوال میں ترقی عطا فرمائی۔

شیخ لولو الارمنی بیان کرتے ہیں کہ جب حضور غوث اعظم نے یہ اعلان فرمایا تو اس وقت ایک بہت بڑی جماعت ہو ایس اڑتی ہوئی نظر آئی یہ جماعت آپ کی طرف آرہی تھی اور حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا۔ آپ کے فرمان کے بعد تمام اولیائے کرام نے آپ کو مبارک باد دی، اس کے بعد اولیائے کرام کی طرف سے یہ خطاب سنا گیا:

يَا مَالِكَ الزَّمَانِ وَ يَا اِمَامَ الْمَكَانِ يَا قَائِمًا بِاَمْرِ الرَّحْمٰنِ وَ يَا وَارِثَ كِتَابِ اللّٰهِ وَ نَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَا مَنِ السَّمَاوٰتِ وَ الْاَرْضِ مَا يَدْتُهُ وَ يَا مَنِ اَهْلُ وَقْتِهِ كُلُّهُمْ عَائِلَتُهُ وَ يَا مَنِ يُنْزِلُ الْقَطْرَ بِدَعْوَتِهِ وَ يَدَّرُ الصَّرْعَ بِبِرْكَتِهِ وَ لَا يَحْضُرُوْنَ عِنْدَهُ اِلَّا مُنْكَسَةً رُءُوسُهُمْ وَ تَقِفُ الْغَيْبَةُ بَيْنَ يَدَيْهِ اَرْبَعِيْنَ صَفًّا كُلُّ صَفٍّ سَبْعُوْنَ رَجُلًا وَ كُتِبَ فِيْ كَفِّهِ اِنَّهُ اَخَذَ مِنَ اللّٰهِ مَوْثِقًا اَنْ لَا يَنْكُرِيْهِ وَ كَانَتْ الْمَلٰٓئِكَةُ تَشِيْ حَوَالِيْهِ وَ عُمُرُهُ عَشْرُ سِنِيْنَ وَ تُبَشِّرُهُ بِالْوِلَايَةِ۔

یعنی اے بادشاہ و امام وقت و قائم بامر الہی وارث کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے وہ شخص کہ آسمان و زمین جس کا دسترخوان ہے اور

تمام اہل زمانہ اس کے عیال اور وہ شخص کہ جس کی دعا سے پانی برستا ہے اور جس کی برکت سے تھنوں میں دودھ اترتا ہے اور جس کے روبرو اولیاء سر جھکائے ہوئے ہیں اور جس کے پاس رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں جن کی ہر صف میں ستر ستر مرد ہیں اور جس کی سہیلی میں لکھا ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے عہد لیا ہے کہ وہ مجھ کو زندہ درگاہ نہیں کرے گا اور جس کی دس سالہ عمر میں فرشتے اس کے ارد گرد پھرتے تھے اور اس کی ولایت کی خبر دیتے تھے۔

شیخ ابوالمفاخر عدی نے فرمایا کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر سے دریا کیا کہ کیا متقدین مشائخ میں سے کسی نے کہا کہ میرا یہ قدم ہرولی کی گردن پر ہے۔ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ پھر اس امر کے کیا معنی ہیں شیخ عبد القادر جیلانی نے ایسا کہا ہے۔ فرمایا یہ بات اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے وقت میں فرد ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا ہر وقت کے لیے ایک فرد ہوتا ہے فرمایا ہاں لیکن ان میں سے کسی کو سوائے عبد القادر کے اس فرمان کا امر نہیں ہوا میں نے کہا کیا ان کو اس امر کا حکم ہوا تھا۔ فرمایا کیوں نہیں تمام اولیاء نے اپنے سروں کو اس حکم ہی کی وجہ سے جھکایا تھا کیا تم کو معلوم نہیں کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو حکم کے بغیر سجدہ نہیں کیا۔ شیخ علی بن البیتی سے ان کے اصحاب نے کہا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا کہ حضور غوثِ اعظم کے قدم مبارک کو پکڑ کر اپنی گردن پر رکھ لیا، فرمایا اس لیے کہ ان کو اس فرمانِ قدیمیٰ ہذہ علی رقبۃ کُلِّ ولیّ اللہ کے جاری کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر تھا۔ اور ان کو حکم دیا تھا کہ اولیاء میں سے جو شخص اس کا انکار کرے وہ معزول کیا جائے۔ لہذا میں نے ارادہ کیا کہ سب سے پہلے میں اس حکم

کی تعمیل کروں

اس فرمانِ عالی کی وسعت

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمانِ عالی کے تحت تمام اولیائے وقت کے علاوہ اولیائے اولین اور آخرین بھی آتے ہیں۔ مہرِ منیر میں حضرت پیر مہرِ عیساہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ جناب غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے ان الفاظ کے متعلق یہ تو سب ہی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ بحکمِ الہی کے تھے مگر وسعتِ فرمان کے معاملے میں موجودہ دور کے بعض حضرات نے اختلاف کیا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ آپ کا یہ فرمان صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص تھا کیونکہ اولیائے متقدمین میں حضرات صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور اولیائے متاخرین میں امام مہدی شامل ہیں۔ لیکن اکثریت اور اکابرین کی رائے یہ ہے کہ اس قول کے تحت آپ کے زمانے کے اولیائے حاضر و غائب کے علاوہ تمام اولیائے متقدمین و متاخرین بھی آتے ہیں اور اولیائے مراد وہ ولی ہیں جو اصحاب و ائمہ اہل بیت وغیرہ کے مختص ناموں سے منسوب نہیں ہیں (انتہی)

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانِ عالی کی اسی وسعت کو حضرت خواجہ بہار الدین زکریا ملتانی نے ایک منقبت میں یوں بیان فرمایا ہے

اولیائے اولین و آخرین سرہائے خود

زیرِ پائش مے نہند از حکم رب العالین

یعنی اولیائے اولین و آخرین نے اپنے سروں کو آپ کے قدم مبارک

کے نیچے رب العالمین کے حکم سے رکھ دیا۔

حضرت اویس قرنی کا گردن جھکانا

تفریح النخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر میں ابن محی الدین اربلی رح نے منازل الاولیاء فی فضائل الاصفیاء کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت علیؓ کو حضرت اویس قرنیؓ کے پاس جانے کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ اویس قرنیؓ کو میرا سلام اور میری قمیص پہنچا کر کہنا کہ وہ میری امت کی بخشش کی دعا کریں۔ چنانچہ جب یہ حضرات گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سنایا تو اویس قرنیؓ نے سجدے میں جا کر امت محمدیہ کی بخشش کی دعا مانگی۔ ندا آئی کہ اپنا سر اٹھالے کہ میں نے تیری شفاعت سے نصف امت کو بخش دیا اور نصف کو اپنے محبوب غوث عظیم کی شفاعت سے بخشوں گا جو تیرے بعد پیدا ہوگا۔ اویس قرنیؓ نے عرض کیا کہ اے پروردگار تیرا وہ محبوب کون ہے اور کہاں ہے کہ میں اس کی زیارت کروں۔ ندا آئی کہ وہ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ اور دَنِّی فَتَدَلِّی فَکَاتَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر ہے۔ وہ میرا محبوب ہے اور میرے محبوب کا بھی محبوب ہے وہ قیامت تک اہل زمین کے لئے حجت ہوگا اور سوائے صحابہ اور ائمہ کے تمام اولین و آخرین اولیا کی گردنوں پر اس کا قدم مبارک ہوگا اور جو اسے قبول کرے گا میں اس کو دوست رکھوں گا۔ اویس قرنیؓ نے گردن جھکائی اور کہا میں بھی اسے قبول کرتا ہوں۔

حضرت جنید بغدادی کا گردن جھکانا

تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر میں ابن محی الدین اربلی نے مکاشفات جنیدیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ سید الطائفہ جنید بغدادی ایک روز منبر پر بیٹھے جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کے قلب مبارک پر تجلیات الہی کا ورود ہوا اور آپ بحر شہود و مکاشفہ میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا قَدْ مَہُ عَلٰی رَقَبَتِيْ بِغَيْرِ حُجُوْدٍ یعنی میری گردن پر اس کا قدم بغیر کسی انکار کے ہے اور منبر کی ایک سیڑھی اتر آئے نماز جمعہ اور خطبے سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے آپ سے ان کلمات کے متعلق دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ حالت کشف میں مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پاک میں سے ایک بزرگ قطب عالم ہوگا، جس کا لقب محی الدین اور نام عبدالقادر ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہے گا قَدْ مَہُ عَلٰی رَقَبَتِيْ كَيْلٌ وَ لِيْ اللهُ مِيرے دل میں خیال آیا کہ جب میں اس کا ہم زمانہ نہیں ہوں تو اس کے قدم کے نیچے اپنی گردن کیوں رکھوں تو حق تعالیٰ کی طرف سے عتاب آیا کہ کس چیز نے تجھ پر یہ امر بھاری کر دیا ہے پس میں نے فوراً اپنی گردن جھکا دی اور وہ کہا جو تم نے سنا۔

خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی کا گردن جھکانا

خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات اور ریاضات میں مشغول تھے جب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد شریف میں منبر

پر بیٹھ کر فرمایا قَدِمِيْ هَذِهِ عَلَيَّ رَقَبَةً كُفْلٍ وَلِحَبِّ اللّٰهِ تُوْخُوْا جِهَ غَرِيْبٍ نُوْا
 نے روحانی طور پر یہ ارشاد عالی سن کر اپنی گردن اس قدر خم کی کہ پیشانی زمین کو چھونے
 لگی اور عرض کی قَدَمَاكَ عَلَيَّ رَأْسِيْ وَعَيْنِيْ يَعْنِيْ اَبَّ كَيْ دُونُوْنَ قَدَمِ مِيْرے
 سر اور آنکھوں پر ہیں۔ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خواجہ صاحب کے اس اظہار
 نیاز مندی سے خوش ہو کر فرمایا کہ سید غیاث الدین کے صاحبزادے نے گردن
 جھکانے میں سبقت کی ہے جس کے سبب عنقریب لایت ہند سے سرفرازی کے جائینگے۔

بابا فرید الدین گنج شکر کا ارشاد

تفہیم الخاطر میں ابن محی الدین اربلی نے نکات الاسرار کے حوالے سے لکھا
 ہے کہ ایک دفعہ بابا فرید الدین گنج شکر کی مجلس مبارک میں ولیوں کی گردنوں پر
 حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک کا ذکر آیا۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ آپ کا
 قدم مبارک میری گردن پر ہی نہیں بلکہ میری آنکھ کی تپلی پر ہے اس لیے کہ میرے
 پیر خواجہ معین الدین چشتیؒ ان مشائخ میں سے ہیں جنہوں نے آپ کا قدم مبارک اپنی
 گردن پر رکھا، اگر میں اس زمانے میں ہوتا تو حقیقی معنی میں آپ کا قدم مبارک
 اپنی گردن پر رکھتا اور فخر سے عرض کرتا کہ آپ کا قدم مبارک میری آنکھ کی تپلی پر
 بھی ہے۔

حضرت سلیمان تونسویؒ کا واقعہ

مخزن اسرار میں لکھا ہے کہ خواجہ سلیمان تونسویؒ سلسلہ چشتیہ کے بڑے کامل بزرگ

ہوتے ہیں۔ آپ کی زیارت کے لیے آپ کے چند مرید تونسہ شریف جا رہے تھے ان کے ہمراہ ایک شخص جو سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتا تھا روانہ ہوا۔ دوران گفتگو حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک کا ذکر آیا۔ قادری مرید نے کہا کہ آپ کا قدم مبارک اولین و آخرین جملہ اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے۔ سلیمان تونسوی کے مریدوں نے کہا، لیکن ہمارے پیر و مرشد کی گردن پر نہیں ہے کیونکہ ہمارے پیر اس زمانے کے غوث ہیں۔ جب تونسہ شریف پہنچے تو قادری مرید نے سارا واقعہ حضرت سلیمان تونسوی کو سنا دیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ حضرت شیخ کا قدم مبارک محض اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے یا عام لوگوں کی گردنوں پر بھی ہے۔ قادری مرید نے کہا کہ صرف اولیائے کرام کی گردنوں پر ہے عوام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ تب شیخ سلیمان تونسوی جلال میں آئے اور کہا کہ یہ کم نجت مرید مجھے ولی اللہ تسلیم نہیں کرتے ورنہ حضور غوث اعظم کا قدم مبارک میری گردن پر ضرور تسلیم کرتے۔

قدم کے معنی

قدم کے مجازی معنی لیے جائیں تو اس سے مراد آپ کا طریقہ ولایت ہے اس معنی کے مطابق حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان عالی کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ کا طریقہ ولایت دیگر تمام اولیائے اولین و آخرین کے طریقوں سے برتر ہے۔
قدم کے حقیقی معنی لیے جائیں تو اس سے مراد آپ کا پائے مبارک ہے شیخ نصر الہیتی نے جب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی سنا تو فوراً منبر کی طرف گئے اور آپ کا پائے مبارک پکڑ کر اپنی گردن پر رکھا۔

ایک اور معنی کے مطابق قدم سے مراد قرب و وصل الہی کے لحاظ سے آپ کا عالی مرتبہ ہونا ہے اس معنی کے مطابق حضور غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمانِ عالی کا یہ مفہوم ہوگا کہ تمام اولیائے اولین و آخرین کے مراتب کی جو انتہا ہے وہ آپ کے مرتبے کی ابتدا ہے کیونکہ ظاہری بلندی کے لحاظ سے انسان کی گردن اور سر اس کے جسم کا انتہائی مقام ہے جبکہ اس کا قدم ابتدائی مقام ہے۔

مندرجہ بالا تینوں معنی قدم کے مفہوم کو شامل ہیں اور تینوں ہی درست ہیں۔

شیخ صنعان کا انکار و توبہ

اصفہان کے ایک ولی اللہ شیخ صنعان جو حضور غوثِ عظیم کے ہم عصر تھے دریائے علم و عرفان کے زبردست شناور تھے اور کرامات اور خوارق ان سے بکثرت ظاہر ہوتے تھے۔ حضور غوثِ عظیم کا فرمانِ عالی روحانی طور پر انہوں نے بھی سنا تو مرتبہ کمال کو پہچاننے میں ٹھوکر کھا جانے کے باعث گردن خم کرنے سے انکار کیا جس پر اسی وقت ان کی ولایت سلب ہو گئی اور تہی دامن ہو جانے کی وجہ سے ایمان بھی خطرے میں پڑ گیا۔ بالآخر ان کے ایک ارادتمند کی بارگاہِ غوثیہ میں عاجزی اور فریاد کے باعث حضور غوثِ عظیم نے ان پر توجہ فرمائی اور ان کے توبہ کرنے اور نادام ہونے پر ان کا منصب ولایت بحال کر دیا۔

عالم برزخ اور عالم ارواح کے اولیائے کرام

عالم برزخ میں ہوتے ہوئے معراج کی رات انبیاء علیہم السلام نے بیت المقدس

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی اور حضرت موسیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قبر انور میں نماز پڑھتے دیکھا اور بعض انبیا آپ سے آسمانوں پر ملے اور گفتگو بھی فرمائی۔ برزخ میں جب یہ افعال ثابت ہیں تو اولیاء کا برزخ میں گردن خم کرنا اسی سے واضح ہے اور جس طرح حضور غوث اعظم نے عالم ارواح میں ہوتے ہوئے معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے گردن خم کی اور پیدائش پر آپ کی گردن پر نشان بھی موجود تھا، اسی پر اولیائے کرام کا عالم ارواح میں گردن خم کرنا قیاس کیا جاسکتا ہے۔

حضرت علامہ فقیر نور محمد سروری قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب مخزن الاسرار کے صفحہ ۱۳۵ پر لکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ کا یہ فرمان رُفے زمین کے تمام زندہ اولیاء۔ زمان کو سنایا گیا اور جو اولیائے کرام دنیائے گزر گئے تھے انہیں قبروں کے اندر پیغام پہنچایا گیا، اور جو اولیائے عظام ابھی مقام ازل میں ہیں اور اس دنیا میں نہیں آتے ان کی ارواح کو بھی یہ پیغام سنایا گیا۔ غرض سب اولیاء۔ متقدّمین اور متاخرین نے آپ کے اس فرمان کو دل و جان سے قبول کیا اور سر آنکھوں پر رکھا۔

چوتھی فصل

مرتبہ فقر اور سلطان الفقر حضور غوثِ اعظم

ہر ولی اپنی ایک خاص باطنی صفت میں صاحب کمال ہوتا ہے، کوئی زہد میں کوئی توکل میں کوئی صدق و صفائیں کوئی تسلیم و رضا میں کوئی صبر و شکر میں کوئی جود و سخا میں۔ لیکن فقر ایک ایسا خاص باطنی کمال ہے جس کے آگے تمام مراتب و مدارج و کمالات پیچھے رہ جاتے ہیں۔ اسی واسطے حضور غوثِ اعظم نے فرمایا کہ جس وقت میں باطنی دنیا کے مراتب و مدارج طے کرتا ہوں اچلا تو زہد کے دروازے پر پہنچا، اہل پرہت ہجوم دیکھا، پھر توکل کے دروازے پر پہنچا وہاں بھی بہت ہجوم تھا، پھر صبر، تسلیم، رضا کے دروازوں پر پہنچا، ہر ایک پر ہجوم تھا، جب میں فقر کے مقام کے دروازے پر پہنچا تو اس کو خالی پایا اور میں اس میں داخل ہو گیا (انتہی) فقر کی یہ نعمت بدرجہ اتم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی اور آپ کے طفیل خاص انخاص اولیائے کرام کو حاصل ہوئی۔ جن میں حضور غوثِ اعظم سرفہرست ہیں۔ اب فقر اور فقیر کے مفہوم پر کچھ تفصیل بیان کی جائے گی تاکہ سلطان الفقر حضور غوثِ اعظم کی عظمت و شان کچھ سمجھ میں آسکے۔

فقر اور فقیر

عربی لغت میں فقر افلاس اور تنگدستی کو کہتے ہیں لیکن حاشا و کلا باطنی دنیا میں ہرگز یہ مفہوم نہیں۔ فقر دونوں جہان کی بادشاہی کا نام ہے۔

تاج الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ فقیر وہ ہے کہ نہ اسباب دنیوی کی موجودگی سے غنی ہو اور نہ اس کے نہ ہونے سے محتاج ہو اور اسباب کا ہونا نہ ہونا اس کے فقر میں یکساں ہو۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ فقر کی ترازو کے پٹے میں دونوں جہان مچھر کے پتر کے برابر بھی وزن نہیں رکھتے، نیز آپ فرماتے ہیں کہ ابو بکرؓ شبلیؒ کا قول ہے کہ فقیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز میں راحت نہ پائے، داتا صاحبؒ فرماتے ہیں کہ بارگاہِ احدیت میں فقرا کا بڑا مرتبہ ہے خدا نے ان کو خاص منزلت سے نوازا ہے، یہ لوگ ہیں جو اسباب ظاہری و باطنی سے ترک تعلق کر کے مکمل طور پر مسبب الاسباب پر قناعت کر کے رہ گئے ہیں اور رویتِ کل میں فنائے کلی حاصل کر کے بقائے کلی سے سرفراز ہو گئے ہیں۔

رسالہ غوث الاعظم میں اللہ تعالیٰ نے حضور غوث اعظمؒ سے فرمایا :
 يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ لَيْسَ الْفَقِيرُ عِنْدِي مَنْ لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ بِلِ الْفَقِيرِ الَّذِي لَهُ اَمْرٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ اِذَا قَالَ لِيْشَيْءٍ كُنْ فَيَكُوْنُ
 يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاصْحَابِكَ فَمَنْ ارَادَ مِنْكُمْ جَنَابِيْ فَعَلِيْهِ بِاخْتِيَارِ الْفُقَرَا اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَلَا تَمَّ اِلَّا اَنَا يَا غَوْثَ الْاَعْظَمِ قُلْ لِاصْحَابِكَ
 اِغْتَنِيْوْ دَعْوَةَ الْفُقَرَاءِ فَاِنَّهُمْ عِنْدِيْ وَاَنَا عِنْدَهُمْ

یعنی اے غوث اعظم میری مراد فقر سے یہ نہیں ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ میری مراد فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحب امر ہو کہ کسی چیز کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے، یا غوث اعظم اپنے اصحاب و احباب سے کہدو کہ تم سے جو ارادہ کرے

میری حضوری کا تو وہ فقر اختیار کرے۔ فقر جب تمام ہو جاتا ہے تو وہ نہیں رہتے سوائے میرے۔ اے غوثِ اعظم اپنے اصحاب سے کہدو فقر کی دعا کو عنایت جانیں کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں اور میں ان کے نزدیک ہوں۔

عین الفقر میں سلطان العارفين حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے فاذا تم الفقر فلا تم الا انا کی جگہ فاذا تم الفقر فهو الله لکھا ہے یعنی جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو وہ اللہ ہی ہے (یعنی فقیر واصل باللہ ہو جاتا ہے) معنی کے لحاظ سے ان دونوں عبارتوں میں کوئی فرق نہیں۔

حضور غوثِ اعظم سے کسی نے دریافت کیا کہ فقیر کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ لفظ فقیر میں چار حروف ہیں پھر اس کے معنی بیان فرمانے کے لیے یہ اشعار پڑھے :

فَاءُ الْفَقِيرِ فَنَاءٌ فِي ذَاتِهِ وَفِرَاغُهُ مِنْ ذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ
 فَ سے فنا فی اللہ ہو کر اپنی ذات و صفات سے فارغ ہو جانا ہے
 وَالْقَافُ قَوْهُ قَلْبُهُ بِحَبِيْبِهِ وَقِيَامُهُ لِلَّهِ فِي مَرْضَاتِهِ
 ق سے قوت دینا اپنے دل کو یاد الہی سے اور قیام حق تعالیٰ کی رضامندی پر
 وَالْيَاءُ يَرْجُو رَبَّهُ وَيَخَافُهُ وَيَقُومُ بِالتَّقْوَى بِحَقِّ تَقَاتِهِ
 ی سے رجوع یعنی امید رحمت الہی کی اور اس کا خوف اور قیوم یعنی قائم رہنا تقویٰ پر جیسا کہ حق ہے
 وَالرَّاءُ رِقَّةٌ قَلْبُهُ وَصِفَاتُهُ وَرَجُوعُهُ لِلَّهِ عَنِ شَهْوَاتِهِ
 ر سے رقت قلب اور اس کی صفائی ہے اور رجوع الی اللہ ہے اپنی خواہشات سے منہ موڑ کر
 اِس کے بعد آپ نے فرمایا فقیر کو مندرجہ ذیل صفات سے آراستہ ہونا

چاہیے۔ ہمیشہ ذکر و فکر میں رہے، کسی سے جھگڑے تو عمدہ طریق سے اور اگر حق معلوم ہو جائے تو فوراً حق کی طرف رجوع کرے جھگڑا چھوڑ دے اور حق سے حق کا طالب رہے، راستی اور راستبازی کو اپنا شیوہ بنائے، سینہ سب سے کشادہ رکھے اپنے نفس کو سب سے حقیر جانے، غافل کو نصیحت کرے اور جاہل کو علم سکھائے، کسی سے ایذا پہنچے تب بھی اسے ایذا نہ پہنچائے، فضول باتوں میں نہ پڑے اور نہ ان پر غور و فکر کرے۔ ممنوعات سے بچے اور مشتبہات میں توقف کرے، غریب کا مددگار رہے۔ چہرے پر خوشی کا اظہار ہو اور دل میں فکر و غم رکھے، اس کی یاد میں غمگین اور اپنے فقر میں خوش رہے، افسانے راز نہ کرے، کسی کی پردہ دری کر کے اس کی ہتک نہ کرے، مشاہدے میں حلاوت پائے ہر ایک کو فائدہ پہنچائے، اخلاقِ حلم صبر شکر والا بنے، کوئی جہالت سے پیش آئے تو اس کے ساتھ حلم و بردباری سے کام لے اگر اسے کوئی اذیت پہنچائے تو اس پر صبر کرے مگر ناحق پر خاموش ہو کر حق کا خون بھی نہ کرے، کسی سے بغض نہ رکھے، بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر شفقت کرے، امانت کو محفوظ رکھے اور کبھی اس میں خیانت نہ کرے، کسی کو برا نہ کہے اور نہ کسی کو غیبت سے یاد کرے، کم سخن ہو، نمازیں زیادہ پڑھے، روزے بہت رکھے، غربا کو اپنی مجلس میں جگہ دے، جہاں تک ہو سکے مساکین کو کھانا کھلائے، ہمسایوں کو راحت پہنچائے اور ان کو اپنی جانب سے کوئی اذیت نہ پہنچنے دے کسی کو گالی نہ دے اور نہ کسی کی غیبت کرے نہ کسی کو کچھ عیب لگائے اور نہ کسی کو برا کہے اور نہ کسی کی مذمت کرے اور نہ کسی کی چغلی کھائے، ایسے فقیر کے حرکات و سکنات آداب و اخلاق ہوتے ہیں، اور اس کا کلام عجیب ہوتا ہے قول اس کا موزوں اور دل محزون ہوتا ہے۔

(انتہی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الْفَقْرُ فَخْرِي وَالْفَقْرُ مِثِّي
یعنی فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

پس معلوم ہوا کہ فقر ایک انتہائی عظیم مرتبہ ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ
نہیں۔ سلطان العارفين حضرت سلطان باہو نے اپنے رسالہ روحی میں سات سلطان
الفقر کا ذکر فرمایا ہے۔ جن میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔ حضرت
سلطان باہو فرماتے ہیں کہ نور ذات نے نقاب میم احمدی پہن کر صورت احمدی اختیار
کی اور کثرت جذبات و ارادے سے سات بار اپنی ذات میں جنبش کھانی جس سے
سات ارواح فقرا یا صفا فانی اللہ بقا باللہ تصور ذات میں محو سرتاپا مغربلا پوست
آدم علیہ السلام کی پیدائش سے ستر ہزار سال قبل بحرِ جال میں مستغرق شجر مرارة البیقین
پر پیدا ہوئیں۔ انہوں نے ازل سے ابد تک بحر ذات حق کسی کو نہیں دیکھا اور ماسوے
اللہ کبھی نہیں سنا۔ انہیں حریم کبریا کے دائمی سمندر میں وصال لازوال حاصل ہے وہ
کبھی نوری جسہ اختیار کر کے تقدیس و تنزیہ میں کوشاں رہے، گاہے قطرہ بحر میں اور
گاہے بحر قطرہ میں ان کی مثال ہے اور فیض عطا کی چادر کہ جب فقر تمام ہو جاتا ہے تو
اللہ ہی ہے جو ان کے اوپر ہے پس انہیں حیاتِ ابدی اور عزتِ سرمدی کا تاج
حاصل ہے۔ یہ فقر خاص لایحاج ہے اپنے رب سے یا اس کے غیر سے۔

وہ سلطان الفقرا اور سید الکونین ہیں۔ ایک روح خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی
اللہ عنہا کی ایک روح خواجہ حسن بصری کی ایک روح میرے شیخ حقیقت الحق
نور مطلق مشہود علی الحق حضرت سید محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی کی اور

ایک روحِ حق پر عبد الرزاقؒ کی اور ایک روح ہاہویت کی آنکھوں کے سرچشمہ سراسر ذات یا ہُو فقیر باہُو کی اور دو ارواح دیگر اولیا کی ہیں۔

رسالہ غوثِ اعظمؒ میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اے غوثِ اعظمؒ جب تم کسی فقیر کو اس حال میں دیکھو کہ وہ فقر و فاقہ کی آگ میں جل گیا ہے اور فاقے کے اثر سے شکستہ حال ہو گیا ہے تو اس کا تقرب ڈھونڈو، کیونکہ میرے اور اس کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ اسی رسالے میں ایک اور الہام میں فرمایا اے غوثِ اعظمؒ میں نے فقر و فاقہ کی سواری انسان کے لیے بنائی ہے جس نے اس پر سواری کی منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ قبل اس کے کہ وہ منزلوں اور جنگوں کو طے کرے۔

سیدنا غوثِ اعظمؒ پر ان الہامی کلمات کی روشنی میں فقر اور فقیر کا کتنا بلند مقام واضح ہوتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو ولایت نصیب ہو۔ اور خوش نصیب ہیں وہ اولیا جن کو فقر سے حصہ عطا ہوا کیونکہ ہر ولی صاحبِ فقر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ اس کتاب کے تیسرے باب میں سیدنا غوثِ اعظمؒ کے مجاہدات و ریاضت کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب میں فقر کے دروازے پر پہنچا تو اس کو خالی پایا اور اس میں داخل ہوا۔

پانچویں فصل

طریقت کے سلسلوں میں آپ کا فیض

طریقت کے چار سلسلے، قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ بہت مشہور و معروف ہیں۔ قادریہ سلسلہ کے بانی خود حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ سلسلہ چشتیہ نقشبندیہ اور سہروردیہ کے بانیوں خواجہ معین الدین چشتی، خواجہ بہاؤ الدین نقشبند اور شیخ شہاب الدین سہروردی کو حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے جو فیوض و برکات حاصل ہوئے ذیل میں اس کا تبرکاً ذکر کیا جاتا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ طریقت کے تمام سلسلوں میں حضرت شیخ ہی کا فیض جاری ہے

خواجہ غریب نواز کا ستیفیض ہونا

خواجہ محمد گیسو دراز نے لطائف الغرائب میں لکھا ہے کہ جب خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی نے خراسان کی پہاڑی پر بیٹھے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کو روحانی طور پر سن کر گردن خم کرنے میں سبقت کی اور کہا کہ آپ کا قدم نہ صرف میری گردن پر ہے بلکہ سر اور آنکھ کی تیلیوں پر بھی ہے تب حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہو کر کہا کہ غیاث الدین کالط کا (معین الدین) گردن خم کرنے میں سبقت لے گیا اور حسن ادب کی وجہ سے اللہ اور رسول کا محبوب بن گیا اور عنقریب اس کو ولایت ہند کی باگ ڈور دی جائے گی۔

سیر العارفين میں شیخ جمال الدین سروردی نے فرمایا کہ خواجہ معین الدین چشتیؒ کی حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ایک پہاڑ میں ملاقات ہوئی اور خواجہ صاحب آپ کی صحبت میں ستاون دن رہے اور آپ سے بے شمار فیوض و برکات حاصل کیے۔

خواجہ بہار الدین نقشبند کا مستفیض ہونا

شیخ عبد اللہ بلخیؒ اپنی کتاب خوارق الاحباب فی معرفت الاقطاب میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک جماعت کے ساتھ کھڑے تھے کہ بخارا کی طرف متوجہ ہوئے اور ہوا کو سونگھا اور فرمایا میرے وصال کے ایک سو ستاون سال بعد ایک مرد قلندر محمدی مشرب بہار الدین محمد نقشبندی پیدا ہوگا جو میری خاص نعمت سے بہرہ ور ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

منقول ہے کہ جب خواجہ بہار الدینؒ نے اپنے مرشد سید امیر کلال سے تلقین لی تو انہوں نے اسم ذات کے ورد کرنے کا حکم دیا لیکن آپ کے دل میں اسم اعظم کا نقش نہ جما۔ بس سے آپ کو پریشانی ہوئی۔ اسی گھبراہٹ میں جنگل کی طرف نکلے۔ راستے میں حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ سے فرمایا کہ مجھے اسم اعظم حضور غوث پاک سے ملا، آپ بھی ان کی طرف متوجہ ہوں۔ دوسری رات خواجہ صاحب نے خواب میں حضور غوث اعظم کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے اسم اعظم کو خواجہ صاحب کے دل پر جمادیا کیونکہ ہاتھ کی پانچ انگلیاں لفظ اللہ کی شکل پر ہیں۔ اور اسی وقت آپ کو اللہ کا دیدار ہو گیا۔ اور اسی سبب آپ

کا لقب نقشبند مشہور ہو گیا۔ جب اس بات کا لوگوں میں چرچا ہوا انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ اس مبارک رات کے فیوض و برکات میں جس میں کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ پر عنایت فرمائی۔

آپ سے حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان قدیمت ہذہ کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ آپ کا قدم مبارک میری گردن بلکہ میری آنکھوں پر ہے۔

خواجہ شہاب الدین سہروردی کا مستفیض ہونا

بہتہ الاسرار میں شیخ شہاب الدین سہروردی سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا میں زندگی کے ابتدائی دور میں علم کلام کا بہت شوقین تھا اور میں نے علم کلام کی بہت سی کتابیں حفظ کر لی تھیں، میرے چچا مجھے اس سے باز رکھتے لیکن مجھ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ بالآخر ایک روز چچا مجھ کو ساتھ لے کر حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے، چچا نے آپ سے عرض کیا کہ یہ میرا بھتیجا عمر ہے، علم کلام میں مشغول ہے میں اس کو منع کرتا ہوں لیکن باز نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا اے عمر تم نے کون کون سی علم کلام کی کتابیں حفظ کی ہیں۔ میں نے کتابوں کے نام بتائے۔ تب آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر پھیرا تو خدا کی قسم علم کلام کو میرے سینے سے محو کر دیا اور مجھے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے میرے سینے کو اسی وقت علم لدنی سے بھر دیا۔ پھر میں آپ کے پاس سے جب اٹھا تو حکمت کی باتیں کرنے لگا۔ آپ نے مجھ سے یہ فرمایا کہ اے عمر تم عراق کے مشہور بزرگوں میں سب سے آخر ہو گے۔

خواجہ نظام الدین اولیاء کا مستفیض ہونا

تفتیح الخاطر میں اسرار السالکین کے حوالے لکھا ہے کہ جب خواجہ نظام الدین اولیاء
محبوب الہی مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے اور سفر طے کر کے بغداد شریف پہنچے تو اس
وقت سید عمر حضور غوث پاک کے سجادہ نشین تھے۔ انہوں نے آپ کو بلانے کے
لیے ایک خادم بھیجا آپ نے فرمایا کہ تمہارے شیخ مجھے کیسے جانتے ہیں۔ اس نے کہا
کہ وہ آپ کو اس روز سے جانتے ہیں جب سے کہ آپ ہندوستان سے چلے ہیں
تب آپ ان کے ارشاد کے مطابق تشریف لائے۔ سید عمر نے اپنے دست مبارک سے
سلسلہ قادریہ کی خلافت و اجازت عنایت کرتے ہوئے فرقہ پہنایا۔

حضرت بہار الدین زکریا ملتانی کا ارشاد

مخزن اسرار میں ہے کہ حضرت بہار الدین زکریا ملتانی جو حضرت خواجہ شہاب الدین
سہروردی کے خلیفہ ہوئے ہیں اور سندوستان میں طریقہ سہروردیہ کے بانی اور پیشوا
ہوئے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی تمام عبادتوں جملہ اطاعتوں اور کل تیک اعمال میں
سے ایک چیز پر بڑا بھاری بھروسہ اور اعتماد ہے کہ انشاء اللہ میری آخری نجات کا باعث
بن جائے گی اور وہ یہ ہے کہ حضرت غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی نے فرمایا ہے۔
کہ اس شخص کے لیے ایمان کی خوش خبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے
کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ حضرت بہار الدین فرماتے ہیں کہ میں نے زندگی میں اپنے شیخ
اشہاب الدین سہروردی کو دیکھا اور میرے شیخ شہاب الدین سہروردی نے زندگی میں سیدنا
غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کو دیکھا لہذا میں سیدنا غوث اعظم کے فرمان کی بشارت میں شامل ہوں

چھٹی فصل

جنبلی مذہب کا زندہ کرنا اور امام عظیم کا مکالمہ

تفریح انخاطر میں ہے کہ ایک رات حضور غوث عظیم رحمۃ اللہ علیہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہاں امام احمد بن حنبل اپنی داڑھی پکڑے کھڑے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کر رہے ہیں کہ یا رسول اللہ اپنے پیارے بیٹے محی الدین کو فرمائیے کہ اس بوڑھے کی حمایت کرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے فرمایا اے عبدالقادر ان کی درخواست پوری کرو، تب آپ نے ارشاد نبوی پر عمل کرتے ہوئے ان کی التماس قبول فرمائی۔ اور فجر کی نماز جنبلی مصیبت پر پڑھائی۔ ایک مرتبہ حضور غوث عظیم امام احمد بن حنبل کے مزار شریف پر گئے تو امام صاحب قبر سے نکلے اور ایک قمیص عنایت کی اور آپ سے معاف کیا اور فرمایا اے عبدالقادر بے شک میں علم شریعت و حقیقت علم حال و فعل حال میں تم سے احتیاج رکھتا ہوں۔ پھر ایک روز امام عظیم ابو حنیفہ نے آپ سے روحانی طور پر ملاقات کی اور جنبلی مذہب اختیار کرنے اور حنفی مذہب اختیار نہ کرنے کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضور غوث عظیم رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اس کی دو وجوہات ہیں ایک یہ کہ جنبلی مذہب مقلدین کی کمی کے باعث ضعیف ہو چکا تھا۔ دوسرے یہ امام احمد بن حنبل مسکین ہیں میں بھی مسکین ہوں اور میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ سے مسکینی طلب کی تھی اور دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں رکھ اور اسی حالت میں مارا اور قیامت کے روز مسکینوں کے ساتھ اٹھا۔

ساتویں فصل

آپ کا فرمان کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں

جملہ نبیا کی روحانیت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی روحانیت سے اخذ فیضان کیا ہے۔ اولیاء اللہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں اور انبیاء ہی سے اقتباس فیض کرتے ہیں جس ولی کو جس نبی سے فیض حاصل ہوتا ہے اس کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں ولی فلاں نبی کے قدم پر ہے۔ ہر ولی کسی نہ کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے مثلاً کسی ولی کو ولایت ابراہیمی، کسی کو ولایت یوسفی، کسی کو ولایت موسوی کسی کو ولایت عیسوی حاصل ہوتی ہے۔ منتخب اولیاء اللہ بوجہ اپنی جامعیت کے ولایت محمدی سے نوازے جاتے ہیں۔ آفتاب حقیقت محمدی کا سایہ مثل سایہ آفتاب ہر قرن میں گھٹا بڑھتا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ زمانہ رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سمت الراس پر آیا اور غایت نور و ظہور کے باعث اس نے اپنے سایہ کو بھی غائب پایا۔ آفتاب وحدت حقیقی اس وقت سمت الراس تجلی ذات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تاباں ہوا، او آپ کو تمام و کمال اپنے ہی نور ذات و صفات سے منور فرما کر ظلمت امکانیہ سے محفوظ کر دیا۔ آسمان نبوت کے نصف النہار پر یعنی نقطہ اعتدالی درمیانی کے بلند ترین مقام پر محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاباں و درخشاں ہیں۔ بجانب مشرق تمام دیگر انبیاء اور بجانب مغرب تمام اولیاء اللہ متمکن ہیں۔ ہر ولی جو مغرب میں ہے اپنے محاذ مشرقی کے نبی کے مشرب پر ہے۔ اس نبی کے قلب پر اس ولی کا قلب ہے اور اس نبی کے قدم پر اس ولی کا قدم ہے۔ انبیاء میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اقرب ترین نبی علیہ

علیہ السلام ہیں اور اولیاء میں اقرب ترین ولی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور ہر اعتبار سے مقابل ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یعنی علی کرم اللہ وجہہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہیں اور ختم ولایت محمدی حضرت مہدی علیہ السلام پر ہے اور وہ ہر اعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل ہونگے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں گے۔

جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ فدیہ لیکر انہیں چھوڑ دیا جائے اور حضرت عمرؓ نے کہا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ابوبکرؓ حضرت ابراہیم کی مانند ہیں جنہوں نے فرمایا تھا فن تبعنی فانہ منی ومن عصافی فانہ غفور رحیم اور حضرت عمرؓ حضرت نوح کی مانند ہیں۔ جنہوں نے کہا تھا لا تذرع علی الارض من الکافرین دیارا (مداح النبوت) اور حضرت ابوذر غفاریؓ زہد میں حضرت عیسیٰ کے مثل ہیں (ترمذی) یعنی یہ حضرات ان نبیاء کے قدموں پر ہیں جن کی یہ مثل ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوب بنام خواجہ محمد ہاشم میں لکھا ہے کہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشرب (قدم) پر ہوں۔ حضور غوثِ اعظم حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہیں جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا:

وَكُلُّ وِلِيِّيْ لَهٗ قَدَمٌ وَّ اِنِّيْ
عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

(ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور بیشک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر

ہوں جو آسمانِ کمال کے بدرِ کامل ہیں)

یعنی آپ ہر لحاظ سے مظہرِ جمال و کمال مصطفائی ہیں اور یہ بہت بڑا مرتبہ ہے۔

ذالك فضل الله يوتيه من يشاء۔

آٹھویں فصل

آپ کی منقبت جو حضرت مجدد الف ثانی نے بیان کی

حضرت شیخ مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے دو طریقے ہیں۔ ایک طریقہ نبوت کا ہے۔ اس طریقے سے انبیاء علیہم السلام بغیر کسی وسیلے کے اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتے ہیں اور یہ طریقہ خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے۔ دوسرا طریقہ ولایت کا ہے۔ اس طریقے پر چلنے والے اللہ تعالیٰ کو بالواسطہ پہنچتے ہیں اور یہ اقطاب اوتاد ابدال بنجار اور اولیاء ہیں، اس طریقے میں واسطہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ منصب عالی آپ ہی کی ذات گرامی سے متعلق ہے اور جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا وصال ہوا تو یہ منصب حسنین کریمین کے حوالے کر دیا گیا، ان کے بعد ترتیب دار اماموں کو یہ منصب ملتا رہا۔ ائمہ کرام میں سے ہر ایک کے زمانے میں لوگوں کو ان کی وساطت سے فیض پہنچتا رہا اور جب سلطان الاولیاء غوث الارض والسمامی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی باری آئی تو یہ منصب عالی آپ کے حوالے کر دیا گیا اور ہمیشہ آپ ہی کی وساطت سے ولایت کا فیض غوث قطب ابدال بنجار اولیاء کو پہنچتا رہے گا اور آپ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے :

أَفَلَتِ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا
أَبَدًا عَلَىٰ فَلَكِ الْعُلَىٰ لَا تَغْرُبُ
ہمارے اگلوں کے سورج ڈوب چکے لیکن ہمارا سورج ہمیشہ ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا غروب نہ ہوگا۔

نویں فصل

آپ کی منقبت جو شاہ ولی اللہ نے بیان کی

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے تمہعات میں فرمایا کہ اویسائے امت اور ارباب سلاسل میں سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جو اس نسبت (اویسیہ) کی طرف سب سے زیادہ مائل اور اس مرتبے پر بدرجہ اتم فائز ہوئے ہیں وہ حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ہیں۔ اسی لیے مشائخ نے کہا ہے کہ وہ اپنی قبر شریف میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔

آپ تعینات میں لکھتے ہیں کہ سلسلہ قادریہ نقشبندیہ اور چشتیہ کی الگ الگ خاصیت سمجھی گئی ہے۔ سلسلہ قادریہ میں اگرچہ تعلیم بظاہر شیخ ہی سے ہوتی ہے تاہم یہ سلسلہ طریقہ اویسیہ روحانیہ کا منظر ہے۔ اس سلسلے میں مشائخ کے ساتھ تعلق اور مشائخ کی توجہ طالب کی طرف اس قدر ہوتی ہے کہ دوسرے سلاسل میں نہیں پائی جاتی اور یہ امر ظاہر و عیاں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اس لیے انہیں وصال کے بعد ملا اعلیٰ کی ہیبت حاصل ہو گئی ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہو گیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے۔ لہذا ان کے طریقے (سلسلہ قادریہ) میں بھی ایک خاص روح اور زندگی پیدا ہو گئی ہے۔ ملفوظات مہریہ کے ملفوظ ۱۵ میں پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جو لطافت دوسرے اولیاء اللہ کی روحوں کو حاصل ہے وہ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کے بدن مبارک کو حاصل ہے گویا آپ کا بدن مبارک دوسروں کی روحوں کے مرتبے میں ہے

دسویں فصل

آپ کا کلام جس سے آپ کی عظمت معلوم ہوتی ہے

آپ نے فرمایا کہ میں شمشیر برہنہ ہوں اور چڑھی ہوئی کمان ہوں میرا تیر نشانے پر لگنے والا ہے میرا نیزہ بے خطا اور میرا گھوڑا بے زین ہے۔ میں عشق خداوندی کی آگ
 حال و احوال کا سلب کرنے والا، دریائے بیکراں رہنما وقت کی دلیل ہوں،
 میں ہوں محفوظ اور ملحوظ۔ اے روزہ داروے شب بیداروے پہاڑوں پر بیٹھنے والو
 خدا کرے تمہارے پہاڑ بیٹھ جائیں اے خانقاہ نشینو خدا کرے تمہاری خانقاہیں زمین دوز
 ہو جائیں حکم خدا کے سامنے آؤ۔ میرا حکم خدا کی طرف سے ہے۔ اے رہروان منزل اے
 ابدال اے اقطاب اے اوتاد اے پہلوانو اے جوانو! آؤ اور دریائے بیکراں سے
 فیض حاصل کرو، عزت پروردگار کی قسم تمام نیک نخت اور بد نخت میرے سامنے
 پیش کیے گئے اور میری نظر لوح محفوظ پر جمی ہوئی ہے۔ میں دریائے علم و مشاہدہ الہی
 کا غوطہ خور ہوں، میں تم پر اللہ کی حجت رسول کا نائب اور اس کا دنیا میں وارث
 ہوں، انسانوں کے بھی پیر ہیں جنات اور فرشتوں کے بھی لیکن میں تمام پیروں کا
 پیر ہوں، میرے اور تمہارے درمیان کوئی نسبت نہیں۔ میرے اور مخلوق کے درمیان
 آسمان و زمین کا سافرق ہے، مجھے کسی پر اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرو۔ میری تخلیق
 تمام امور سے بالاتر ہے اور میں لوگوں کی عقل سے ماورا ہوں۔ اے زمین کے مشرق
 و مغرب کے اور اے آسمان کے رہنے والو! حق تعالیٰ فرماتا ہے **أَعْلَمُ**
مَا لَا تَعْلَمُونَ (میں وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے) میں ان میں سے

ہوں جنہیں خدا جانتا ہے تم نہیں جانتے۔ مجھ سے دن اور رات میں ستر بار کہا جاتا ہے، اَنَا أَخَذْتُكَ وَ لَتُصْنَعُ عَلَيَّ عَيْنِي یعنی میں نے تجھے پسند کر لیا اور تاکہ تو پرورش پائے میری آنکھوں کے سامنے۔ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر میرے اس حق کی جو تجھ پر ہے تجھے قسم ہے ذرا بات تو کر تاکہ سنی جائے، مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تجھے میرے اس حق کی قسم جو تیرے اوپر ہے، کھا اور پی میں نے تجھے قسم توڑنے سے مامون بنایا ہے، خدا کی قسم جب تک مجھے حکم نہ ہو نہ کچھ کرتا ہوں نہ کچھ کہتا ہوں۔

خوش ہو جائے وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور وہ بھی جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ اس شخص پر حسرت جس نے مجھے نہیں دیکھا۔ ہزار سال سفر کرتا کہ تو میری بات سنے۔ یہاں ولایات و درجات تقسیم ہوتے ہیں۔ کوئی دلی ایسا نہیں جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو زندہ اپنے جسموں کے ساتھ اور وصال شدہ اپنی ارواح کے ساتھ۔ اے غلام میری بابت منکر نکیر سے پوچھ جب وہ قبر میں تیرے پاس آئیں گے تو وہ تجھے میرے بلند مرتبے کے بارے میں بتلائیں گے۔

آپ نے فرمایا جب سورج چڑھتا ہے تو مجھ پر سلام کرتا ہے۔ سال اور مہینے اور ہفتے اور دن میرے پاس آتے ہیں اور مجھے سلام کہتے ہیں اور مجھے وہ باتیں بتاتے ہیں جو ان میں ہوتی ہوتی ہیں اے مشرق و مغرب کے رہنے والو! مجھ سے معرفت حاصل کر لو۔ اولیاء جب تقدیر تک پہنچتے ہیں تو ٹھہر جاتے ہیں لیکن میں تقدیر مبرم کو بھی بدل دیتا ہوں۔

(بہجۃ الاسرار، اخبار الاخیار، تفریح الخاطر)

نواں باب

اٲ کے مناقب میں بزرگان دین کا کلام

پہلی منقبت

از

حضرت شیخ نور الدین ابی الحسن علی ابن یوسف شطنونی

صاحب بھجہ الاسرار

عَبْدُهُ فَوْقَ الْمَعَالِي رُتْبَةً وَلَهُ الْمَسَاجِدُ وَالْفَخَارُ الْأَخْرَجُ

آپ ان بندوں سے تھے جن کا مرتبہ اعلیٰ سے اعلیٰ ہے۔ محاسن اخلاق اور فضائل عالیہ آپ کو حاصل تھے

وَلَهُ الْحَقَائِقُ وَالطَّرَائِقُ فِي الْهُدَى وَلَهُ الْمَعَارِفُ كَالْكَوَاكِبِ تَزْهَرُ

حقیقت و طریقت کے آپ رہنما تھے اور آپ کے حقائق و معارف ستاروں کی طرح روشن تھے

وَلَهُ الْفَضَائِلُ وَالْمَكَارِمُ النَّدَى وَلَهُ الْمَنَاقِبُ فِي الْمَحَافِلِ تَنْشُرُ

آپ صاحب فضل و مکارم اور صاحب جود و سخا تھے۔ محفلوں میں ہمیشہ آپ کے فضائل کا تذکرہ ہوتا رہتا

وَلَهُ التَّقَدُّمُ وَالْتَعَالَى فِي الْعُلَى وَلَهُ الْمَرَاتِبُ فِي النَّهَائِيَةِ تَكْثُرُ

مقام بالا میں آپ کو مرتبہ حاصل تھا اور انتہا میں آپ کے مراتب بہت تھے۔

غَوَتْ الْوَرَى غَيْثُ النَّدَى نُورُ الْهُدَى بَدْرُ الدُّجَى شَمْسُ الضُّلَى بَلْ أَنْوَرُ

آپ غلق کے معین مددگار اور اسکے حق میں بارانِ رحمت نور ہدایت چودھویں کے چاند روشن سورج بلکہ اس سے بھی روشن

قَطَعَ الْعُلُومَ مَعَ الْعُقُولِ فَاصْبَحَتْ أَطْوَارُهَا مِنْ دُونِهِ تَتَحَيَّرُ

نہایت عقل و دانش کے ساتھ آپ نے علوم حاصل کیے جن کے مسائل بغیر آپ کے حل کیے حیرت میں ڈال دیتے تھے

مَا فِي عُلَاهُ مَقَالَةٌ لِمُخَالِفِ فَسَائِلُ الْأَجْمَاعِ فِيهِ تُسْطَرُ

آپ کے مقام و مرتبہ میں کسی کو چون و چرا نہیں اور بالاتفاق رائے سب نے آپ کے مقام و مرتبہ کو تسلیم کیا

دوسری منقبت

از

حضرت خواجہ غریب نواز مُعین الدین چشتی

یا غوثِ معظم نورِ ہدایے مختارِ نبی مختارِ خدا

سلطانِ دو عالم قطبِ علی حیرانِ جلالِ ارض و سما

اے غوثِ عظیمِ رحمۃ اللہ علیہ آپ ہدایت کے نور اللہ و رسول کے مختار ہیں۔ دو عالم کے سلطانِ قطبِ اعلیٰ ہیں آپ کی جلالت سے زمین و آسمان حیران ہیں

در صدقِ ہمہ صدیق و شفی در عدلِ عدالتِ چوں عسری

اے کانِ حیا عثمانی منشی مانند علی با جود و سخا

صدق میں صدیقِ اکبر کی طرح عدل میں عسرفاروقؓ کی طرح ہیں۔ کانِ حیا میں عثمانِ غنیؓ کی مانند اور جود و سخا میں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی مانند

در بزمِ نبی عالی شانی ستارِ عیوبِ مریدانی

در ملکِ ولایتِ سلطانی اے منبعِ فضلِ جود و سخا

بزمِ نبی میں آپ کی شان بلند ہے، مریدوں کے عیوب کے پردہ پوش، ملکِ ولایت کے سلطان، اے جود و سخا کے منبع

چوں پائے نبی شد تاجِ سر تاجِ ہمہ عالم شد میت

اقطابِ جہاں در پیشِ درت افتادہ چو پیشِ شاہ گدا

جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم آپ کے سر کا تاج ہے۔ آپ کا قدم مبارک سارے عالم

کا تاج ہے۔ اقطابِ جہاں آپ کے در پر اس طرح پڑے ہیں جیسے بادشاہ کے سامنے گداگر۔

گر دادی مسیح بمرده رواں دادی تو بدین محمد جاں
ہمہ عالم محی الدین گویاں بر حسن و جمال گشتہ فدا

اگر عیسیٰ علیہ السلام نے مردہ کو زندہ کیا تو آپ نے دین محمدی میں جان ڈالی
سارا عالم آپ کو محی الدین کے لقب سے پکارتا ہے اور آپ کے حسن و جمال پر فدا ہے

در شرع بغایت پر کاری چالاک چو جعفر طیاری

بر عیش معنی سیاری اے واقف راز اودانی

آپ کو شریعت میں کامل دسترس حاصل تھی جعفر طیار کی طرح ہوشیار تھے
عیش معنی پر سیر فرمانے والے قاب تو سین اودانے کے راز سے واقف

از بس کہ قیتل نفس خودم بیمار نجالت مند ولم

شرمندہ سیاہ رو منفعلم از فیض تو دارم چشم دو

میرے نفس نے مجھے مار ڈالا میں بیمار شرم سار دل ہوں
اور شرمندہ اور سیاہ رو ہوں آپ کے فیض سے میرے درد کی دوائل جائیگی

در وصف چہ گویم اے ہمہ اں محبوب خد مطلوب جہاں

اسرار حقیقت بر تو عیاں از روز ازل تا روز جزا

آپ کی تعریف میں کیا کہوں اے سب کچھ جاننے والے اللہ تعالیٰ کے محبوب دو جہاں
کے مطلوب حقیقت کے راز روز ازل سے روز جزا تک آپ پر ظاہر ہیں۔

معین کہ فدائے نام تو شد در یوزہ گرا کر ام تو شد

شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد وار د طلب تسلیم و رضا

معین جو کہ آپ کے نام پر مندا ہے، آپ کے اکرام کا منگتا او

آپ کی غلامی کا شرف حاصل ہونے سے خواجہ بن گیا آپ کی تسلیم و رضا کا طالب ہے

تیسری منقبت از

حضرت خواجہ قطب الدین نختیار کاکی

قبلہ اہل صفا حضرت غوث الثقلین
اہل صفا کے قبلہ حضور غوث پاک ہیں
یک نظر از تو بود در دو جہاں بس مارا
آپکی ایک نظر مبارک ہمیں دو جہاں کیلئے کافی ہے
کار ہائے من گزشتہ بے بستہ شدہ
مجھ حیران کے بہت سے کام بند ہو گئے ہیں
خاک پائے تو بود روشنی اہل نظر
آپ کی خاک پا اہل نظر کی روشنی ہے
در دمندم ہمہ اسباب شفا مفقود است
میں در دمندم ہوں تمام اسباب شفا مفقود ہو چکے ہیں
حضرت کعبہ حاجات ہمہ خلقت است !
آپکی درگاہ تمام مخلوقات کیلئے کعبہ حاجات ہے
مردہ دل گشتم و نام تو محی الدین است
میرا دل مردہ ہو چکا ہے اور آپ کا نام محی الدین ہے
قطب مسکین بعلامی درت منسوب است
قطب مسکین کو آپکے در کی غلامی کا شرف حاصل ہے
دستگیر ہمہ جا حضرت غوث الثقلین
اور ہر جگہ دستگیری فرمایا ہے حضور غوث پاک ہیں
نظرے جانب ما حضرت غوث الثقلین
ایک نظر میری طرف بھی فرمائیے حضور غوث الثقلین
رحم کن باز کشا حضرت غوث الثقلین
رحم فرما کر میری دوبار عقدہ کشائی فرمائیے حضور غوث الثقلین
دیدہ رانخش ضیا حضرت غوث الثقلین
میری آنکھ کو بھی روشنی بخئیے حضرت غوث الثقلین
کرم تست دوا حضرت غوث الثقلین
آپ کا کرم ہی میری دوا ہے حضرت غوث الثقلین
حاجتم ساز روا حضرت غوث الثقلین
ازراہ کرم میری بھی حاجت روائی فرمائیے حضور غوث الثقلین
مردہ را ز زندہ نما حضرت غوث الثقلین
دل مردہ کو زندہ فرمائیے حضرت غوث الثقلین
دراغ مہر شش بفرما حضرت غوث الثقلین !
اسکی محبت میں اور بھی اضافہ فرمائیے حضور غوث الثقلین

چوتھی منقبت

از

حضرت علی احمد صابر کلیری

من آدم بہ پیش تو سلطانِ عاشقان ذاتِ تو ہست قبلہ ایمانِ عاشقان
 میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اے عاشقوں کے سلطانِ آپکی ذاتِ عاشقوں کے ایمان کا قبلہ ہے
 در ہر دو کون جز تو کے نیست دستگیر دستم بگیر از کرم اے جانِ عاشقان
 دونوں جہان میں آپکے سوا کون دستگیر ہے، اپنے کرم سے میری بھی دستگیری فرمائیے اے عاشقوں کی جان
 از ہر طرف بخاکِ درت سر نہادہ ام یک لحظہ گوش نہ تو بر افغانِ عاشقان
 میں نے ہر طرف سے آپکے در کی خاک پر سر رکھ دیا ہے، ایک لمحہ کے لیے عاشقوں کی سر یاد سن لیجئے
 از خنجر نگاہ تو مجروحِ عالمے شد نطقِ روحِ بخش تو در مانِ عاشقان
 آپ کی نگاہ ناز کے خنجر نے عالم کو مجروح کر دیا ہے اور آپکا کلام مبارک روح افزا عاشقوں کے درد کا درمان ہے
 کوئے تو ہست غیرتِ جنتِ بصد شرف حسن و جمالِ روئے تو بستانِ عاشقان
 آپکا کوچہ مبارک رشکِ جنت ہے اپنی بزرگی کے لحاظ سے اور آپکے رخِ انور کا حسن و جمالِ عاشقوں کا گلزار ہے

صابر بخاکِ کوئے تو سر بر نہادہ ام

صابر نے اپنا سر آپ کے کوچہ کی خاک پر رکھ دیا ہے

زاں رو کہ ہست کوئے تو سامانِ عاشقان

کیونکہ آپ کا کوچہ مبارک عاشقوں کا سامان ہے

پانچویں منقبت

از

حضرت بہار الدین زکریا ملتانی

بیکساں کس اگر جوئی تو در دنیا و دیں ہست محی الدین سید تاج سرداراں نقی

دنیا و دین میں اگر تجھے دستگیر بیکساں کی تلاش ہے تو یقین جان کہ وہ حضرت محی الدین سرداروں کے سرتاج ہی کی ذات ہے

دستگیر بے کسان و چارہ بیچارگان شیخ عبد القادر است آں رحمۃ للعالمین

بے کسوں کے دستگیر اور بیچاروں کے چارہ گر شیخ عبد القادر ہیں جو سارے عالمین کے لیے رحمت ہیں

اولیائے اولین و آخرین سر ہائے خود زیر پائش مے نهند از حکم رب العالمین

تمام اولین و آخرین اولیائے اپنے سردوں کو آپ کے پائے مبارک کے نیچے رکھا خدا کے حکم سے

قطب اقطاب زمان و شہباز لامکان مہربان بیکساں نائب شفیع المذنبین

اقطاب زمانہ کے قطب اور شہباز لامکان ہیں بیکسوں پر مہربان ہیں اور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب ہیں

ثمرہ شجر نبی و میوہ باغ علی سردستان حسن آں سرد دنیا و دیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درخت کے پھل حضرت علی کے باغ کا میوہ حضرت امام حسن کے گلستان کے سردار دین دنیا کے سردار ہیں

نور گلزار حسین آں جو مبارک حمتش پیر پیراں پیر من محبوب رب العالمین

دریائے رحمت امام حسین کے نور گلزار ہیں اور آپ پیروں کے پیر میرے پیر اور رب العالمین کے محبوب ہیں

نیست در ہر دو جہاں ملجائے من جز در گہمت الکریم یا بازا شہب الکریم یا محی الدین

آپ کی درگاہ والا کے سوا میرے لیے دونوں جہان میں کہیں جائے پناہ نہیں ہے یا بازا شہب یا محی الدین مجھ پر کرم فرمائے

ہر کسے ناز دہ کس الا بہار الحق زدل مے فروشد از رہت از صدق دل ایمان و دی

ہر شخص کو کسی نہ کسی پر ناز ہوتا ہے مگر بہار الحق کو آپ پر دل سے ناز ہے اور آپ کی راہ پر بصدق دل دین ایمان قربان کرے گا

چھٹی منبقت
از

حضرت سلطان باہو

شیخ امت و سرور بود آں شاہ جیلانی تعالیٰ اللہ چہا قدرت خدائش کرد از زانی
 وہ شاہ جیلانی امت کے شیخ اور سردار تھے، سبحان اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا ہی قدرت عطا کی تھی
 سکندری کند دعوائے کہ ہستم چاکر آں شاہ فلاطون پیش علم او مقرر آمد بت دانی
 سکندر کو آپ کی غلامی کا دعوائے ہے۔ اسلاطون کو آپ کے علم کے روبرو اپنی نادانی کا اعتراف ہے
 کلاہ داران ایں عالم گدایان گدائے تو ترازید ترازید کلاہ داری و سلطانی
 اس جہان کے تاجدار آپکے گداؤں کے گداگر ہیں صرف آپ ہی کو تاجداری اور بادشاہی زیب دیتی ہے
 گداسازی اگر خواہی بیکدم بادشاہاں! گدایاں را دہی شاہی بیک لحظہ بہ آسانی
 اگر آپ چاہیں تو ایکدم میں بادشاہوں کو گداگر بنادیں، اگر آپ چاہیں تو آسانی سے ایک لحظہ میں گداؤں کو بادشاہی عطا کر دوں
 گدائے درگت خاقاں غلام حضرت قیصر چہ عالیشان سلطانی الالے غوث ربانی
 خاقان آپ کی درگاہ کا گدا ہے اور قیصر آپ کا غلام، اے غوث پاک آپ کس قدر عالیشان بادشاہ ہیں
 بایں حشمت بایں شوکت بایں قدرت عظیمت بنود است و نخواہد بود الحق مثل توثانی
 فی الواقعہ اس جاہ و حشمت شان و شوکت اور قدرت کا انسان بجز آپ کے نہ ہوا ہے نہ ہوگا
 چہ ناسوتی چہ ملکوتی چہ جبروتی چہ لاہوتی ہمہ در زیر پائے تو چہ عالیشان سلطانی
 کیا ناسوتی کیا ملکوتی کیا جبروتی کیا لاہوتی سب آپ کے زیر پائے ہیں آپ کس قدر شان والے بادشاہ ہیں
 حقیقت از نور روشن شد طریقت از تو گلشن شد پسہر شرع را ماہی زہے خورشید نورانی
 آپکے وجود سے حقیقت روشن ہوئی اور طریقت گلزار بنی آپ کیسے نورانی سورج اور آسمان شرع کے چاند ہیں

زباغ اصفیا سروے زبزم مصطفیٰ شمع

علی راقرة العینی بدیں محبوب سبحانی

اصفیا کے باغ کا سرو اور مجلس نبوی کی شمع، حضرت علی کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اسی واسطے آپ محبوب سبحانی ہیں

دلگشتی مرید او بہ ہیں لطف مرید او

چہ اوصاف حمید او کہ بے گاہ میدانی

اے دل جب تو ان کا مرید ہو گیا تو اب ان کا لطف مرید دیکھ کیونکہ تو وقتاً فوقتاً آپ کے اوصاف بیان کرتا رہتا ہے

زبان راشست و شو باید آب جنت الکوث

ازاں پس نام محی الدین سپاکی بزبان دانی

زبان کو پاک صاف کر لے آپ کوثر سے، حضرت محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کا نام لینے سے پہلے

بزرگ و خورد و مرد و زن مریدت شد ہر عالم

خطا پوشی عطا پاشی و دیں بخشی جہاں بانی

تمام جہان کے بڑے چھوٹے مرد و زن سبھی آپ کے مرید ہوئے آپ خطا پوش عطا فرمایا دین بخشے والے اور جہاں کے نگہبان

تو شاہ اولیاء و اولیاء محتاج درگاہت

مشائخ را سرد بر درگاہت از فخر در بانی

آپ اولیاء اللہ کے بادشاہ ہیں اولیاء اللہ آپ کی بارگاہ کے محتاج ہیں، مشائخ کیلئے آپ کی در بانی باعث فخر ہے

میطیع حکم تو دیواں ملائک چوں پری بندہ

شہنشاہ شہنشاہاں امام انس و روحانی

دیو جن پری ملائک سبھی آپ کے فرمانبردار ہیں، آپ شہنشاہوں کے شہنشاہ اور انسان اور فرشتوں کے امام ہیں

چہ عبد القادری قدرت ازاں داری کہ یک لفظ

بر آری آشکارا از کرم حاجات پنهانی

چونکہ آپ عبد القادر ہیں اس واسطے آپ کو اس درجہ قدرت حاصل ہے کہ آپ پوشیدہ ضرورتوں کو کھلم کھلا پورا کرتے ہیں

بدنیاء و عدن بخشی بعقے جنت المادوی

برحمت بحر الطافی ز شفقت کان احسانی

دنیا میں عدن کے موتی اور آخرت میں جنت مادی عطا فرمایا دے بلحاظ رحمت بحر الطاف اور بلحاظ شفقت کان احسان ہیں

ملاذاد استگیرے تو معاد اول پذیرے تو

بلطف خود رہائی دہ ز گرداب پریشانی

آپ کی مدد جائے پناہ اور آپ کی دلپذیری جائے بازگشت ہے، اپنے لطف و کرم سے پریشانی کے بھنور سے بچائیے

جگر رشیم درون خستہ دل اندر لطف تو بستہ

تو ہم از غایت احساں دوا بخشی و درمانی

میرا جگر زخمی اندرون خستہ دل میں آپ کا لطف ہے آپ اپنی عنایت و احسان سے دوا بھی بخشیں اور شفا بھی
 تراچوں من ہزاراں بندہ مستند در عالم مراجعہ آسانت نیست اگر خوانی و گردانی
 جہاں میں مجھ جیسے ہزاروں غلام ہیں آپکے، لیکن میرے لیے آپکے آستانے کے سوا اور کوئی ٹھکانہ نہیں خواہ بلائیں یا مٹائیں
 ندارم اندریں عالم بجز درد و غم شدت خلاصی وہ ازیں محنت کہ دارم صد پریشانی
 اس جہاں میں سوائے درد و غم اور رنج و سختی کے اور مجھے کچھ حاصل نہیں مجھے سو پریشانی سے خلاصی بخشیں
 منم سائل بجز تو نیست غمخوارم کہ گیرد دست برحمت کن نظر بر من توئی مختار سبحانی
 میں سائل ہوں آپ کے سوا میرا کوئی غمخوار نہیں کون مدد کرے آپ مختار الہی ہیں مجھ پر نظر برحمت کیجئے
 سگ درگاہ جیلاں شوچو خواہی قرب بانی کہ بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی
 اگر قرب الہی چاہتا ہے تو درگاہ جیلاں کا کتابن جا، کیونکہ درگاہ جیلانی کا کتا شیروں سے افضل ہے

قضائے بندہ عاجز فتادہ بر سر کویت

یہ عاجز بندہ آپ کے کوچہ میں افتادہ پڑا ہے

عجب نبود اگر ایں بندہ را خورشید گردانی

کچھ عجب نہیں اگر آپ ذرہ کو آفتاب بنا دیں

ساتویں منقبت

از

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

غوثِ اعظم دسیلِ راہِ یقین کن نصیحتیں رہبرِ اکابر دیں
 غوثِ اعظم راہِ یقین کی دلیل ہیں او یقیناً دین کے اکابرین کے رہنما ہیں
 شیخ دارین ہادی ثقلین زبدۂ آلِ سید کونین
 دو جہان کے سردار اور جن دانس کے ہادی اور سید کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی آل ہیں
 بادشاہِ ممالکِ قربت راہِ نورِ مسالکِ قربت
 قربِ الہی کے مالک کے بادشاہ ہیں اور قرب کی راہوں کے راہنما ہیں ،
 اوست درجہ اولیاءِ ممتاز چو پیمبر در انبیاءِ ممتاز
 آپ تمام اولیاءِ اللہ میں اس طرح ممتاز ہیں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء میں ممتاز ہیں
 اولیاءِ بندہ اش از دلِ جاں قدم او بگردنِ ایشان
 اولیاءِ اللہ آپ کے دل و جان سے غلام ہیں اور آپ کا قدم مبارک ان کی گردنوں پہ ہے
 وصفِ تعریفِ او ز من نہ بجزوست خود کراماتِ او معترفِ اوست
 آپ کا وصف اور تعریف بیان کرنے سے میں قاصر ہوں خود آپ کی کرامات آپ کے وصف کی دلیل ہیں
 من کہ پروردہ نوالِ دیم عاجز از مدحتِ کمالِ دیم
 میں آپ ہی کے کرم سے پرورش پا رہا ہوں اور آپ کی مدحت و کمال بیان کرنے سے عاجز ہوں
 ہمہ دم غرقِ بحرِ احسانم اے فدائے درخشِ دلِ جہانم
 ہر دم آپ کے احسانات کے سمندر میں غرق ہوں آپ کے دریا قدس پر دل و جان سے فدا ہوں

در دو عالم با دست امیدم
 دونوں عالم میں آپ ہی سے امید ہے
 ہمت باوے امید جاویدم
 اور ہمیشہ آپ کے کرم کا امیدوار ہوں

آٹھویں منبقت
از

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ

از رہ فقر و فنا گوئی شہر بحر و برم تا بجان و دل گدائے شیخ عبدالقادر

سلسلہ طریقت میں جب سے میں بدل و جان شہنشاہ بغداد کا گدا بن گیا ہوں تو گویا مجھے بحر و بر کی بادشاہت مل گئی

ہست دائم در طواف کعبہ کوشش دلم در رہ صدق و صفا اینست حج اکبرم

میرا دل ہر وقت آپکے کوچے کا طواف کر رہا ہے پاکیزگی اور سچائی کے راستے میں یہ میرا حج اکبر ہے

چشم من تا از ہوائے خلد کوش کوثر است آب حسرت میخورد در ضواں حوض کوثرم

میری آنکھ جب تک ان کے کوچے کی جنت کی ہوائے کوثر بنی ہوئی ہے دار و نعت جنت حسرت کا پانی میرے حوض کوثر سے پیتا ہے

مے نم گریاں رخ خود بردت ہر صبح و شام رخصتے بر روی گرد آلودہ چشم ترم

میں ہر صبح و شام بحالت گریہ زاری آپکی چوکت پاک پر سر رکھے پڑا ہوں میرے غبار آلود چہرہ اور چشم پر ایک نظر رحمت فرمائیے

چند روزے شد کہ محروم ازاں روم رام جلوہ جاں پرورم فرما کہ تا جاں پرورم

کتنے روز ہو گئے ہیں کہ میں ان کے رخ انور سے محروم ہوں مر گیا ہوں میری جان کو پانے والا جلوہ فرمائیے کہ میں اپنی جان کو پال

اے صبا از من باں سلطان گیلانی بگو سو ختم کنوں بیا بر باددہ خاک ترم

اے باد صبا میری طرف سے شاہ جیلانی کو کدے میں جل چکا ہوں میری راکھ کو ہوا میں اڑا دیجئے

مردم از غم العیاش اے غوث الاعظم الغیاش وقت آں آمد کہ بنامی جمال انورم

میں غم سے مر گیا مدد فرمائیے اے بہت بڑے فریاد رس، وہ وقت آگیا کہ آپ مجھے جمال جہاں تاب دکھلائیے

گر نہ مے بینی کنوں سویم زین حرمت جائے آں دارد کہ در دنیا نہ بینی دیگرم

اگر آپ میری طرف اب چشم عنایت سے نہیں دیکھتے تو اس مقام پر آپ دوبارہ مجھے دنیا ہی میں نہ دکھیں گے (میں مر گیا ہی بہتر)

بے جمال جانفزایت زندگانی مشکل است رحمتے ورنہ تن وایں جامہ یاہم میسر

آپ کے جن جانفزا کی دید کے بغیر جیسا شکل ہے رحم فرمائیے ورنہ میں اس حیم اور لباس دونوں کو پھاڑ ڈالوں گا ،

نیست یا غوثا بمن جرم و گناہ از ہیج رو روکش از من کہ بس بیدل خراب ابرم

اے میرے دستگیر کس دوسے میرا کوئی جرم اور گناہ نہیں مجھ سے منہ نہ پھیرے کہ میں بہت نگیں خراب اور بے حال میں ہوں

کردے پرواز بر گلزار رویت چوں ہزار چوں پر م سنگ جفا بشکست کنوں چوں لم

میں تو بلبل کی طرح آپ کے گلزار رویت پر پرواز کرتا تھا جب جفا کے پتھر نے میرے پر توڑ دیئے تو اب میں کیسے اڑوں

شد ز تاب آتش غم تن مرا انگشت سال ہست کوئی خرقہ ماتم ز حسرت در برم

آتش غم کی سوزش سے میرا جسم انگلی کی مانند ہو گیا گویا کہ میں حسرت سے لباس ماتم پہنے ہوئے ہوں ،

یکدم اے خضر مبارک پئے قدم از راہ ^{لطف} نہ بروئے من چه شد آخر ہماں خاک درم

اے مبارک پشانی خضر ایک گھڑی کیلئے از راہ لطف اپنا قدم مبارک میرے چہرے پر رکھ دیجئے کیا ہوا آخر میں آپ کے رکے کی خاک ہی ہوں

گر گناہے رفتہ باشد تو بہا کر دم ز سر عذر من بہ پذیرد از لطف افسر ب سرم

اگر مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا تو میں نے کئی سچی توبہ کی ہے میرا عذر قبول فرمائیے اور مہربانی کر کے میرے سر پر روایت کا تاج رکھیے

چہیت در پیش کرم ہائے تو جرم غزبتی الکریم یا غوث اعظم بالترحم الکریم

حضور کے فضل و کرم کے سامنے غزبتی (ابوالمعالی) کے جرم کی کیا حقیقت ہے یا غوث اعظم اپنی رحمت سے مجھ پر کرم فرمائیے

نویں منقبت

از

حضرت شاہ ابوالمعالیؒ

تشنہ لب گریاں بسوئے بحر عرفاں میروم
سرزدہ چوں سیل اشکِ خود بافغاں میروم

شربتِ دیدار کا پایا ساگریہ دزاری آہ و فغاں کرتے ہوئے یکایک اپنے آنسوؤں کی دانی کی طرح معرفت کے سمندر کی طرف جا رہا ہوں

پانچا رخا رہ در راہ فنا بر بوئے او
گشتہ ام دیوانہ و گریاں و خندہ میروم

پاؤں میں کانٹے اور پتھر راہ فنا میں ان کی خوشبو پر دیوانہ ہو گیا ہوں اور روتے ہنستے جا رہا ہوں،

حاجے بغداد گیلانم ز شوقِ خورش
کہ سوئے بغداد گاہے سوئے گیلان میروم

میں بغداد شریف اور جیلانِ معلّے کا حاجی ہوں جناب کے شوقِ وصال سے کبھی جانبِ بغداد اور کبھی جیلان کی طرف جا رہا ہوں

ہم عرب شد ہم عجم صید تو اے ترکِ عجم
برایسز خویشِ رحمتے کن کہ حیران میروم

اے محبوبِ عجم عرب آپکے تیز نگاہ کا شکار ہو چکے ہیں اپنے قیدی پر رحم فرمائیے کیونکہ میں پریشان حال جا رہا ہوں

بادل پر خون و چشمِ خونِ فشاں در راہ او
میروم زانساں کہ کوئی در گلستان میروم

خون کی راہِ محبت میں نہایت غمزدہ دل کے ساتھ اور آنکھوں سے خونی آنسو بہاتے ہوئے اس طرح خوش و غم جا رہا ہوں کہ دیکھنے والا کہ کوئی باغ میں جا

باسگانِ کوئے او عقدِ محبت بستہ ام
ہر دم از روئے وفا سوئے مجاں میروم

آپکے کوچہِ قدس کے کتوں سے میں نے رشتہ محبت استوار کر لیا ہے اور ایک وفا کیشِ محب کی طرح اپنے محبوبوں کی طرف جا رہا ہوں

غزبتی آلِ سرودِ خضرِ مبارک پے کجا است
تا شود رہبر کہ سوئے آبِ حیاں میروم

اے غزبتی (ابوالمعالی) وہ سرودِ قد اور مبارک پیشانی والے خضر کہاں ہیں خدا کرے کہ وہ مل جائیں تاکہ وہ میری رہنمائی

فرمائیں کیونکہ میں چشمِ آبِ حیات کی طرف جا رہا ہوں

دسویں منقبت
از
شاہ ابوالمعالیؒ

گر کے واللہ بعالم از مے عرفانی است
از طفیل شہ عبدالقادر گیلانی است
بخدا اگر کسی کو جہان میں شراب معرفت ایسہ حال ہوتی تو جناب بادشاہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے طفیل حاصل ہوتی ہے
ہر کہ نامد از رہ او در حریم راز عشق
پہچو سینا راہ نمے باید کہ ہاں شیطانی است
جو کوئی راز عشق کے حریم میں اس کی راہ سے نہ آئے وہ بوعلی سینا کی طرح راہ نہیں پاتا کیونکہ وہ شیطانی ہے
شیخ فرقانی یکے از فرقہ پوشان دست
زاں جہت اور القب در مردماں فرقانی است
شیخ ابوالحسن فرقانی کا لقب فرقانی اس لیے لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں حضور نے فرقہ پنیایا
سہروردی نیز ملتانی است پیش درگہش
کہ چہ اور اصد ہزاراں بندہ چوں ملتانی است
شہاب الدین سہروردی بہاء الدین زکریا ملتانی حضور کی بارگاہ کے خادم ہیں ان جیسے لاکھوں حضور کے خادم ہیں
ہست ہر دم جلوہ گر از چہرہ اش حسن
زا بنجالش مصطفیٰ راحت و ریحانی است
آپ کے چہرہ نور سے ہر دم امام حسن کا حسن جلوہ گر ہے لہذا آپ کا حسن جمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کیلئے باعث راحت
صد انا الحق گو بتائید جانتہائے اوست
فارغ از درسیاست غافل از زندانی است
ان کی جانتوں کی تائید کے ساتھ سو بار انا الحق کہ سیاہ سولی سے فارغ اور قید سے بے فکر رہے
مسلمی رایا شہ گیلانی از لطف و کرم
سوئے خود آوازہ کن در ماندہ از حیرانی است
یا شہ جیلاں از رہ لطف و کرم مسلمی (ابوالمعالی) کو اپنی طرف بلا لیجئے جو کہ حیرانی کے سبب پیچھے رہ گیا ہے۔

گیارہویں منقبت

از

شیخ نور اللہ سورتی

ہاں ز طوفانِ معاصی کشتی مارا چہ غم ناخدا شد غوثِ اعظم شد مددِ دزد و مدبم

گناہوں کے طوفانِ ہماری کشتی کو کیا غم جبکہ اس کشتی کے ناخدا حضور غوثِ اعظم ہیں ہر لحظہ ہر لمحہ ہماری مدد فرما رہے ہیں

باش تا فردائے محشر پیشِ رب العالیں غوثِ اعظم را بہ بیستی بابنی زیرِ علم

کل روز قیامت دیکھ لینا کہ جس وقت شہنشاہِ دو جہاں لوائے حمد لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے تشریف فرما ہونگے تو

ان کے ہمراہ اس جھنڈے کے نیچے حضور غوثِ اعظم بھی ہونگے

غوثِ اعظم غوثِ اعظم جملہ گویند اہلِ حشر ہم موافق ہم مخالف ہم مشائخِ دمیدم

جملہ اہلِ محشر غوثِ اعظم غوثِ اعظم پکارینگے کیا آپ کے ماننے والے کیا مخالف کیا مشائخِ سب کے سب ہر لمحہ آپ سے فریاد کریں گے

گر نہ بینی در نبوتِ مصطفیٰ را ہمقریں شیخِ محی الدین ندارد ثانی خود نیز ہم

جس طرح انبیاء میں حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی ثانی نہیں ہے اسی طرح حضور غوثِ اعظم کا بھی اولیاء میں کوئی ثانی نہیں آپ اپنی شان میں لکھتے ہیں

کز کمالاتِ تصرفہا کہ خاصِ شانِ اوست گر کہے خواہد بیاں کردن نگر دوشش و کم

منجملہ آپ کے حیرت انگیز کمالات و تصرفات جو خاص آپ کی شان کے مطابق ہیں کوئی شخص تھوڑا بہت بھی ذکر کرنا چاہے تو اس کیلئے ناممکن ہے

نہ فلک اوراق گردد ہفت بحر آید داد ہم شجرِ اقلام و کاتب ہر کرا نطق است و فم

اگر نو آسمان کاغذ بن جائیں اور سات سمندر سیاہی اور تمام درخت قلم بن جائیں اور تمام مخلوق جب کو قوت گوئی ملی ہے وہ سب مل کر

عز و قدرِ حضرت سلطانِ محی الدین سپر گر رقم گردد ہتوز از عشر عشرین است کم

حضرت سلطانِ محی الدین سپر پیراں کی قدر و منزلت کو ضبطِ تحریر میں لانا چاہیں تو اس کا ایک جزو بھی احاطہ تحریر میں نہیں لائیں

دسواں باب

اپ کے قصائد شریف

آپ کے قصائد شریفہ

اس باب میں حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نو قصیدے جن میں آپ کا مشہور قصیدہ غوثیہ بھی شامل ہے پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان میں سے اکثر قصیدے نایاب ہیں۔ عاشقانِ غوثِ اعظم کے ذوق کی تسکین کے لیے یہ قصائد شریفہ ترجمے اور ضرورت کے مطابق تشریح کے ساتھ پیش کیے جا رہے ہیں۔ ان قصائد میں حضور غوثِ اعظم نے اپنے عظیم الشان مرتبے کی طرف نشاندہی فرمائی ہے جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا تھا اور ساتھ ہی اپنے مریدوں کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے جیسا کہ آپ کی عادت کریمہ ہے قصائد شریفہ کے سلسلے میں ایک وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ اچھے خاصے سمجھدار لوگ بھی اس خدشے کا اظہار کر بیٹھتے ہیں کہ اپنی آپ تعریف کرنا خود پسندی اور خود نمائی کے مترادف ہے تو حضرت شیخ نے اپنی تعریف کیوں فرمائی۔ اس کے جواب میں چند وجوہات ذیل میں بیان کی جا رہی ہیں۔

۱۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنے انعامات و اکرامات سے نوازے تو تحدیثِ نعمت کے طور پر ان نعمتوں کا کچھ اظہار بھی ضروری ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک صاحبِ ثروت صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن کر حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں تاکید فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے جو تم کو نعمتیں دی ہیں ان کا شکر یے کے طور پر اظہار بھی ضروری ہے لہذا تم حسب استطاعت اچھے کپڑے پہنا کر واپس حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ نے جو بے انتہا انعامات کیے اور قرب و معرفت کے عظیم الشان مراتب عطا فرمائے ان میں سے

بعض کو تحدیثِ نعمت کے طور پر آپ نے اپنے قصائد میں بیان فرمائے۔

۲۔ حضورِ غوثِ اعظمؒ نے اپنے ایک قصیدے میں فرمایا ہے :
 وَمَا قُلْتُ هَذَا الْقَوْلَ فَخْرًا وَإِنَّمَا
 أَتَى الْإِذْنَ حَتَّى يَبْعُرَ فَوْنَ حَقِيقَتِي
 اور میں نے یہ بات بطورِ فخر نہیں کہی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ میری
 حقیقت کو پہچان لیں۔

پس معلوم ہوا کہ حضرت شیخ کے قصائد اور جو کچھ بھی آپ نے ان کے علاوہ
 فرمایا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھے اور خواہشِ نفس سے نہ تھے، حضور
 غوثِ اعظمؒ نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے قسم نہیں دیتا، نہ میں کھاتا
 ہوں نہ پیتا ہوں اور نہ کوئی بات کرتا ہوں۔ پس معلوم ہوا کہ آپ کی ہر بات
 اذنِ الہی کے مطابق ہوتی ہے لہذا قصائد شریفہ بھی اذنِ الہی کے مطابق
 ہی ہیں۔

۳۔ جس طرح حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنی تعریف آپ فرمائی ہے کیونکہ مخلوق
 اس کی ایسی تعریف نہیں کر سکتی جیسی کہ اس نے خود اپنی تعریف کی ہے
 اسی طرح حضرت شیخؒ نے اپنے اعلیٰ مراتبِ علو شان اور مقاماتِ رفیع کا جو
 ذکر خود فرمایا ہے وہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتے تھے لہذا کسی سے کیا
 بیان ہو سکتے تھے۔ بغیر فخر کے اگر حقیقت بیان کی جائے دوسروں کی آگاہی کے
 لیے تو کوئی حرج نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ آپ نے
 ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور یہ فخریہ نہیں کہتا اور قیامت کے
 روز لو ارا محمد میرے ہاتھ میں ہوگا اور یہ فخریہ نہیں کہتا، حضور غوثِ اعظمؒ نے بھی

قصیدے کے اس شعر میں جو وجہ نمبر ۲ کے ضمن میں پیش کیا گیا ہے یہی فرمایا ہے کہ میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کہی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ میری حقیقت کو پہچانیں۔

جو لوگ آپ کے قصائد شریفہ کو از قبیل شطیحات سمجھتے ہیں وہ غلطی پر ہیں یہاں تک کہ آپ کے واضح فرمان عالی قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کو بھی اسی قبیل سے سمجھتے ہیں۔ فتاویٰ مہریہ کے فتوے نمبر ۲ صفحہ ۴۵ پر حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کا سچا فرمان از قبیل شطیحات نہیں جیسا کہ کم ظرف لوگ کم حوصلگی کی وجہ سے ایسے دُعاویٰ کیا کرتے ہیں بلکہ مقام صحو و استقامت و تمکین میں بوجہ مامور ہونے کے ایسا فرمایا گیا اسی وجہ سے خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے بروقت صدور فرمان عالی سب سے پہلے سر تسلیم خم کر دیا۔

آپ کے قصائد شریفہ اور فارسی حمدیہ کلام اور چہل کاف اپنی مثال آپ ہیں، اور کمال یہ ہے کہ ان اشعار میں نہ کسی قسم کی مبالغہ آرائی ہے، اور نہ خلاف حقیقت کوئی بات۔ بلکہ ہر شعر سے علم و عرفان، اسرار و رموز کے موتی بکھر رہے ہیں اور آپ کا وہ طویل قصیدہ جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے ساتھ اس کی بارگاہ عالیہ میں استغاثہ فرمایا ہے انفرادی نوعیت کا حامل ہے

پہلا قصیدہ

قصیدہ غوثیہ

سَقَانِي الْحُبُّ كَأَسَاتِ الْوِصَالِ ۱ فَقُلْتُ لِخَيْرَتِي نَحْوِي تَعَالَى

عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے پس میں نے شراب سے کہا کہ اور میری طرف آ

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِي فِي كُوْوَسٍ ۲ فَهَمَّتْ بِسُكْرَتِي بَيْنَ الْمَوَالِي

ساغر پہ ساغر میرے پاس آتے رہے پس میں نے انہیں یا رانِ محفل کے ہمراہ عالمِ مستی میں نوش کیا

وَقُلْتُ لِسَائِرِ الْأَقْطَابِ لَمُوًّا ۳ بِمَحَانِي وَادْخُلُوا أَنْتُمْ رِجَالِي

میں نے سارے اقطاب کے کہا کہ آؤ میری دکانِ معرفت میں داخل ہو جاؤ کیونکہ تم میرے رفقاء ہو

وَهَيِّمُوا وَاشْرَبُوا أَنْتُمْ جُنُودِي ۴ فَسَاقِي الْقَوْمِ بِالْوَأْفَى مَلَائِي

ہمت کرو اور جامِ معرفت پیو کہ تم میرے لشکر کی ہو کیونکہ ساقی قوم نے میرے لیے لبالب جام بھر رکھے ہیں

شَرِبْتُمْ فَضْلِي مِنْ بَعْدِ سُكْرِي ۵ وَلَا نِلْتُمْ عَلَوِي وَاتِّصَالِي

میرے مست ہونے کے بعد تم نے میری بچی کچی شراب پی لی لیکن میرے بلند مرتبے اور مقامِ قرب کو نہ پا کے

مَقَامِكُمُ الْعُلَى جَمْعًا وَلَكِنْ ۶ مَقَامِي فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِي

اگرچہ تم سب کا مقام بلند ہے لیکن میرا مقام تمہارے مقام سے بہت بلند ہے اور ہمیشہ بلند رہے گا

أَنَا فِي حَضْرَةِ التَّقْرِيبِ وَحَدِي ۷ يُصَرِّفُنِي وَحَسْبِي ذُو الْجَلَالِ

میں بارگاہِ عالی میں کیا دیکھتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے درجہ بدرجہ ترقی دیتا ہے وہی میرے لیے کافی ہے

أَنَا الْبَارِزِيُّ أَشْهَبُ كُلِّ شَيْخٍ ۸ وَمَنْ ذَا فِي الرِّجَالِ اعْطَى مِثَالِي

میں تمام مشائخ کے درمیان ایسا ہوں جیسا بازارِ شہب پرندوں میں مردانِ خدا میں سے کون ہے بتلاؤ جو میری مثل ہو

كَسَا فِي خَلْعَةٍ بِطَرَا زِعْزِمٍ ۹ وَتَوَجَّجَنِي بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ خلعت پہنایا جس پر عزم کے پیل بوٹے تھے اور تمام کمالات کے تاج میرے سر پر رکھے

وَاطَّلَعَنِي عَلَى سِرِّ قَدِيمٍ ۱۰ وَقَلَّدَنِي وَاعْطَانِي سُؤَالِي

اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے رازِ قدیم سے آگاہ کیا اور مجھے عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے مانگا وہ عطا کیا

وَوَلَّانِي عَلَى الْأَقْطَابِ جَمْعًا ۱۱ فَحَكَمِي نَافِذٌ فِي كُلِّ حَالٍ

اور مجھے تمام اقطاب پر حاکم بنایا ، پس میرا حکم ہر حال میں جاری ہے

وَلَوْ الْقَيْتُ سِرِّي فِي مِحَارٍ ۱۲ لَصَارَ الْكُلُّ غَوْرًا فِي الزَّوَالِ

اگر میں اپنا راز سمندروں پر ڈالوں تو سب کا پانی جذب ہو کر خشک ہو جائے اور انکا نشان بھی باقی نہ رہے

وَلَوْ الْقَيْتُ سِرِّي فِي جِبَالٍ ۱۳ لَدُكَّتْ وَخْتَفَتْ بَيْنَ الرِّمَالِ

اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں مل جائیں کہ ان میں اور ریت میں فرق نہ ہو

فَلَوْ الْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ نَارٍ ۱۴ لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ فِي سِرِّ حَالٍ

اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو میرے راز سے بالکل سرد ہو جائے اور اس کا نام و نشان باقی نہ رہے

وَلَوْ الْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ مَيْتٍ ۱۵ لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلَى مَشَى لِي

اگر میں اپنا راز مردے پر ڈالوں تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اٹھ کھڑا ہو اور چلنے لگے ،

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ أَوْ ذُهُورٌ ۱۶ تَمُرٌ وَتَنْقِضِي إِلَّا أَتَى لِي

مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلا شک وہ میرے پاس ہو کر گزرتے ہیں ،

وَتُخْبِرُنِي بِمَا يَأْتِي وَيَجْرِي ۱۷ وَتُعَلِّمُنِي فَأَقْصِرُ عَنْ جِدَائِي

اور وہ مجھ کو گزرے ہوئے اور آیتوالے واقعات کی خبر دیتے ہیں اے منکر کرامت جھگڑے سے باز آ ،

مُرِيدِي هُمْ وَطِبُّ وَاسْطَحَّ وَغَنِي ۱۸ وَافْعَلْ مَا تَشَاءُ فَالِاسْمِ عَالِي

اے میرے مرید سرشار عشق الہی ہو اور خوش رہو اور بے پڑاہ ہو اور چاہے کہ کیونکہ تیری نسبت میرا نام سے ہے جو بہت بلند ہے
 مُرِيدِي لَا تَخَفَنَّ اللَّهُ رَجِي ۱۹ عَطَانِي رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِي

اے میرے مرید کسی سے مت ڈرو اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اس لئے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس سے میں اپنی مطلوبہ آرزوں کو پالیتا ہوں
 طُبُولِي فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ دَقَّتْ ۲۰ وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ كَدَبَا لِي

میرے نام کے ڈنکے آسمانوں اور زمین میں بج رہے ہیں اور نیک نعتی کے نقیب میرے لئے ظاہر ہو رہے ہیں
 بِلَادِ اللَّهِ مُلْكِي تَحْتِ حُكْمِي ۲۱ وَوَقْتِي قَبْلَ قَبْلِي قَدْ صَفَا لِي

اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرے زیر فرمان ہیں اور پیدا ہونے سے قبل ہی میرا وقت اللہ تعالیٰ نے مصنفے کر دیا تھا
 نَظَرْتُ إِلَى بِلَادِ اللَّهِ جَمْعًا ۲۲ كَخَرْدَلَةٍ عَلَى حُكْمِ اتِّصَالِي

میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو دیکھا تو سب بل کر رانی کے دانے کے برابر دکھائی دیئے
 وَكُلُّ وِلِيِّ لَهٗ قَدَمٌ وَآئِي ۲۳ عَلَى قَدَمِ النَّبِيِّ بَدْرِ الْكَمَالِ

ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہوں جو آسمان کمال کے بدر کمال ہیں
 دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتَّى صِرْتُ قُطْبًا ۲۴ وَنِلْتُ السَّعَادَةَ مِنْ مَوْلَى الْمَوَالِي

میں علم سیکھے سکھاتے قطب بن گیا اور یہ سعادت مجھے فضل الہی سے حاصل ہوئی ہے ،
 فَمَنْ فِي أَوْلِيَاءِ اللَّهِ مِثْلِي ۲۵ وَمَنْ فِي الْعِلْمِ وَالتَّصْرِيفِ حَالِي

پس اولیاء اللہ میں کون ہے جو میرے مثل ہے اور کون ہے جو علم اور تصرف میں میری ہمسری کرے
 رَجَالِي فِي هَوَاجِرِهِمْ صِيَامٌ ۲۶ وَفِي ظُلْمِ اللَّيَالِي كَاللُّؤَالِ ،

میرے مرید موسم گرما میں روزے رکھتے ہیں اور راتوں کی تاریکی میں (نور عبادت) سے موتیوں کی طرح چمکتے ہیں
 مُرِيدِي لَا تَخَفَنَّ وَأَشِي فَايِي ۲۷ عَزُومٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید کسی بد باطن مخالف سے نہ ڈرو کیونکہ لڑائی میں میں نہایت ثابت قدم اور دشمن کو ہلاک کرنے والا ہوں

أَنَا الْجَيْلِيُّ مُحْيِي الدِّينِ إِسْمِي ۲۸ وَأَعْلَامِي عَلَى رَأْسِ الْجِبَالِ

میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا لقب ہے اور میری عظمت کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر آرا

أَنَا الْحَسَنِيُّ وَالْمَخْدَعُ مَقَامِي ۲۹ وَأَقْدَامِي عَلَى عُنُقِ الرِّجَالِ

میں امام حسن کی اولاد سے ہوں اور مخدع میرا مقام ہے اور میرے قدم تمام اولیاء کی گردنوں پر ہیں ،

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُورِ إِسْمِي ۳۰ وَجَدِّي صَاحِبُ الْعَيْنِ الْكَمَالِ

اور عبد القادر میرا مشہور نام ہے اور میرے نانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حریشتہ کمال ہیں ۔

دوسرا قصیدہ

نظرتُ بَعَيْنِ الْفِكْرِ فِي حَانِ حَضْرَتِي ۱ حَبِيبًا تَجَلَّى لِلْقُلُوبِ فَحَنَّتْ

میں نے دوست کو اپنے قرب خاص کے وقت بحیثیتِ تفکر دیکھا وہ دلوں پر جلوہ گر ہوا تو دل اس کے مشتاق ہو گئے

سَقَانِي بِكَأْسٍ مِنْ مَدَامَةِ حُبِّهِ ۲ فَكَانَ مِنَ السَّاقِي خُمَارِي وَسُكْرِي

مجھے دوست نے اپنی شرابِ محبت کا جام پلایا پس میری مستی اور مدہ ہوشی ساقی ہی کی طرف سے ہے

يُنَادِ مِنْي فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ۳ وَمَا زَالَ يُرْعَانِي بِعَيْنِ الْمَوَدَّةِ

وہ ہر دن اور رات میں میرا ساتھی ہے اور ہمیشہ محبت کی نگاہ سے میری رعایت فرماتا ہے

ضَرِيحِي بَيْتُ اللَّهِ مَنْ جَاءَ زَارَهُ ۴ يَهْرُوْلُ لَهُ يَحْضِي بِعِزِّ وَرِفْعَةٍ

میرا قبر شریف اللہ کا گھر ہے جو اس کی زیارت کو آئیگا اور سعی کرے گا عزت و بلندی سے بہرہ ور ہوگا

وَسِرِّي سِرُّ اللَّهِ سَارٍ بِمَخْلِقِهِ ۵ فَلَذُ بِجَنَابِي إِنْ أَرَدْتَ مَوَدَّتِي

میرا باطن اللہ کا بھید ہے اس کی مخلوق میں سرایت کیے ہوئے ہے تو میری بارگاہ میں پناہ لے اگر میری دوستی چاہتا ہے

وَأَمْرِي أَمْرُ اللَّهِ إِنْ قُلْتَ كُنْ يَكُنْ ۶ وَكُلُّ بِأَمْرِ اللَّهِ فَاحْكَمْ بِقَدْرِي

اور میرا حکم اللہ کا حکم ہے اگر میں کہوں ہو جا تو ہو جاتا ہے اور میری یہ سب قدرت اللہ کے حکم سے ہے

وَأَصْبَحْتُ بِالْوَادِي الْمَقْدَسِ جَالِسًا ۷ عَلَى طُورِ سَيْنَا قَدْ سَمَوْتُ بِمَخْلَعَتِي

اور میں نے صبح کی وادیِ مقدس میں بیٹھے طور سینا پر اور میں اپنی پوشاک (مقام و مرتبہ) کے ساتھ اونچا ہو گیا

وَطَابَتْ لِي الْأَكْوَانُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۸ فَصِرْتُ لَهَا أَهْلًا بِصِحِّحِ نِيَّتِي

اور خوشگوار ہو گئے میرے لیے موجودات ہر پہلو سے پس میں اپنی صحت نیت کے سبب اس کے لیے اہل ہو گیا

فَلِي عِلْمٌ عَلَى ذُرْوَةِ الْمَجْدِ قَائِمٌ ۹ رَفِيعُ الْبِنَاتِ أَوْيَ لَهُ كُلُّ أُمَّةٍ

پس میرا جھنڈا قائم ہے بزرگی کی چوٹی پر اونچی بنیاد والا جس کی طرف ساری امت پناہ لیتی ہے
فَلَا عِلْمَ إِلَّا مِنَ الْمُحَاجِرِ وَرَدُّهَا ۱۰ وَلَا نَقْلَ إِلَّا مِنْ صَاحِبِ رِوَايَتِي

پس کوئی علم نہیں سوائے ان علوم کے سمندروں کے جن پر میں وارد ہوا ہوں اور کوئی روایت نہیں میری صحیح روایت
عَلَى الدُّرَّةِ الْبَيْضَاءِ كَانَ اجْتِمَاعَنَا ۱۱ وَفِي قَابِ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعُ الْأَجَّةِ

سفید موتی (روح محفوظ) کے سامنے ہمارا اجتماع تھا اور قاب قوسین (قرب خاص) میں دوستوں کا ملاپ
وَعَايَنْتُ إِسْرَافِيلَ وَاللَّوْحَ وَالرِّضَا ۱۲ وَشَاهَدْتُ أَنْوَارَ الْجَلَالِ بِنَظَرَتِي

اور میں نے اسرافیل اور لوح محفوظ اور رضائے الہی کا معائنہ کیا اور اپنی نظر سے انوار جلال کا مشاہدہ کیا
وَشَاهَدْتُ مَا فَوْقَ السَّمَوَاتِ كُلِّهَا ۱۳ كَذَا الْعَرْشِ وَالْكَرْسِيِّ فِي حِطِّي قَبْضَتِي

اور میں نے تمام آسمانوں کے اوپر کا مشاہدہ کیا، یونہی عرش اور کرسی میرے قبضے کی سپیٹ میں ہیں
وَأَقْطَابُهَا مِنْ تَحْتِ حُكْمِي وَطَاعَتِي ۱۴

اور اللہ تعالیٰ کے تمام شہر حقیقت میں میرے ملک ہیں اور اس کے تمام اقطاب میرے زیر فرمان و اطاعت ہیں
وَجُودِي سَرَى فِي سِرِّ السِّرِّ الْحَقِيقَةِ ۱۵ وَمَرَّتَبَتِي فَاقَتْ عَلِيَّ كُلَّ رُتَبَةٍ

اور میرے وجود نے حقیقت کے بھید کی پوشیدگی میں سیر کی اور میرا مرتبہ ہر مرتبے سے اونچا ہو گیا،
وَذِكْرِي جَلَا الْأَبْصَارَ بَعْدَ غَشَايَا ۱۶ وَأَحْيَا فُؤَادَ الصَّبِّ بَعْدَ الْقَطِيعَةِ

اور میرے ذکر نے اندھی آنکھوں کو روشن کر دیا اور عاشق کے دل کو زندہ کر دیا بعد انقطاع کے،
حَفِظْتُ جَمِيعَ الْعِلْمِ صِرْتُ طِرَازَهُ ۱۷ عَلَى خِلْعَةِ الشَّرِيفِ فِي حُسْنِ طَلْعَةٍ

میں نے سارے علم حفظ کر لیے اور اس کا زیور بن گیا لباس شرافت میں حسن صورت میں
قَطَعْتُ جَمِيعَ الْحُجُبِ لِلَّهِ صَاعِدًا ۱۸ فَمَا زِلْتُ أَرْقِي سَائِرًا فِي الْمَجَسَّةِ

میں نے ترقی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سب حجابات طے کر لیے پس میں ہمیشہ سب سے ترقی کرتا رہا

تَجَلَّى لِي السَّاقِي وَقَالَ الْحَقْمُ ۱۹ فَهَذَا شَرَابُ الْوَصْلِ فِي حَانَ حَضْرَتِي

میرے لیے ساقی نے جلوہ فرمایا اور کہا میری طرف کھڑے ہو جاؤ یہ لو شراب وصل میرے قرب خاص کے وقت
تَقَدَّمَ وَلَا تَخْشَا كَشَفْنَا جَابَنَا ۲۰ تَمَلُّ هِنِيًّا بِالشَّرْبِ وَرُؤْيِي

آگے بڑھو اور مت ڈرو ہم نے اپنے حجاب اٹھا دیئے ہیں شراب وصل اور میرے دیدار سے خوشگوار نفع اٹھاؤ
شَطَحَتْ بِهَا شَرْقًا وَغَرْبًا وَقِبْلَةً ۲۱ وَبَرًّا وَبِحَرَامٍ مِنْ نَفَائِسِ حَسْرَتِي

میں نے اپنی شراب وصل کے عمدہ حصے مشرق و مغرب آگے پیچھے بحر و بر میں پھیلا دیئے ہیں
وَلَا حَتَّى لِي الْأَسْرَارُ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۲۲ وَبَانَتْ لِي الْأَنْوَارُ مِنْ كُلِّ وَجْهَتِي

اور میرے لیے ہر طرف سے بھید ظاہر ہو گئے اور ہر جانب سے میرے لیے انوار ظاہر ہو گئے
وَشَاهَدَتْ مَعْنَى لَوْ بَدَأَ كَشْفُ سِرِّهِ ۲۳ بِصَمِّ الْجِبَالِ الرَّاسِيَاتِ لَدَكَّتِ

میں نے ایسی حقیقت کا مشاہدہ کیا کہ اگر اس کے بھید کا کھلنا سخت مضبوط پہاڑوں پر ظاہر ہو تو ریزہ ریزہ ہو جائیں۔

وَمَطَّلَعَ شَمْسِ الْأَفْقِ ثُمَّ مَغِيبَهَا ۲۴ وَأَقْطَارَ أَرْضِ اللَّهِ فِي حَالِ خَطْوَتِي

اور آسمانی سورج کے طلوع کا مقام پھر اس کے غروب ہونے کی جگہ اور اللہ تعالیٰ کی زمین کے کونے سے ایک کونے تک پہنچنے کا

أَقْبَلَهَا فِي رَاحَتِي كَكُورَةٍ ۲۵ أَطُوفُ بِهَا جَمْعًا عَلَى طَوْلٍ لَسَحَتِي

میں ان کو اپنے دونوں ہاتھوں میں ایک کچاوے کی طرح الٹ پلٹ کرتا ہوں سب کو آنکھ جھپکنے کی دیر میں

أَنَا قُطْبُ أَقْطَابِ الْوُجُودِ حَقِيقَةً ۲۶ عَلَى سَائِرِ الْأَقْطَابِ عِزِّي وَحَرَمَتِي

میں حقیقت میں اقطاب کائنات کا قطب ہوں، تمام اقطاب پر میری عزت و حرمت لازم ہے

تَوَسَّلْ بِنَا فِي كُلِّ هَوْلٍ وَشِدَّةٍ ۲۷ أَعِشْكَ فِي الْأَشْيَاءِ طَرًّا بِهَيْتِي

ہر خوف اور سختی میں ہمارا وسیلہ بگڑ، میں اپنی ہیبت کے ساتھ تمام چیزوں میں تیری مدد کروں گا،

أَنَا لِهَيْدِي حَافِظٌ مَا يَخَافُهُ ۲۸ وَأَحْرَسُهُ مِنْ كُلِّ شَرٍّ وَفِتْنَةٍ

میرا میری اذاما کانشرقاومغربا ۲۹ اغثه اذاما صار فی ابی بلدہ

میرا میری جب مشرق و مغرب میں ہوئیں اس کی مدد کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو ،
فیا منشد اللنظم قلبہ ولا تخف ۳۰ فانک محروس بعین العناية

پس اے اس قید کے پڑھنے والے اے پڑھ اور خوف نہ کر تو بلاشبہ چشم غنایت محفوظ ہے ،
فکن قادری الوقت لله مخلصا ۳۱ تعیش سعيده اصادقا لله حبه

پس تو وقت کا قادری ہو جا اللہ تعالیٰ کیلئے مخلص ، زندگی گزارے گا سعادت مند اور محبت میں سچا ہو کر
وجدی رسول الله اعني محمدا ۳۲ انا عبد قادر دام عزمی ورفعتی

اور میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میری مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ، میں

عبد القادر ہوں میری عزت و بلندی دائمی ہے

تیسرا قصیدہ

شَهِدْتُ بِأَنَّ اللَّهَ وَالِي الْوِلَايَةِ ۱ وَقَدْ مَنْنَ بِالتَّصْرِيفِ فِي كُلِّ حَالَةٍ

میں نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ والی ہے کل ولایت کا اور اس نے ہر حالت میں رد و بدل کا احسان فرمایا ہے

سَقَانِي رَبِّي مِنْ كُوْسٍ شَرَابِهِ ۲ وَأَسْكَرَنِي حَقًّا فَهَمَّتْ بِسَكْرَتِي

میرے رب نے مجھ کو اپنی شرابِ محبت کے پیالے پلائے اور درحقیقت اس نے مجھے مست کر دیا پس میں اپنی شرابِ معرفت سے ہوت گیا

وَمَلَكْنِي جَمَعَ الْجِنَانِ وَمَا حَوَتْ ۳ وَكُلُّ مُلُوكِ الْعَالَمِينَ رَعِيَّتِي

اور مجھے اس نے تمام دلوں کا اور جن اسرار پر دل عادی ہیں ان کا مالک بنایا اور جہانوں کے جملہ سلاطین میری رعیت ہیں

وَفِي حَائِنَا فَادْخُلْ تَرَى الْكَاسَ دَائِرًا ۴ وَمَا شَرَبَ الْعُشَّاقُ إِلَّا بِقِيَّتِي

اور ہماری شرابِ معرفت کی دکان میں داخل ہو تو پیالہ کو گھومتا دیکھے گا اور نہیں پیا عشاق نے مگر میرا پچا پچھا،

رَفِعتُ عَلَيَّ مِنْ يَدَيْ الْحُبِّ فِي الْوَرَى ۵ فَقَرَّبَنِي الْمَوْلَى وَفَزَّتْ بِنَظْرَةٍ

ہر مدعی محبت پر مخلوق میں مجھے اونچا کر دیا گیا، پھر دوست نے مجھے قریب کر لیا اور میں دیدار میں کامیاب ہو گیا

وَجَالَتْ خِيُولِي فِي الْأَرْضِ جَمِيعَهَا ۶ وَوَدَّقْتُ لِي الْكَاسَاتُ مِنْ كُلِّ وَجْهَةٍ

اور میری سلطنت کے گھوڑے زمین کے سب علاقوں میں دوڑ گئے اور مجھ سے (شرابِ محبت کی طلب میں) ہر طرف سے پیالے کھٹکے

وَوَدَّقْتُ لِي الْكَاسَاتُ فِي الْأَرْضِ وَالسَّمَاءِ ۷ وَأَهْلُ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ تَعْلَمُ سَطْوَتِي

اور مجھ سے (طلب کیلئے) زمین اور آسمانوں میں سارے کھٹکائے گئے اور آسمانوں اور زمین والے میری شانِ جلالت کو جانتے ہیں

وَشَأْوُسُ مُلْكِي سَارَ شَرْقًا وَمَغْرِبًا ۸ وَصِرْتُ لِأَهْلِ الْكَرْبِ غَوْنًا وَرَحْمَةً

اور میری حکومت کے نقیب مشرق و مغرب میں گھوم گئے اور میں دکھوں کیلئے دستگیر اور رحمت والا ہو گیا

وَمَنْ كَانَ قَبْلِي يَدْعِي فَيَكْمُرُ الْهُوَى ۹ يُطَاوِلُنِي إِنْ كَانَ يَقْوَمُ لِسَطْوَتِي

اور جو میرے پہلے میری تعریف کرتے تھے وہ اب میری تعریف نہیں کرتے کیونکہ میری سلطنت کی طاقت نے ان کو ہار دیا ہے

اور مجھ سے پہلے جو تم میں دعویٰ عشق کرتا تھا اگرچہ طاقتور تھا میرے دبدبے کے سبب ٹال مٹول کرتا ہے
 شَرِبْتُ بِكَاسَاتِ الْغَرَامِ سُلَافَةً ۱۰ بِهَا انْعَشْتُ قَلْبِي وَجِسِي وَمَهَجْتِي

میں نے بہترین شراب معرفت محبت کے پیالوں پی ہے اور اسی کے ساتھ میں نے اپنے دل اور جسم و جان کو بلند کیا ہے

وَقَفْتُ بِبَابِ اللَّهِ وَحَدِي مَوْحِدًا ۱۱ وَنُودِيْتُ يَا جِيلَانِي ادْخُلْ لِحَضْرَتِي

میں تنہا اللہ تعالیٰ کو ایک جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور مجھے پکارا گیا اے جیلانی میری حضوری کیلئے داخل ہو

وَنُودِيْتُ يَا جِيلَانِي ادْخُلْ وَلَا خَفَّ ۱۲ عَطِيْتُ اللّٰوِي مِنْ قَبْلِ اَهْلِ الْعِنَايَةِ

اور مجھے پکارا گیا اے جیلانی داخل ہو اور مت ڈرو میں اہل عنایت سے پہلے جھنڈا دیا گیا ہوں

ذَرَاعِي مِنْ فَوْقِ السَّمَوَاتِ كُلِّهَا ۱۳ وَمِنْ تَحْتِ بَطْنِ الْحَوْتِ اَمَدَّتْ رِحْتِي

میری کھائی سب آسمانوں کے اوپر سے ہے اور میں نے اپنا ہاتھ (زمین کے نیچے کی) مچھلی کے پیٹ کے نیچے دراز کر رکھا ہے

وَأَعْلَمُ نَبَاتِ الْأَرْضِ كَمَا هُوَ نَابِتٌ ۱۴ وَأَعْلَمُ رَمْلَ الْأَرْضِ كَمَا هُوَ رَمْلَةٌ

اور میں زمین کے اکاد کو جانتا ہوں کہ وہ کتنا اگا ہوا ہے اور میں زمین کی ریت کو جانتا ہوں کہ وہ کتنے ذرے ہیں

وَأَعْلَمُ عِلْمَ اللَّهِ أَحْصَى حُرُوفَهُ ۱۵ وَأَعْلَمُ مَوْجَ الْبَحْرِ كَمَا هُوَ مَوْجَةٌ

اور میں اللہ تعالیٰ کے علم کو جانتا ہوں مجھے اس کے حروف کا شمار ہے اور میں سمندر کی موجوں کو جانتا ہوں کہ وہ کتنی ہیں

وَلِي نَشْأَةٌ فِي الْحُبِّ مِنْ قَبْلِ آدَمَ ۱۶ وَسِرِّي سَرِي فِي الْكُونِ مِنْ قَبْلِ نَشْأَتِي

اور میری کو نپل محبت میں آدم سے پہلے ہے اور میرا بھید جہان میں میری پیدائش سے پہلے پوشیدہ ہے

وَسِرِّي فِي الْعُلْيَا بِنُورِ مُحَمَّدٍ ۱۷ فَكُنَّا بِسِرِّ اللَّهِ قَبْلَ النَّبُوَّةِ

اور میرا بھید بلندی میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کے ساتھ تھا۔ پس ہم اللہ کے بھید میں نبوت سے پہلے تھے ،

مَلَكَتُ بِلَادَ اللَّهِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا ۱۸ وَإِنْ شِئْتُ أَفْنَيْتُ الْأَنَامَ بِلِحْظَتِي

میں اللہ کے شہروں کے مشرق و مغرب کا مالک ہو گیا اور اگر میں چاہوں تو لوگوں کو اپنی آنکھ بھپکنے میں فنا کر دوں

وَقَالُوا فَاَنْتَ الْقُتْبُ قُلْتَ مُشَاهِدًا ۱۹ وَاَتْلُوْكَتَابَ اللّٰهِ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ

اور انہوں نے کہا کہ آپ قطب ہیں میں نے مشاہدہ کرتے ہوئے کہا کہ میں ہر گھڑی اللہ کی لکھت پڑھتا ہوں

وَنَاظِرُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا قَدَرَاَيْتُ مِنْ شَهُوْدٍ بِمَقَلَةٍ ۲۰

اور میں لوح محفوظ میں ہر نشانی دیکھنے والا ہوں اور جو میں نے اپنی آنکھ سے ظاہر دیکھا ہے

فَمَنْ كَانَ يَهُودًا نَّاجِيًّا لِمَجَلَّتْنَا ۲۱ وَيَدْخُلُ حِي السَّادَاتِ يَلْقَى الْغَنِيْمَةَ

تو جو ہم سے محبت رکھتا ہے ہمارے پاس آجاتے اور سادات کی چراگاہ میں داخل ہو جائے غنیمت پالے گا،

وَقَالُوْا يَا هٰذَا تَرَكْتَ صَلَاتَكَ ۲۲ وَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنِيْ اُصَلِّيْ بِمَكَّةَ

اور وہ بولے یہ تم نے اپنی نماز چھوڑ دی ہے اور انہوں نے جانا نہیں کہ میں تو نماز مکہ شریف میں پڑھتا ہوں،

وَلَا جَامِعٌ اِلَّا وِلْيٌ فِيْهِ مِنْبَرٌ ۲۳ وَلَا مِنْبَرٌ اِلَّا وِلْيٌ فِيْهِ خُطْبَتِيْ

اور کوئی جامع مسجد نہیں مگر یہ کہ اس میں میرا منبر ہے اور کوئی منبر نہیں مگر یہ کہ اس میں میرا خطبہ ہے۔

وَلَا عَالِمٌ اِلَّا بِعِلْمِيْ عَالِمٌ ۲۴ وَلَا سَالِكٌ اِلَّا بِفَرْضِيْ وَسُنَّتِيْ

اور کوئی عالم نہیں مگر میرے علم کے ساتھ عالم ہے اور کوئی سالک نہیں مگر میرے فرض و سنت کے ساتھ،

وَلَوْ لَا رَسُوْلُ اللّٰهِ بِالْعَهْدِ سَابِقًا ۲۵ لَا اَغْلَقْتُ بُيَاْنَ الْجَحِيْمِ بِعَظْمَتِيْ

اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد سابق (بخشش امت کیلئے) نہ ہوتا تو میں ضرور اپنی عظمت کی وجہ سے عمارت جہنم کے دروازے بند کر دیتا

مُرِيْدِيْ لَكَ الْبُشْرَى تَكُوْنُ عَلٰى الْوَفَا ۲۶ اِذَا كُنْتَ فِيْ هِمِّ اُغْنٰكَ بِهِمَّتِيْ

اے میرے مرید تیرے لیے خوشخبری ہے تو وفادار رہ جبکہ جو غم میں ہو گا میں اپنی ہمت کے ساتھ تیری دستگیری کروں گا

مُرِيْدِيْ تَمَسِّكُ بِيْ وَكُنْ بِيْ وَاثِقًا ۲۷ لِاَحْيِكَ فِي الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ

اے میرے مرید میرے دامن کو مضبوطی سے تھام لے اور میرے ساتھ نچتے ارادے ہو تاکہ میں دنیا میں اور قیامت کے روز تیری حمایت کروں

اَنَا الْمُرِيْدِيْ حَافِظٌ مَا يَخَافُهُ ۲۸ وَاُنْجِيْهِ مِنْ شَرِّ الْاُمُوْرِ وَبَلُوَّةِ

میں اپنے مرید کا محافظ ہوں جس چیز سے کہ وہ ڈرے اور میں معاملات کی برائی اور سختی سے اسے نجات دلاتا ہوں
وَكُنُّ يَا مَرِيْدِي حَافِظًا لِعَهْوِدِنَا ۲۹ اَكُنُّ حَاضِرًا الْمِيْزَانَ يَوْمَ الْوَقِيْعَةِ

اور اے میرے مرید تو ہمارے وعدوں کا محافظ ہو جائیے بروز قیامت میزان پر حاضر ہوں گا

اَنَا كُنْتُ فِي الْعَلِيَا بْنِوَرٍ مُحَمَّدٍ ۳۰ وَفِي قَابِ قَوْسَيْنِ اجْتِمَاعِ الْاَلْحَبَةِ

میں بلندیوں میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا

اَنَا كُنْتُ مَعَ نُوحٍ اَشَاهِدُ فِي الْوَرَةِ ۳۱ بِحَارًا وَطُوفَانًا عَلَيَّ كَفِّ قُدْرَتِي

میں نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا مشاہدہ کرتا تھا مخلوق میں دریاؤں اور طوفان کا اپنے دستِ قدرت پر

وَكُنْتُ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ مُلْقَىٰ بِنَارِهِ ۳۲ وَمَا بَرِدَ النَّيْرَانِ اِلَّا بِدَعْوَتِي

اور میں ابراہیم کے ساتھ تھا جبکہ وہ آگ میں ڈالے گئے اور آگ ٹھنڈی نہ ہوئی مگر میری دعا سے

اَنَا كُنْتُ مَعَ رَاعِي الدَّبِيْحِ فِدَاءَهُ ۳۳ وَمَا نَزَلَ الْكَبْشَانَ اِلَّا بِفَتْوَتِي

میں اسمعیل کے والد کے ساتھ تھا انکے فدیے کے وقت اور مینڈھا نازل نہ ہوا مگر میری ہی جو امرودی کے سبب

اَنَا كُنْتُ مَعَ يَعْقُوْبَ فِي غَسْوَعَيْنِهِ ۳۴ وَمَا بَرِئَتْ عَيْنَاهُ اِلَّا بِفُلْتِي

میں یعقوب کے ساتھ تھا جبکہ ان کی آنکھ بند ہو گئی اور نہیں لوٹ آئیں ان کی آنکھیں مگر میرے لعابِ دہن سے

اَنَا كُنْتُ مَعَ اِدْرِيسَ لَمَّا رَتَقَى الْعَلَا ۳۵ وَاَقْعَدْتَهُ الْفِرْدَوْسَ اِحْسَنَ جَنَّتِي

میں ادریس کے ساتھ تھا جبکہ وہ بلندی پر چڑھے اور میں نے ان کو اپنی بہترین جنت میں بٹھا دیا ،

اَنَا كُنْتُ مَعَ مُوسَىٰ مُنَاجَاةَ رَبِّهِ ۳۶ وَمُوسَىٰ عَصَاهُ مِنْ عَصَايَ اَسْتَمَدَّتْ

میں موسیٰ کے ساتھ تھا جبکہ وہ اپنے رب سے مناجات کرتے تھے اور موسیٰ کا عصا میرے استمداد کے عصاؤں میں (ایک عصا تھا

اَنَا كُنْتُ مَعَ اَيُّوْبَ فِي زَمَنِ الْبَلَاءِ ۳۷ وَمَا بَرِئَتْ بِلَوَاهِ اِلَّا بِدَعْوَتِي

میں ایوب کے ساتھ تھا جبکہ وہ آزمائش میں مبتلا تھے اور ان کی بلا دور نہ ہوئی مگر میری دعا سے ۔

أَنَا كُنْتُ مَعَ عِيسَىٰ وَفِي الْمَهْدِ نَاطِقًا ۳۸ وَأَعْطَيْتُ دَاوُدَ حَلَاوَةَ نَعْمَةٍ
 میں عیسیٰ کے ساتھ تھا جبکہ وہ جھولے میں بولتے تھے اور میں نے ہی داؤد کو نغمے کی مٹھاس عطا کی ،

أَنَا الذَّاكِرُ الْمَذْكُورُ ذِكْرَ الذَّاكِرِ ۳۹ أَنَا الشَّاكِرُ الْمَشْكُورُ شُكْرًا بِنِعْمَةٍ
 میں مذکور کا ذاکر ہوں ذکر ہوں ذاکر کے لیے میں مشکور کا شاکر ہوں نعمت کا شکر ہوں

أَنَا الْعَاشِقُ الْمَعشُوقُ فِي كُلِّ مَضْمِرٍ ۴۰ أَنَا السَّامِعُ الْمَسْمُوعُ فِي كُلِّ نَعْمَةٍ
 میں عاشق ہر دل کے اندر معشوق ہوں میں سننے والا ہر نغمے کے اندر سنا گیا ہوں

أَنَا الْوَاحِدُ الْفَرْدُ الْكَبِيرُ بِذَاتِهِ ۴۱ أَنَا الْوَاصِفُ الْمَوْصُوفُ شَيْخُ الطَّرِيقَةِ
 میں اپنی ذات میں یگانہ اور سرد و کبیر ہوں میں صفت کرنے والا صفت کیا گیا شیخ طریقت ہوں

وَمَا قُلْتُ هَذَا الْقَوْلَ فُخْرًا وَلَا مَنًّا ۴۲ أَتَى الْإِذْنَ حَتَّى يَعْرِفُونَ حَقِيقَتِي
 اور میں نے یہ بات بطور فخر نہیں کہی بلکہ مجھے حکم آیا ہے یہاں تک کہ لوگ میری حقیقت کو پہچان لیں

وَمَا قُلْتُ حَتَّى قِيلَ لِي قُلْ وَلَا تَخَفْ ۴۳ فَأَنْتَ وَوَلِيِّ فِي مَقَامِ الْوَلَايَةِ
 اور میں نے نہیں کہا یہاں تک کہ مجھے کہا گیا کہ کہہ اور مت ڈر پس تو مقام ولایت میں میرا دوست ہے

وَإِنْ شَحَّتِ الْمِيزَانُ وَاللَّهُ نَالَهَا ۴۴ بَعَيْنِي عِنَايَاتِي وَلُطْفِ الْحَقِيقَةِ
 اور اگر میزان جھکا ہوا ہے بخدا سے پہنچی ہے میری عنایت کی نظر اور حقیقت کی مہربانی

حَوَائِجِكُمْ مَقْضِيَةٌ غَيْرَ أَنِّي ۴۵ أُرِيدُ كَمَا تَشَاءُ طَرِيقَ الْحَقِيقَةِ
 تمہاری حاجات پوری کی گئی ہیں سوائے اس کے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم حقیقت کی راہ چلو

نُوصِيكُمْ كُوسَ النَّفُوسِ لِأَنَّهَا ۴۶ مَرَاتِبُ عِزِّ عِنْدَ أَهْلِ الطَّرِيقَةِ
 میں تم کو کوس نفسی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ اہل طریقت کے نزدیک کے مراتب ہیں ۔

وَمَنْ حَدَّثَتْهُ نَفْسُهُ بِتَكْبُرٍ ۴۷ تَجِدُهُ صَغِيرًا فِي الْعِيُونِ الْأَقْلَمَةِ
 اور جو شخص کو کوس نفسی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ اہل طریقت کے نزدیک کے مراتب ہیں ۔

اور جس کا نفس اس سے تکبر کے ساتھ بات کرے تو اس کو حقیر لوگوں کی نظروں میں ذلیل پائے گا
 وَمَنْ كَانَ يَخْشَعُ فِي الصَّلَاةِ تَوَاضَعًا ۲۸ مَعَ اللَّهِ عَزَّتْهُ جَمِيعُ الْبَرِّيَّةِ
 اور جو عاجزی کرے نماز میں اللہ کے ساتھ تواضع کرتے ہوئے سب مخلوق اس کی عزت کرتی ہے۔

فَجَدِي رَسُولُ اللَّهِ طَهُ مُحَمَّدٌ

تو میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طہ محمد ہیں

أَنَا عَبْدُ الْقَادِرِ شَيْخُ كُلِّ طَرِيقَةٍ

میں عبد القادر ہر طریقت کا شیخ ہوں،

پوتھا قصیدہ

وہ عظیم الشان قصیدہ جس میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے ساتھ استغاثہ کیا گیا ہے

شَرَعْتُ بِتَوْحِيدِ الْإِلَهِ مُبَسِّمًا ۱ سَاخِئْتُ بِالذِّكْرِ الْحَمِيدِ مُجَمَّلًا

آغاز کیا میں نے توحید الہی کے ساتھ بسم اللہ پڑھ کر عنقریب اختتام کروں گا تعریف دینے کے ساتھ خوبصورتی سے

وَأَشْهَدُ أَنَّ اللَّهَ لَا رَبَّ غَيْرُهُ ۲ تَنْزَهُ عَنْ حَصْرِ الْعُقُولِ تَكْمَلًا

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پروردگار نہیں عقلوں کے احاطے سے وہ مکمل طور پر پاک ہے

وَأَرْسَلْنَا فِيْنَا أَحْمَدَ الْحَقَّ قَيِّدًا ۳ نَبِيًّا بِهِ قَامَ الْوُجُودُ قَدْ خَلَا

اور بھیجا ہم میں احمد مجتبیٰ کو حق کے ساتھ مرتبہ نبوت عطا کر کے جن کے سبب وجود کائنات قائم ہے اور وہ تشریف لے گئے

فَعَلَّمْنَا مِنْ كُلِّ خَيْرٍ مُؤَيِّدًا ۴ وَأَظْهَرَ فِيْنَا الْحِلْمَ وَالْعِلْمَ وَالْوَكَالَ

پس ہمیں ہر بھلائی سکھلائی جو تائید کی ہوتی ہے اور ہم میں بردباری، علم اور محبت کو ظاہر فرمایا

فِيَا طَالِبًا عِزًّا وَكَزًّا وَرِفْعَةً ۵ مِنْ اللَّهِ فَادْعُوهُ بِأَسْمَائِدِ الْعُلَا

پس اللہ سے عزت، خزانے اور بندی کے طالب اس کے بلند ناموں کے وسیلے سے دعا کر

فَقُلْ بِإِنْكَسَارٍ بَعْدَ طَهْرٍ وَقُرْبَةٍ ۶ فَاسْأَلْكَ اللَّهُمَّ نَصْرًا مُعْجَلًا

پس تو کہہ عاجزی کے ساتھ پاکیزگی اور عبادت کے بعد کہ اے اللہ میں تجھ سے جلد مدد کا سوال کرتا ہوں

بِحَقِّكَ يَا رَحْمَنُ بِالرَّحْمَةِ الَّتِي ۷ أَحَاطَتْ فَكُنْ لِي يَا رَحِيمٌ مُجَمَّلًا

بوسیدہ اپنے حق کے اے رحمن اس رحمت کے ساتھ جو احاطہ کیے ہوئے ہے اے رحیم مجھے اچھا کرنے

وَيَا مَلِكُ قُدُّوسٌ قَدِيسٌ سَرِيرٌ ۸ وَسَلِّمْ وَجُودِي يَا سَلَامٌ مِنَ الْبَلَا

اور اے بادشاہ نہایت پاک میرے باطن کو پاک کرنے اور اے سلامتی دینے والے میرے وجود کو بلاؤں سے سلامت رکھ

وَيَا مُؤْمِنُ هَبْ لِي أَمَانًا مُحَقَّقًا ۹ وَسِتْرًا جَمِيلًا يَا مُهَيِّمِنُ مَسِيلاً

اور اے امان دینے والے مجھے سچی امان عطا فرما اور اچھا دراز پرودہ اے نگہبان

عَزِيزٌ أَزَلَّ عَنِ نَفْسِي الدُّلَّ وَاجْمِنِي ۱۰ بِعِزِّكَ يَا جَبَّارُ مِنْ كُلِّ مُعْضِلًا

اے عزت والے میری ذات سے ذلت کو زائل کر دے اور اے عظمت والے بوسیلہ اپنی عزت کے ہر مشکل میں میری تھاکر

وَضَعُ جَمَلَةَ الْأَعْدَاءِ يَا مُتَكَبِّرُ ۱۱ وَيَا خَالِقُ خُذْ لِي عَنِ الشَّرِّ مَعِزًّا

اے بڑائی والے میرے تمام دشمنوں کو نیچا دکھا اور اے خالق مجھے ہر شر سے بچا،

وَيَا بَارِئُ النَّعْمَاءِ زِدْ فَيْضَ نِعْمَتِي ۱۲ أَفْضَتْ عَلَيْنَا يَا مُصَوِّرُ أَوْلَا

اے نعمتوں کے پیدا کرنے والے نعمتوں کا فیض زیادہ کر اے صورت بنانے والے ہم پر پہلے اضافہ فرما

رَجْوَتِكَ يَا غَفَّارٌ فَاقْبَلْ لِتَوْبَتِي ۱۳ بِقَهْرِكَ يَا قَهَّارُ شَيْطَانِي أَخْذَلَا

اے مغفرت فرمائیے میں نے تجھ سے امید رکھی پس میری توبہ قبول فرما اور اے غلبے والے اپنے قہر سے میرے شیطان کو ذلیل کر

بِحَقِّكَ يَا وَهَّابٌ عِلْمًا وَحِكْمَةً ۱۴ وَ لِلرِّزْقِ يَا رَزَّاقُ كُنْ لِي مُسَهِّلًا

اے دینے والے بوسیلہ اپنے حق کے علم و حکمت عطا فرما اور اے روزی دینے والے میرے لیے روزی آسان فرما

وَبِالْفَتْحِ يَا فَتَّاحُ نَوِّرْ بَصِيرَتِي ۱۵ وَ بِالْعِلْمِ نَلِّنِي يَا عَلِيمُ تَفَضُّلاً

اے کھولنے والے کاموں کے فتح کے ساتھ میری بصیرت کو روشن کر اور اے علم والے مجھے اپنے فضل سے علم عطا کر

وَيَا قَابِضُ اقْبِضْ قَلْبَ كُلِّ مَعَانِدٍ ۱۶ وَيَا بَاسِطُ ابْسُطْ بَاسِرَارِكَ الْعَلَا

اور اے بند کرنے والے ہر دشمن کے دل کو بند کر دے اور اے کھولنے والے اپنے بند بھیدوں کے ساتھ میرے سینے کو کھول دے

وَيَا خَافِضُ اخْفِضْ قَدْرَ كُلِّ مُنَافِقٍ ۱۷ وَيَا رَافِعُ ارْفَعْنِي بِرُوحِكَ أَثْقَلًا

اور اے پست کرنے والے ہر منافق کی قدر پست کر دے اور اے بلند کرنے والے اپنی بھاری روح کے ساتھ مجھے بلند کر دے

سَأَلْتُكَ عِزًّا يَا مُعِزُّ لَاهِلِهِ ۱۸ مُذِلُّ فَذِلِّ الظَّالِمِينَ مِنْكَ كَلًّا

اے عزت دینے والے اپنیوں کو میں تجھ سے عزت کا طالب ہوں اے ذلت دینے والے ظالموں کو عبرتناک طور پر ذلیل کر

فَعَلِمَكَ كَافٍ يَا سَمِيعُ فَكُنْ إِذَا ۱۹ بَصِيرًا بِحَالِي مُصْلِحًا مُتَقَبِّلًا

اے سننے والے تیرا علم کافی ہے جب تو میرے حال کا دیکھنے والا ہے پس ہو جا اس کو قبول کرنے والا سنوارنے والا

فِيَا حَكْمَ عَدَلٍ لَطِيفٍ بِخَلْقِهِ ۲۰ خَيْرٌ بِمَا يَخْفَىٰ وَمَا هُوَ مُجْتَلَا

پس اے فیصلہ کرنے والے انصاف کرنے والے اپنی مخلوق پر مہربان خبر رکھنے والا ہر پوشیدہ اور ظاہر کی

فَجَلَمَكَ قَصْدِي يَا حَلِيمٌ وَعَمْدَتِي ۲۱ وَأَنْتَ عَظِيمٌ عَظْمُ جُودِكَ قَدْ عَلَا

اے بردبار پس تیری بردباری میرا قصد و ارادہ ہے اور تو عظیم ہے تیری جود و عطا کی عظمت بلند ہو گئی

غَفُورٌ وَسَتَّارٌ عَلَىٰ كُلِّ مَذْنِبٍ ۲۲ شَكُورٌ عَلَىٰ أَحْبَابِهِ وَمَوْصِلًا

بخشنے والا پردہ پوش ہر گنہگار کا صلہ دینے والا اپنے دوستوں کا اور ملانے والا ،

عَلَىٰ وَقَدْ أَعْلَىٰ مَقَامَ حَبِيبِهِ ۲۳ كَثِيرٌ كَثِيرٌ الْخَيْرِ وَالْجُودِ مُجْزَلًا

بلند ہے اور اپنے حبیب کا مقام بلند کر دیا بڑا ہے بہت ہی خیر و بخشش والا بہت دینے والا ہے

حَفِيفٌ فَلَا شَيْءَ يَفُوتُ لِعِلْمِهِ ۲۴ هَقِيقَتٌ نَقِيبٌ لِّلْخَلْقِ أَعْلَىٰ وَأَسْفَلَ

حفاظت فرمائیے اس کے علم سے باہر نہیں قوت دینے والا نگہبان ہے بلند و پست مخلوق کا

فَحُكْمُكَ حَسْبِي يَا حَسِيبٌ تَوَلَّيْنِي ۲۵ وَأَنْتَ جَلِيلٌ كُنْ لِعَفْوِي مِنْكَ لَا

اے کفایت کرنے والے پس تیرا فیصلہ میرے لیے کافی ہے میری مدد فرما اور بزرگ ہے ہو جا میرے غم کا مٹانے والا

إِلَهِي تَوَكَّرِيْمًا أَنْتَ فَآكِرٌ مَّوَاهِبِي ۲۶ وَكُنْ لِعَدْوِي يَا رَقِيبٌ مُّجْنَدًا لَا

الہی تو کریم ہے پس مجھے عطیات بخش اور اے نگہبان میرے دشمن کو پچھاڑنے والا ہو جا

دَعْوَتِكَ يَا مَوْلَىٰ مُجِيبًا لِّمَنْ دَعَا ۲۷ قَدِيمٌ الْعَطَايَا وَأَسْعَ الْجُودِ فِي الْمَلَا

اے مالک قبول کرنے والے جو کوئی پکارے میں نے تجھے پکارا ہے اے قدیم عطاؤں والے کھلی بخشش والے عطاؤں میں ،

إِلٰهِ حَكِيمٌ أَنْتَ فَاحْكُمْ مَشَاهِدِي ۲۸ فَوَدُّكَ عِنْدِي يَا وَدُودَ تَنْزَلَا

الہی تو حکمت والا ہے میری حاضری کی جگہوں کا فیصلہ فرما لے دوست تیری محبت میرے پاس نازل ہو گئی

مَجِيدٌ فَهَبْ لِي الْمَجْدَ وَالسَّعَدَ وَالْوَلَا ۲۹ وَيَا بَاعِثُ ابْعَثْ نَصْرَ جِيشِي مَهْرًا وَلَا

بزرگی والے پس مجھے بزرگی و سعادت اور محبت عطا فرما اور اے بھیجنے والے میرے بھاگتے لشکر کی مدد بھیج

شَاهِدٌ عَلَى الْأَشْيَاءِ طَيِّبٌ مَشَاهِدِي ۳۰ وَحَقِّقْ لِي حَقَّ الْمَوَارِدِ مِنْهَا سَلَا

تو چیزوں پر گواہ ہے میرے حاضر ہونے کی جگہوں کو پاک کر دے اور میرے لیے پینے کے گھاٹوں کا حق ثابت کر دے

إِلٰهِ وَكِيلٌ أَنْتَ فَاقْضِ حَوَائِجِي ۳۱ وَتَكْفِنِي إِذَا كَانَ الْقَوِيُّ مُوَكَّلَا

الہی تو کارساز ہے پس میری حاجات کو پوری فرما اور وکیل جب قوی ہو تو کافی ہوتا ہے ،

مَتِينٌ فَمَتِّنْ ضَعْفَ حَوْلِي وَقُوَّتِي ۳۲ اَعِثُّ يَا وَاوِلِي عَبْدًا دَعَاكَ نَبْتًا

مضبوط میری طاقت و قوت کے ضعف کو مضبوط کر دے اے دست اپنے بندے کی مدد فرما اسے تجھے پکارا ہے دنیا سے منقطع ہو کر

حَمْدُكَ يَا مَوْلَى حَمِيدًا مُوَحِّدًا ۳۳ وَمُحْصِي زِلَّاتِ الْوَرَعِ وَمَعَدِلَا

اے مالک ہے ہوتے وحدانیت کا معتقد ہوتے ہوتے تیری تعریف کرتا ہوں اور مخلوق کی لغزشوں کو گھیرنے والے درست کر نیو اے

إِلٰهِ مُبْدِي الْفَتْحِ لِي أَنْتَ وَالْهَدْمِ ۳۴ مُعِيدٌ لِمَا فِي الْكُونِ إِنْ بَادَا وَخَلَا

الہی میرے لیے فتح اور ہدایت کے ظاہر فرما نیو اے کائنات کی ہر موجود اور گزری چیز کے دوبارہ پیدا کرنے والے

سَأَلْتُكَ يَا مُحْيِي حَيَاةٍ هَيْئَةً ۳۵ أُمَّتٌ يَا مُمِيتُ أَعْدَاءَ دِينِي مُعْجَلَا

اے زندگی دینے والے میں تجھ سے خوشگوار زندگی مانگتا ہوں اے موت دینے والے میرے دینی دشمنوں کو جلد موت دے

يَا حَيُّ أَحْيِ مَيِّتَ قَلْبِي بِذِكْرِكَ ۳۶ الْقَدِيمُ فَكُنْ قِيَوْمَ سِرِّي مُوَصِّلَا

اے زندہ میرے مردہ دل کو اپنے ذکر قدیم سے زندہ کر دے پس میرے بھید کو قائم کرنے والا ملانے والا ہو جا

وَيَا وَاجِدَ الْأَنْوَارِ أَوْجِدْ مَسْرَتِي ۳۷ وَيَا مَا جَدَّ الْأَنْوَارِ كُنْ لِي مُعْوَلَا

اے انوار کے موجود کرنے والے میری خوشی کو موجود کر اور اے انوار کی بزرگی والے میرا مددگار ہو جا ،
 وَيَا وَاحِدًا مَّا تَمَّ إِلَّا وَجُودُهُ ۳۸ وَيَا صَمَدًا قَامَ الْوَجُودَ بِهِ عِلًّا

اور اے یکتا جس کے سوا یہاں کوئی موجود نہیں اور اے بے نیاز جس سے تمام موجودات کو قیام ہے وہ بند ہے

وَيَا قَادِرُ ذَا الْبَطْشِ أَهْلِكَ عَدُونًا ۳۹ وَمُقْتَدِرُ قَدْرِ الْحَسَادِ نَا الْبَلَا

اور اے تو انا گرفت فرما تو اے ہمارے دشمن کو ہلاک کرے اور اے قدرت والے ہمارے حاسدوں کیلئے بلا مقدر کرے

وَقَدِّمُ لِسِرِّي يَا مُقَدِّمُ عَافِي ۴۰ مِنَ الضَّرِّ فَضْلًا يَا مُؤَخِّرُ ذَا الْعَلَا

اے آگے کرنے والے میرے بھید کو بڑھادے اور اے پیچھے کرنے والے بندی والے اپنے فضل سے مجھے تکلیف سے بچا

وَأَسْبِقُ لَنَا الْخَيْرَاتِ أَوَّلَ أَوْلَا ۴۱ وَيَا آخِرَ آخِرَتِي لِي أَمُوتُ مُهْلِلًا

اور اے اول پہلے ہماری نیکیوں کو سبقت دے اور اے آخر میرا خاتمہ کر کہ میں مروں تہلیل کرتے ہوئے۔

وَيَا ظَاهِرًا ظَهْرِي لِي مَعَارِفِكَ الَّتِي ۴۲ بِبَاطِنِ غَيْبِ الْغَيْبِ يَا بَاطِنًا وَكَأ

اور اے ظاہر اپنی معرفت کے مقامات ظاہر کر جو غیب الغیب کے باطن میں ہیں اور اے پوشیدہ دوستی والے

وَيَا وَالِي أَوَّلِ أَمْرِنَا كُلِّ نَاصِحِ ۴۳ وَيَا مَتَعَالِ ارْتِدَادِ وَأَصْلِحْ لَهُ الْوَلَا

اے کام بنانے والے ہر نصیحت کرنے والے ہمارا کام بنا دے اور اے بلند و برتر اس کیلئے دوستی سیدھی و درست کر دے

وَيَا بَرُّ يَا رَبَّ الْبَرِّ يَا وَمُوهِبِ ۴۴ الْعَطَايَا وَيَا تَوَّابُ تَبُّ وَتَقَبَّلَا

اور اے نیک کار اے پروردگار مخلوق کے اور عطائیں بخشنے والے اور اے توبہ قبول کرنے والے رجوع فرما اور قبول کر

وَمُنْتَقِمٌ مِنْ ظَالِمِي نَفْسِيهِمْ ۴۵ كَذَلِكَ عَفْوَانَتْ فَأَعْطِفْ تَفَضُّلًا

اور انتقام لینے والے میرے ظالموں کی جانوں سے تو اسی طرح معاف فرما تو اے پس اپنے فضل سے مجھے معاف فرما

عَطُوفٌ رُؤُوفٌ بِالْإِبَادِ وَمُسْعِفٌ ۴۶ لِمَنْ قَدَّ دَعَا يَا مَالِكُ الْمَلِكِ مَعْقِلًا

بندوں کے ساتھ شفقت مہربان اور پورا کرنے والا اس کے لیے جس نے پکارا اے ملک کے مالک جاتے پناہ

فَالْبَسْ لَنَا يَا ذَا الْجَلَالِ جَلَالَهٗ ۴۷ فَجُودُكَ وَالْإِكْرَامُ مَا زَالَ مُطْلَا

اے بزرگی والے ہمیں بزرگی کا لباس پہنا پس تیرا کرم موسلا دھار بارش کی طرح برسنے والا ہے ،

وَيَا مُقْسِطَ ثَبَّتْ عَلَى الْحَقِّ مُهْجَتِي ۴۸ وَيَا جَامِعُ اجْمَعْ لِي الْكَمَالَاتِ فِي الْمَلَا

اور اے انصاف کرنے والے میری جان کو حق پر ثابت رکھ اور اے جمع فرما کرنے والے میرے لیے اعلیٰ کمالات کو جمع فرما

إِلٰهِ غِنَىٰ أَنْتَ فَازْهَبْ لِفَاقَتِي ۴۹ وَمُغْنٍ فَاعْنِ فَقَرْنَفْسِي لِمَا خَلَا

الہی تو بے پرواہ ہے میرے افلاس کو دور کرے اور تو بے پڑاہ کرنے والا ہے میرے نفس کو ہر خواہش کی اقتیاج سے بے پرواہ کر دے

وَيَا مَانِعَ امْنَعْنِي مِنَ الذَّنْبِ فَاشْفِنِي ۵۰ عَنِ السُّوءِ مِمَّا قَدْ جَنَيْتُ تَعْمَلًا

اور اے روکنے والے مجھے ہر گناہ سے روک لے پھر مجھے بچا برائی سے جو میں نے عمداً کی ہے ۔

وَيَا ضَارِكُنَّ لِلْحَاسِدِينَ مَوْجِبًا ۵۱ وَيَا نَافِعَ انْفَعْنِي بِرُوحٍ مُّحْصَلًا

اور اے نقصان پہنچانے والے حسد کرنے والوں کا زبرد تو بین کرنے والا ہو اور اے نفع پہنچانے والے تائید کی ہوئی روح کیسا مجھے نفع پہنچا

وَيَا نُورَ أَنْتَ النُّورُ فِي كُلِّ مَا بَدَأَ ۵۲ وَيَا هَادِكُنَّ لِلنُّورِ فِي الْقَلْبِ مُشْعَلًا

اور اے نور تمام موجودات میں تیرا ہی نور ہے اور اے ہدایت دینے والے ہو جا نور قلب کا چمکانے والا

بَدِيعَ الْبَرَايَا أَرْجُو مِنْ فَيْضِ لُطْفِهِ ۵۳ وَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْتَ بَاقِي لَهٗ الْوَلَا

انوکھا پیدا کرنے والا مخلوق کا میں اس کے فیض لطف سے امید رکھتا ہوں اور تیرے سوا کوئی باقی نہیں اسی کیلئے ہے دوستی

وَيَا وَارِثُ اجْعَلْنِي لِعَلِيكَ وَارِثًا ۵۴ وَرُشْدًا أَنْبِئْنِي يَا رَشِيدُ تَجْمَلًا

اور اے وارث مجھے اپنے علم کا وارث بنا اور اے راست تدبیر والے مجھے اچھی شان شوکت عطا فرما ،

صَبُورٌ وَسَتَّارٌ فَوْقَ عَزِيمَتِي ۵۵ عَلَى الصَّبْرِ وَاجْعَلْ لِي اخْتِيَارًا مَزْمَلًا

تو تحمل والا اور پردہ پوش ہے پس تو فیق دے میرے عزم کو صبر کی اور مجھے اختیار دے کھولنے اور بند کرنے والا

بِأَسْمَائِكَ الْحُسْنَىٰ دَعْوَتِكَ سَيِّدِي ۵۶ وَأَيَّاتِكَ الْعُظْمَىٰ ابْتَهَلْتُ تَوْسَلًا

میرے مالک میں نے تیرے پیارے ناموں کے ساتھ تجھ کو پکارا ہے اور میں نے تیری بہت بڑی نشانیوں کا وسیع پورا
 فَاسْأَلُكَ اللَّهُمَّ رَبِّي بِفَضْلِهَا ۵۷ فَهَيِّئْ لَنَا مِنْكَ الْكَمَالَ مَكِيلًا
 پس میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اے اللہ میرے رب انکی فضیلت سے اپنی طرف سے ہمیں مکمل کمال عطا فرما،

وَقَابِلُ رَجَائِي بِالرِّضَا عَنْكَ وَابْتِغَاءِ ۵۸ صُرُوفَ زَمَانٍ صِرْتُ فِيهِ مُحَوَّلًا

اور میری امید کے مقابل اپنی رضا کو لا اور میری زمانے کے حوادث سے کفایت کر کہ میں ان میں گھرا ہوں
 أَغِثْ وَأَشْفِنِي مِنْ دَاءِ نَفْسِي وَاهْدِنِي ۵۹ إِلَى الْخَيْرِ وَأَصْلِحْ مَا بَعَثَ تَخَلَّلًا

میری مدد فرما اور مجھے میرے نفس کی بیماری سے شفا دے اور مجھے نیکی کی راہ دکھا اور میری عقل میں جو خلل پڑ گیا ہے اسکی اصلاح کر

إِلَهِي فَارْحَمْ وَالِدَيَّ وَإِخْوَتِي ۶۰ وَمِنْ هَذِهِ الْأَسْمَاءِ يَدْعُو مَرْتَلًا

اے الہی رحم فرما میرے والدین اور بھائیوں اور اس پر جو ان ناموں کو عمدہ طریقے سے پڑھ کر دعا کرے ،

أَنَا قَادِرِي الْحَسَنِيِّ عَبْدُ الْقَادِرِ ۶۱ دُعِيَتْ بِمِحْيِ الدِّينِ فِي دَوْحَةِ الْعُلَا

میں قادر محسنی عبدالقادر ہوں اور میں شجرہ عالیہ میں محی الدین کے لقب سے پکارا جاتا ہوں۔

وَصَلَّى عَلَى جَدِّي الْحَبِيبِ مُحَمَّدٍ ۶۲ بِأَحْلَى سَلَامٍ فِي الْوَجُودِ وَآكَمَلًا

اور رحمت نازل فرما میرے پیارے نانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کائنات میں شیریں ترین اور کامل ترین سلام کے ساتھ

مَعَ الْأَلِ وَالْأَصْحَابِ جَمْعًا مُؤَيَّدًا ۶۳ وَبَعْدُ فَحَمْدُ اللَّهِ خَتْمًا وَأَوَّلًا

اور آپ کے آل و اصحاب پر جو تائید شدہ جماعت ہے اور پھر تعریف اللہ کے لیے ہے انتہا و ابتدا میں ،

=====

پانچواں قصیدہ

عَلَى الْأَوْلِيَاءِ الْقَيْتُ سِرِّي وَبُرْهَانِي ۱ فَهَامُوا بِهِ مِنْ سِرِّ سِرِّي وَإِعْلَانِي

اولیاء پر میں نے اپنے بھید اور برہان کو ڈالا تو وہ میرے خاص بھید اور اعلان سے حیران ہو گئے

فَأَسْكُرُهُمْ كَأْسِي فَيَأْتُونِي بِخَمْرِي ۲ سُكَارَى حَيَارَى مِنْ شُهُودِي وَعِزِّي

پس میرے پیالے نے ان کو مست کر دیا تو وہ میری شراب معرفت کی وجہ سے میرے شاہدے اور عزت سے مست اور

أَنَا كُنْتُ قَبْلَ لِقَائِي قَطْبًا مُسَجَّلًا ۳ وَطَافَتْ بِي الْأَمْلَاقُ وَالرَّبُّ سَمَانِي

میں پہلے سے بھی پہلے قطب معظم تھا اور میرے سامنے ملکیتیں گھومیں اور میرا نام میرے رب نے رکھا

خَرَفْتُ جَمِيعَ الْمُحِبِّينَ وَصَلْتُ فِي ۴ مَكَانٍ بِهِ قَدْ كَانَ جَدِّي لَهُ دَائِي

میں نے تمام حجابات طے کر لیے تو اس جگہ پہنچا جہاں میرے نانا صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب ہوئے تھے

وَقَدْ كَشَفَ الْأَسْرَارَ عَنْ نُورِ وَجْهِهِ ۵ وَمِنْ خَيْرَةِ التَّوْحِيدِ بِالْكَاسِ أُسْقَانِي

اور تحقیق اپنے چہرہ اقدس کے نور سے بھید کھول دینے اور مجھ کو شراب توحید پیالے سے پلائی ،

أَنَا الدُّرَّةُ الْبَيْضَاءُ أَنَا سِدْرَةُ الرِّضَا ۶ تَجَلَّتْ لِي الْأَنْوَارُ وَاللَّهُ أَعْطَانِي

میں سفید موتی (لوح محفوظ) ہوں میں خوشنودی کا سدری ہوں میرے لیے انوار چمکے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمایا

وَصَلْتُ إِلَى الْعَرْشِ الْمَجِيدِ بِحَضْرَةِ ۷ فَنَادَ مِنِّي رَبِّي حَقِيقًا وَنَاجَانِي

میں عرش مجید تک حضوری میں پہنچ گیا۔ اہلیت کی وجہ سے میرے رب نے مجھ سے ہم نشینی اور سرگوشی فرمائی

نَظَرْتُ لِعَرْشِ اللَّهِ وَاللُّوحِ نَظْرَةً ۸ فَلَا حَتَّى لِي الْأَمْلَاقُ وَالرَّبُّ سَمَانِي

میں نے ایک نظر عرش الہی اور لوح محفوظ پر ڈالی تو میرے لیے ملکیتیں ظاہر ہوئیں اور میرا نام میرے رب نے رکھا

وَتَوَجَّجَنِي تَاجَ الْوَصَالِ بِنَظْرَةٍ ۹ وَمِنْ خَلَعِ الشَّرِيفِ وَالْقُرْبِ أَكْسَانِي

اور اس نے بیک نظر مجھے وصال کا تاج پہنایا اور مجھے بزرگی اور قرب کا لباس پہنایا ،
 فَلَوَّأَنِّي أَلْقَيْتُ سِرِّي بِدَجَلَةٍ ۱۰ لَغَارَتْ وَغِيضَ الْمَاءِ مِنْ سِرِّ بُرْهَانِي

پس اگر میں اپنا بھید دریائے دجلہ پر ڈالوں تو میرے برہان کے بھید سے پانی ضرور دھنس جائے اور نیچے اتر جائے
 وَلَوَّأَنِّي أَلْقَيْتُ سِرِّي عَلَى لَظَى ۱۱ لَأُحْمِدَتِ النَّيْرَانُ مِنْ عَظِيمِ سُلْطَانِي

اور اگر میں اپنا بھید بھڑکتی ہوئی آگ پر ڈالوں تو میری عظمت سلطانی کی وجہ سے بچھ جائے ،
 وَلَوَّأَنِّي أَلْقَيْتُ سِرِّي بِمِيبَةٍ ۱۲ لَقَامَ بِإِذْنِ اللَّهِ حَيًّا وَنَادَانِي

اور اگر میں اپنا بھید مردے پر ڈالوں تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہوا ٹھے اور مجھے پکارے ،
 وَقَفْتُ عَلَى الْإِنجِيلِ حَتَّى شَرَحْتُهُ ۱۳ وَفَسَّرْتُ تَوْرَاةً وَأَسْطَرَعِبرَانِي

میں انجیل پر واقف ہوا یہاں تک کہ اس کی شرح کر دی اور میں نے توراہ کی تفسیر کی اور میں عبرانی لکھ لیتا ہوں
 كَزَ السَّبْعَةِ الْأَلْوَابِ جَمْعًا فَهْتَمَهَا ۱۴ وَبَيَّنْتُ آيَاتِ الزَّبُورِ وَقُرْآنِ

یونہی سات اواج سب کو میں نے سمجھ لیا ہے اور زبور و مسترآن کی آیات کو میں نے بیان کیا ،
 وَفَكَيْتُ رَمَزًا كَانَ عِيسَى مَجْلُهُ ۱۵ بِهِ كَانَ مِحْيِ الْمَوْتِ وَالرَّمْزِ سِرِّيَانِي

اور میں نے وہ رمز کھولی جسے عیسیٰ کھولتے تھے اور جس کے ساتھ وہ مردے زندہ کرتے تھے اور وہ رمز سر بیانی ہے
 وَغَصْتُ بِجَارِ الْعِلْمِ مِنْ قَبْلِ نَشَاتِي ۱۶ أَخِي وَرَفِيقِي كَانَ مُوسَى بْنِ عَمْرَانَ

اور میں نے اپنی ولادت سے پہلے علم کے دریاؤں میں غوطے لگائے موسیٰ بن عمران میرے بھائی اور ساتھی تھے
 فَسَنِّي فِي رِجَالِ اللَّهِ كَانَ مَكَانِي ۱۷ وَجَدِي رَسُولُ اللَّهِ فِي الْأَصْلِ رَبَّانِي

پس مردانِ خدا سے کون میرے مرتبے پر پہنچا ہے اور حقیقت میں میرے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی میری تربیت فرمائی ہے
 أَنَا قَادِرِي الْوَقْتِ عَبْدُ لِقَادِرِ ۱۸ أَكْبَنِي بِمِحْيِ الدِّينِ وَالْأَصْلِ كَيْلَانِي

میں وقت کا قادری (ابو لوقت) عبدالقادر ہوں میری کنیت محی الدین ہے اور دراصل میں جیلانی ہوں

پچھٹا قصیدہ

لِي هِمَّةٌ بَعْضُهَا تَعْلُو عَلَى الْهِمَمِ ۱ وَلِي هَوَى قَبْلَ خَلْقِ اللُّوحِ وَالْقَلَمِ

میری ہمت کا بعض سب ہمتوں پر بلند ہے اور میرا عشق لوح و قلم کی تخلیق سے پہلے ہے ،

وَلِي جَيْبٌ بِلَا كَيْفٍ وَلَا مِثْلٍ ۲ وَلِي مَقَامٌ وَلِي رُبْعٌ وَلِي حَرَمِي

اور میرا محبوب بے کیف اور بے مثل ہے اور میرا ایک مقام ہے اور میرا ایک گھر ہے اور میرا ایک حرم ہے

حُجُوجُ الْوَفْدِ أَرَى كَعْبَةَ نَصَبْتُ ۳ وَصَاحِبُ الْبَيْتِ عِنْدِي وَالْحَمِي حَرَمِي

تم میری طرف حج کرو کہ میرا گھر کعبہ مقرر کیا گیا ہے اور گھر والا میرے پاس ہے اور محفوظ چراگاہ میرا حرم ہے

لَا تَسْتَقِرُّ وَلَا تَضْحُ حُضْمًا بَرَّةً ۴ مَا لَمْ يَلُوحْ لَهُ الْمَجُوبُ كَالْعَلَمِ

اگے بھید ثابت اور واضح نہ ہونگے جب تک محبوب نشان کی طرح اس کیلئے واضح اشارہ نہ کرے ،

وَجَدْتُ حَوْلَ الْحَمِي فُرْسَانَ مَعْرَكَةٍ ۵ سَيُوفُهُمْ مُشَهَّرَاتٌ قَصْدُهُمْ عَدَمِي

میں نے چراگاہ کے گرد جنگی گھوڑ سواروں کو پایا انہوں نے تلواریں سونت کر بلند کی ہوئی تھیں انکا ارادہ مجھے مٹانا تھا

فَجَلَّتْ فِيهِمْ وَفِي أَيْدِي لِهَمِّ بَتْرٍ ۶ وَلَوْ هِزَامًا لِنَحْوِ الزَّعْمِ بِالْجِسْمِ

تو میں انہیں کو ڈپڑا اور میرے ہاتھوں میں ان کیلئے تیغ بڑاں تھی وہ تیز تلواروں سمیت گمان کی جانب شکت کھاتے ہوئے

لِلْقَادِرِيَّةِ فُرْسَانَ مَعْرِبِدَةٍ ۷ بَيْنَ الْأَنَامِ وَسُرِّ شَاعٍ فِي الْقَدَمِ

لوگوں کے اندر قادریت کے تند مزاج گھوڑ سوار ہیں اور پرانے زمانے میں بھید مشہور ہیں ،

غَصْتُ الْبَحَارَ وَقَدْ أَظْهَرْتُ جَوْهَرَهَا ۸ فَلَمَّا رَقَدَمَا تَعْلُو عَلَى قَدَمِي

میں نے حقیقت کے سمندروں میں غوطے لگائے ہیں اور انکے موتی ظاہر کیے اور میں نے کوئی قدم اپنے قدم سے اونچا نہیں

هَذِي عَصَائِي الَّتِي فِيهَا مَارِبٌ لِي ۹ وَقَدْ أَهَشُّ بِهَا يَوْمًا عَلَى غَنِيَّتِي

دیکھا

یہ میری وہ لاٹھی ہے جس میں میرے کئی مقاصد ہیں اور کبھی کسی دن اس کے ساتھ میں اپنی بکریوں پر سے پتے جھاڑو لگا

۱۰
 إِنَّ الْقَهَاتِ تَلَقَفَ كُلَّ مَا صَنَعُوا

اگر میں اس لاٹھی کو ڈال دوں تو جو کچھ انہوں نے بنایا

إِذَا آتَيْتُوا بِسِحْرٍ مِنْ كَلَامِهِمْ

ہے سب نکل جائیگی جبکہ وہ لائیں جادو کیسا تھ اپنے کلام سے

۱۱ یعنی مریدوں کے گناہوں کا بوجھ اتارو گا قیامت کے روز

ساتواں قصیدہ

مَا فِي الْمَنَاهِلِ مَنَهْلٌ مُسْتَعْدَبٌ ۱ | الْاَوْلَىٰ فِيهِ الْاَلَدُ الْاَطْيَبُ

عشق کے چشموں میں کوئی شیریں چشمہ نہیں مگر یہ کہ میرے لیے اس میں لذیذ اور پاکیزہ حصہ نہ ہو
اَوْ فِي الْمَكَانِ مَكَانَةٌ مَخْصُوصَةٌ ۲ | الْاَوْ مَنَزِلَتِيْ اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

یا مراتب میں کوئی خاص مرتبہ مگر یہ کہ میرا مرتبہ اس سے بڑھ کر عزت والا اور قرب والا ہے
وَهَبْتُ لِي الْاَيَّامُ رَوْنَقَ صَفْوَاهَا ۳ | فَحَلَّتْ مَنَاهِلُهَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

اور دنوں نے اپنی صفائی کی رونق مجھے بخشی ہے تو انکے چشمے شیریں ہو گئے اور گھاٹ پاکیزہ ہو گئے
وَعَدَوْتُ مَخْطُوبًا لِكُلِّ كَرِيْمَةٍ ۴ | لَا يَهْتَدِيْ فِيهَا الْبَلِيْبُ فَيَخْطُبُ

اور میں ہر بزرگی کے ساتھ مخاطب کیا گیا، جس کی طرف دانا راہ نہیں پاتا کہ اس کو طلب کرے
اَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيْسَهُمْ ۵ | رَبِّ الزَّمَانِ وَلَا يَرِي مَا يَرْهَبُ

میں ان مردانِ خدا سے ہوں جنکا ہمیشہ زمانے کی گردش سے نہیں ڈرنا اور نہ ایسی چیز دیکھتا ہے جس سے کہ وہ خوف کے
قَوْمٌ لَهُمْ فِي كُلِّ مَجْدٍ رُتْبَةٌ ۶ | عَلَوِيَّةٌ وَبِكُلِّ جَيْشٍ مُّوَكَّبٌ

یہ وہ قوم ہے کہ ہر بزرگی میں ان کا مرتبہ بلند ہے اور ہر شکر کے ساتھ راہرو ہوا کرتا ہے۔
اَنَا بَلْبٌ الْاَفْرَاحِ اَمْلَادُ وُجْهَهَا ۷ | طَرَبًا وَّفِي الْعُلْيَاءِ بَا زَا اَشْهَبُ

میں بلبل ہوں خوشیوں کا جس نے اپنے جنگل کو خوشی سے بھر دیا اور بلندی میں بازا شہب ہوں
اَضْحَتْ جِيُوشُ الْحُبِّ تَحْتِ مِسِيْنِي ۸ | طَوْعًا وَمَهْمَارْمَتُهُ لَا يَعْزُبُ

محبت کے لشکر خوشی کے ساتھ میری مشیت کے تحت ہو گئے اور میں انہیں جہاں بلاؤں دور نہ ہونگے
اَصْبَحْتُ لَا اَمْلًا وَلَا اُمْنِيَّةً ۹ | اَرْجُو وَلَا مَوْعُوْدَةً اَتْرَقُّ

ہو گیا میں کہ نہ کوئی امید ہے اور نہ کوئی آرزو کہ جسکی میں امید کرتا ہوں اور نہ کوئی وعدہ ہے جس کا میں منتظر ہوں
 مَا زِلْتُ أَرْتَعُ فِي مِيَادِينِ الرِّضَا ۱۰ حَتَّىٰ وَهَيْتُ مَكَانَةً لَا تُوهَبُ

میں ہمیشہ رضا کے میدانوں میں پھرتا رہا یہاں تک کہ مجھے وہ مرتبہ بخٹا گیا جو کسی کو نہیں بخشا گیا ،

أَصْحَى الزَّمَانَ كَحَلَّةٍ مَّرْقُومَةٍ ۱۱ تَزْهُو وَنَحْنُ لَهَا الطَّرَازُ الْمَذْهَبُ

زمانہ منقش حلے کی طرح ہو گیا چمکتا ہے اور ہم اس کا سنہری نقش ہیں ،

۱۲

أَفَلَتَ شَمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا

انگلوں کے سورج ڈوب گئے اور ہمارا سورج

أَبَدًا عَلَىٰ فَلَكِ الْعُلَىٰ لَا تَغْرُبُ

ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا غروب نہ ہوگا

آٹھواں قصیدہ

طَفَّ بِحَانِي سَبْعًا وَلَذِيذِ مَائِي ۱ وَتَجَرَّدَ لِزُورِ قِيَامِي كُلِّ عَامٍ

میری دکان شرابِ محبت کا سات بار طواف کر اور میرے ذمہ کرم کی پناہ لے اور میری زیارت کیلئے ہر سال گھر بار چھوڑ کر آ

أَنَا سِرُّ الْأَسْرَارِ مِنْ سِرِّ سِرِّي ۲ كَعَبْتِي رَاحَتِي وَبَسْطِي مُدَامِي

میں بھیدوں کا بھید اپنے بھید کے بھید سے میرا کعبہ میری راحت ہے اور انبساط میری شراب ہے

أَنَا نَشْرُ الْعُلُومِ وَالذَّرْسُ شُغْلِي ۳ أَنَا شَيْخُ الْوَرَعِ لِكُلِّ إِمَامٍ

میں علوم کا پھیلانے والا ہوں اور درس میرا مشغلہ ہے میں پیشوا ہوں کل خلفت کا اور کل اماموں کا

أَنَا فِي مَجْلِسِي أَرَى الْعَرْشَ حَقًّا ۴ وَجَمِيعُ الْمُلُوكِ فِيهِ قِيَامِي

میں اپنی مجلس میں درحقیقت عرش کو دیکھتا ہوں اور جملہ فرشتوں کو اس میں میرا قیام ہے

قَالَتِ الْأَوْلِيَاءُ جَمْعًا بَعْزِمِ ۵ أَنْتَ قُطْبٌ عَلَى جَمِيعِ الْأَنَامِ

سارے ولیوں نے کہا کہ یقیناً آپ تمام لوگوں پر قطب ہیں

قُلْتُ كَفُّوْثُمْ أَسْمَعُونَ نَصْرَ قَوْلِي ۶ إِنَّمَا الْقُطْبُ خَادِمِي وَغَلَامِي

میں نے کہا ٹھیرو اور میری صریح بات سنبھالو قطب تو میرا خادم اور غلام ہے

كُلُّ قُطْبٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ۷ وَأَنَا الْبَيْتُ طَائِفٌ بِمَجِيَامِي

ہر قطب بیت اللہ کا سات بار طواف کرتا ہے اور میں وہ ہوں کہ بیت اللہ میرے خیموں کا طواف کرتا ہے

كَشَفَ الْحُجْبَ وَالسُّتُورَ لِعَيْنِي ۸ وَدَعَانِي لِحَضْرَةِ وَمَقَامِ

(اللہ تعالیٰ نے) میری آنکھ کھلتے حجاب اور پردے کھول دیئے اور مجھے مقام و حضوری کے لیے بلایا ،

فَاخْتِرَاقُ السَّبْعِ السُّتُورِ جَمِيعًا ۹ عِنْدَ عَرْشِ الْإِلَهِ كَانَ مَقَامِي

پھر جسہ ساتوں پردے پھٹ گئے عرش الہی کے پاس میرا مقام تھا
وَكَسَانِي بِتَاجِ تَشْرِيفٍ عِزٍّ ۱۰ وَطِرَازٍ وَحُلَّةٍ بِاخْتِامِ

اور اس نے مجھے کامل طور پر بزرگی کا تاج اور زیور اور لباس پہنا دیا

فَرَسُ الْعِزِّ تَحْتَ سَرِّحِ جَوَادِي ۱۱ وَرِكَابِي عَالٍ وَغِمْدِي مُحَامِي

میرے تیز رو گھوڑے کی کاٹھی کے نیچے عزت کا گھوڑا ہے اور میری رکاب بلند ہے اور میرا نیام حمایت کرنیوالا ہے

وَإِذَا مَا جَذَبْتُ قَوْسَ مَرَامِي ۱۲ كَانَتْ نَارُ الْجَحِيمِ مِنْهَا سِهَامِي

اور جب بھی میں اپنے مطلب کی کمان کھینچتا ہوں اس کمان سے جو تیر نکلتا ہے گویا جہنم کی آگ ہے

سَائِرُ الْأَرْضِ كُلِّهَا تَحْتَ حُكْمِي ۱۳ وَهِيَ فِي قَبْضَتِي كَفَرَحِ الْحَمَامِ

ساری کی ساری زمین میرے زیر فرمان ہے اور کبوتر کے بچے کی طرح میرے زیر قبضہ ہے

مَطْلَعُ الشَّمْسِ لِلْغُرُوبِ سَفْلًا ۱۴ خُطُوْتِي قَدْ قَطَعْتَهُ بِأَهْتَامِ

سورج کے طلوع کے مقام سے غروب کے مقام تک میرے ایک قدم کے فاصلے کے نیچے ہے میں نے اسے اہتمام کیا تھوڑے
کیا ہے۔

يَا مُرِيدِي لَكَ الْهَنَابُ دَائِمِي ۱۵ عَيْشُ عِزٍّ وَرِفْعَةٍ وَأَحْتِرَامِ

اے میرے مرید میری ہمیشگی کے ساتھ تجھے عزت بلندی اور احترام کی زندگی مبارک ہو

وَمُرِيدِي إِذَا دَعَانِي بِشَرَفٍ ۱۶ أَوْ بَغْرِبٍ أَوْ نَازِلٍ بِحَرِطَائِي

اور میرا مرید مشرق یا مغرب یا چرٹھے ہوئے دریا تے جب بھی مجھ کو پکارے

فَإِنِّي أَوْكَانَ فَوْقَ هَوَاءٍ ۱۷ أَنَا سَيْفُ الْقَضَائِ كُلِّ خِصَامِ

تو میں اس کی دستگیری کرتا ہوں خواہ وہ دوش ہوا پر ہو میں ہر خصومت کے واسطے قضا کی تلوار ہوں

أَنَا فِي الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِيدِي ۱۸ عِنْدَ رَبِّي فَلَا يُرَدُّ كَلَامِي

میں حشر میں اپنے مرید کی شفاعت کرنیوالا ہوں اپنے رب کے پاس پس میری بات رد نہ کی جائے گی،

أَنَا شَيْخٌ وَصَالِحٌ وَوَلِيٌّ ۱۹ أَنَا قُطْبٌ وَقُدْوَةٌ لِلْأَنْبَاءِ

میں بزرگ نیکوکار اور ولی ہوں میں قطب اور لوگوں کا پیشوا ہوں

أَنَا عَبْدٌ لِقَادِرٍ طَابَ وَقْتِي ۲۰ جَدِّي الْمُصْطَفَى وَحَسْبِي إِمَامٌ

میں عبد القادر ہوں میرا وقت خوش ہوا میرے نانا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور مجھے وہ پیشوا کافی ہیں

فَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ فِي كُلِّ وَقْتٍ

تو ہر وقت ان پر خدا کی رحمت ہو

وَعَلَى آلِهِ بِطُولِ الدَّوَامِ

اور ان کی آل پر ہمیشہ ہمیشہ

نواں قصیدہ

سَقَانِي جِيْبِي مِنْ شَرَابِ ذَوِي الْمَجْدِ ۱ فَاسْكُرْنِي حَقًّا فَنَبْتَ عَلَى وَجْدِي

مجھے میرے دوست نے اصحابِ فضیلت والی شراب پلائی بس اس نے مجھے درحقیقت مست کر دیا تو میں عشق میں گم ہو گیا

وَأَجْلَسَنِي فِي قَابِ قَوْسَيْنِ سَيِّدِي ۲ عَلَى مِنْبَرِ التَّخْيِصِ فِي حَسَنِ مَقْعَدِي

اور میرے سردار نے مجھ کو قابِ قوسین میں تخصیص کے منبر پر خوبصورت نشست میں بٹھا دیا ،

حَضَرْتُ مَعَ الْأَقْطَابِ فِي حَضْرَةِ اللَّقَاءِ ۳ فَنَبْتُ بِهِ عَنْهُمْ وَشَاهَدْتُهُ وَحْدِي

میں قبطوں کے ہمراہ دیارِ محبوبِ حقیقی کے دربار میں حاضر ہوا تو میں ان سے جدا ہو گیا اور اکیلے میں نے اس کا مشاہدہ کیا

فَمَا شَرِبَ الْعُشَّاقُ إِلَّا بَقِيَّتِي ۴ وَفَضْلَةَ كَأَسَاتِي بِهَا شَرِبُوا بَعْدِي

پس جملہ عشاق نے میرا بچا کچھا ہی پیا اور میرے بعد انہوں نے میرے پیالوں کا پس ماندہ پیا !

وَلَوْ شَرِبُوا مَا قَدْ شَرِبْتُ وَعَايَنُوا ۵ مِنْ الْحَضْرَةِ الْعُلِيَاءِ صَافِي مَوْرِدِي

اور اگر وہ پی لیتے جو میں نے پیا ہے اور دربارِ عالی سے میرے صاف گھاٹ کو پی لیتے

لَأَسْوَأُ سَكَارِي قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا الْمَدَامَ ۶ وَأَمْسُوا حِيَارِي مِنْ صَادِمَةِ الْوَرْدِ

تو ضرور شرابِ پینے سے پہلے مست ہو جاتے اور گلاب (حسنِ محبوب) کی پچھاڑ سے حیران ہو جاتے ،

أَنَا الْبَدْرُ فِي الدُّنْيَا وَغَيْرِي كَوَاكِبُ ۷ وَكُلُّ فَتَى يَهْوِي فَذَا الْكَمْرِ عَبْدِي

میں دنیا میں چودھویں کا چاند ہوں اور دوسرے تارکے ہیں اور ہر جوانِ محبت کرنیوالا پس سب میرے غلام ہیں

وَبَجْرِي مَجِيْطٌ بِالْبَحَارِ بِأَسْرِهِا ۸ وَعَلِي حَوِي مَا كَانَ قَبْلِي وَمَا بَعْدِي

اور میرا دریا محیط ہے سارے دریاؤں کو اور میرا علم حاوی ہے سب کو جو کچھ مجھ سے پہلے تھا اور جو میرے بعد ہوگا

وَسِرِّي فِي الْأَسْرَارِ يَرْجُرُ فِي الرَّجْرِ ۹ كَزَجْرِ سَحَابِ الْأَفْقِ مِنْ مَلِكِ الرَّعْدِ

اور میرا بھید بھیدوں میں زبرد تو بیخ کر نیوالا ہے جیسا کہ رعد فرشتے کی طرف سے زبرد تو بیخ آسمانی بادلوں کو
 فَيَا مَادِحِي قُلْ مَا تَشَاءُ وَلَا تَخَفُ ۱۰ لَكَ الْأَمْنُ فِي الدُّنْيَا لَكَ الْأَمْنُ فِي غَدِ
 پس اے میرے مدح خواں جو چاہے کہہ اور خوف نہ کر تیرے لیے دنیا اور کل قیامت کے دن امن ہے

۱۱

فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَحْطَى بِعِزِّ وَقُرْبَةِ
 پس اگر تو عزت اور قرب خداوندی چاہتا ہے
 فَدَاوِمَ عَلَيَّ حَبِيٍّ وَحَافِظًا عَلَيَّ عَهْدِي
 تو میری محبت پر دائم رہ اور میرے وعدے کی نیت کر

(الفيوضات الربانية)

شرح قصائد شریفہ

پہلا قصیدہ (قصیدہ غوثیہ)

۱

یعنی خدائے بزرگ و برتر نے حضور غوثِ اعظم کو شرابِ وصل و معرفت کے پیالے بھر بھر کر پلائے لیکن آپ کا ظرف اتنا عالی تھا کہ آپ یہی کہتے رہے کہ اے ساقی اور پلا۔ حضرت سلطان باہو رسالہ روحی میں فرماتے ہیں کہ سلطان الفقراء اور سید الکونین سات ہیں جن میں ایک محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں ہر لمحہ اور آنکھ جھپکتے ہیں تتر تتر تجلیات ذاتی ان سلطان الفقراء پر وارد ہوتی ہیں وہ دم نہیں مارتے اور نہ آہ کھینچتے ہیں بلکہ **هَلْ مِنْ قَرِيْدٍ** (اور زیادہ) کا نعرہ لگاتے ہیں۔

۲

حضور غوثِ اعظم نے اپنے مریدوں عقیدت مندوں اور نسبت رکھنے والوں کو شرابِ وصل و معرفت سے محروم نہیں رکھا اور جو ساغر پہ ساغر ساقی کے پاس سے آتے رہے ان میں سے انہیں بھی حصہ عطا کیا۔

۳

بعض کتابوں میں لفظ **هَمُّوْا** لکھا ہے لیکن ایضاً **هَمُّوْا** لکھا ہے لیکن ایضاً **هَمُّوْا** لکھا ہے اور مطبوعہ مجبائی پریس دہلی میں **هَمُّوْا** لکھا ہے۔

باز تمام پرندوں میں بلند پرواز ہوتا ہے اور نہایت مضبوط پرندہ ہے کہ پرواز سے تھکتا ہی نہیں حضور غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ آسمانِ معرفت کے شہباز ہیں اور تمام مشائخ میں بلند پرواز یعنی قرب و معرفت کے لحاظ سے آپ تمام مشائخ سے بہت بلند و بالا ہیں سب اولیا کرام کے بادشاہ ہیں۔ آپ کا لقب زمین پر محی الدین اور آسمانوں میں باز اشہب ہے۔

خدائے بزرگ و برتر نے حضور غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے قدیم ہونے کے راز کی حقیقت سے آگاہ فرمایا۔ صوفیائے کرام نے اس کا مفہوم یوں بیان کیا ہے کہ حق تعالیٰ کا حدیثِ قدسی میں یہ فرمان **كُنْتُ كُنْزًا مَخْفِيًّا** یعنی ”میں چھپا ہوا خزانہ تھا“ کے تحت خدا تعالیٰ نے حضور غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ پر اس چھپے ہوئے خزانے کی حقیقت آشکارا فرمادی۔ اب معلوم ہونا چاہیے کہ جو ہستی حق تعالیٰ کے رازِ قدیم پر آگاہ ہے جو کہ رازوں کا راز، بھیدوں کا بھید ہے وہ دنیا و مافیہا کے غیب سے کس طرح بے خبر رہ سکتی ہے۔

جیسا کہ حکمِ الہی کے مطابق آپ نے اعلان فرمایا :
قَدِمْتُ هَذِهِ عَلَى رَقَبَةٍ كُلِّ وَ لِيَّ اللَّهُ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ لہذا آپ تمام اقطاب و اولیا پر حاکم ہوئے اور آپ کا حکم ہر حال میں جاری ہے۔

حق تعالیٰ نے حضورِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو وہ قدرت اور تصرف عطا فرمایا کہ جس کی بدولت اگر آپ قہر کی توجہ سمندروں پر ڈالیں تو پانی جذب ہو کر خشک ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے حضورِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر الہام فرمایا کہ اے غوثِ اعظم میری مراد فقر سے یہ نہیں ہے کہ کسی کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ میری مراد فقر سے یہ ہے کہ فقیر صاحب امر ہو کہ کسی چیز کو کہے ہو جا تو ہو جائے۔ چونکہ آپ سلطان الفقراء ہیں لہذا یہ تصرف آپ کو حاصل ہے کہ جس چیز کو کہیں ہو جا تو وہ ہو جائے۔

مردوں کو زندہ کرنے کے واقعات کرامات کے باب میں ملاحظہ کریں۔ بعض کتابوں میں لفظ مَوْلٰی کے بعد تعالٰیٰ لکھا ہے لیکن لفظ مَشٰی لٰی کتاب فیوضا الربانیہ مطبوعہ لبنان اور مطبوعہ مجتباتی پریس دہلی میں موجود ہے جو زیادہ موزوں ہے

مہینوں کا انسانی شکل میں آپ کی مجلس اقدس میں آنا اور گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر دنیا کرامات کے باب میں ملاحظہ کریں۔

آپ کے فرمان جو چاہے کر میں بظاہر کسی قسم کی پابندی نظر نہیں آتی لیکن جس کی نسبت حضورِ غوثِ پاک کے نام سے درست ہو جائے وہ شریعت کا کامل متبع ہوتا ہے اس طرح وہ خود شریعت کے حدود کی پابندی کرتا ہے۔ اسی لیے مرید سے خطاب کے ساتھ نسبت کا بھی ذکر فرما دیا۔ آپ کے اس فرمانِ عالی کا یہ معنی ہے، کہ

شریعت کی حدود میں رہ کر مرید جو چاہے کرے اسے اختیار ہے۔

۲۲

حضور غوث پاکؒ بواسطہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منظر ذات و صفات الہی ہیں لہذا آپ کا دیکھنا حق تعالیٰ کا دیکھنا ہے۔ پس آپ کی نگاہ میں یہ ساری کائنات ایک راتی کے دانے کے برابر دکھائی دیتی ہے۔

۲۳

ہر دلی کسی نبی کے قدم پر ہوتا ہے اور حضور غوث پاکؒ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہیں اس کی مکمل تشریح فضائل و مناقب کے باب میں ملاحظہ کریں۔

۲۹

آپ کے اس فرمان کی کہ میرا یہ قدم ہر دلی کی گردن پر ہے مکمل تشریح فضائل و مناقب کے باب میں بیان کی گئی ہے، یہاں صرف مقام 'مخدع' کے بارے میں کچھ وضاحت کی جاتی ہے۔

'مخدع' اس پوشیدہ جگہ کو کہتے ہیں جہاں سامانِ حرب اور آلات جنگ رکھے جاتے ہیں جو دشمن کی نگاہ سے محفوظ ہوتی ہے۔

'مخدع' پوشیدہ اسرار کے خزانے کو بھی کہتے ہیں۔

'مخدع' دھوکے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں۔ مقام مخدع سے یہ مراد ہوگی کہ ایسا

مقام جس کو سمجھنے میں ہر شخص دھوکا کھا جائے

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مقام ہے جس کو بڑے بڑے اولیائے کرام

بھی نہ سمجھ سکے۔ جیسے شیخ صنعان اصفہانی جنہوں نے آپ کے مقام و مرتبے سے ناواقفیت کی بنا پر آپ کے فرمانِ قدیمیٰ ہذہ پر گردن خم کرنے سے انکار کیا۔ لہذا ولایت سے معزول کر دیئے گئے اور جیسے عبدالرحمن طفسو نجی جنہوں نے آپ کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کہا تھا کہ میں اولیائے کرام کے درمیان ایسا بلند مرتبہ ہوں جیسے پرندوں میں کلنگ بلند گردن اور حضور غوث پاک کے ایک مرید سے کہا تھا کہ میں نے آپ کے شیخ کو چالیس برس سے درکات قدرت میں نہیں دیکھا۔ اسی وقت حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک وفد عبدالرحمن طفسو نجی کے پاس روانہ کیا اور یہ پیغام دیا کہ تم درکات میں تھے اور جو درکات میں ہوتا ہے وہ درگاہ کو نہیں دیکھ سکتا اور جو درگاہ میں ہوتا ہے وہ مخدع مقام والے کو نہیں دیکھ سکتا۔ کیونکہ میرا خزانہ پوشیدہ ہے ہر ایک کی نگاہ سے اس بات کی تصدیق اس سے ہوگی کہ وہ سبز خلعت جو فلاں رات تم کو دی گئی تھی اور درکات میں بارہ ہزار اولیاء کو خلعت ولایت دی گئی تھی۔ وہ میرے ہی ہاتھ سے دی گئی تھی۔ تب عبدالرحمن طفسو نجی رح شرمندہ ہوئے اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم الشان مقام و مرتبے کے معترف ہوئے۔

دوسرا قصیدہ

۲

جس طرح بیت اللہ (کعبہ) تجلیات الہی کے ورود کا مقام ہے اسی طرح حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ پاک (قبر انور) تجلیات الہی کا مخزن ہے کیونکہ اس میں آپؐ جو کہ ذات و صفات الہی کے منظرِ کامل و اتم ہیں جلوہ فرمایا ہیں۔ اسی واسطے آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی میری قبر انور کی زیارت کو آئے گا خدا تعالیٰ اس کو عزت و بزرگی عطا فرمائے گا۔ کیونکہ میری قبر انور درحقیقت اللہ کا گھر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے ظہور کا مقام۔

ایک اور قصیدے (قصیدہ نمبر ۶) میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میری طرف حج کرو کہ میرا گھر کعبہ مقرر کیا گیا ہے اور گھر والا میرے پاس ہے۔ ایک منبقت میں حضرت شاہ ابوالمعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں بغداد شریف کا اور جیلان معلیٰ کا حاجی ہوں جناب کے شوق وصال سے کبھی جانب بغداد اور کبھی جیلان کی طرف جا رہا ہوں۔ (منبقت اسی کتاب میں ملاحظہ کریں) اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدائق بخشش میں فرمایا :

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف

کعبہ کرتا ہے طوافِ در والا تیسرا

۶

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا (اسی کتاب میں ملاحظہ

کریں رسالہ غوثِ اعظمؒ کہ اے غوثِ اعظمؒ میرے نزدیک فقیر (صاحبِ فقر) وہ نہیں ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو بلکہ میرے نزدیک فقیر وہ ہے جس کے لئے ہر شے میں امر ہے کہ جب اس شے کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔ آپ نے وضاحت فرمادی کہ میری یہ سب قدرت حق تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ یعنی اسی کی عطا کردہ ہے۔

۱۰

یعنی کوئی علم نہیں جو آپ کے علم سے باہر ہو اور کوئی روایت نہیں جو آپ کی صحیح روایات سے باہر ہو۔

۱۱

معراج کی شب جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام قَابِ قَوْسَيْنِ میں قرب خاص حاصل ہوا تھا وہاں حضور غوثِ پاکؒ کی روح مبارک بھی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی حیثیت سے تشریف لاتی تھی موجود تھی۔ اسی واقعے کی طرف اشارہ ہے یعنی حق تعالیٰ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا قَابِ قَوْسَيْنِ پر ملاپ ہوا۔

۱۳

حق تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو وہ قدرت اور تصرف عطا فرمایا ہے کہ عرش و کرسی جو تمام کائنات کو گھیرے ہوتے ہیں آپ کے علم و تصرف کی دسترس سے باہر نہیں ہیں اور وہاں بھی آپ کا حکم چلتا ہے اور وہ آپ کے قبضے کی لپیٹ میں ہیں۔

۱۲

چونکہ حق تعالیٰ غوثِ اعظمؒ کا اور غوثِ اعظمؒ اللہ تعالیٰ کے ہیں اور محبوب و محب میں میرا تیرا نہیں ہوتا لہذا اللہ تعالیٰ کے تمام شہرِ حقیقت میں اس کے محبوب غوثِ اعظمؒ رحمۃ اللہ علیہ ہی کے ہیں۔

۲۲

چونکہ روحانیت میں دوری و نزدیکی اور فاصلے کوئی وقعت نہیں رکھتے، لہذا آپ کی کمال روحانیت کے نزدیک مشرق سے مغرب اور دنیا کے تمام کونے آپ کے ایک قدم کے فاصلے کے اندر ہیں۔

۲۵

یعنی مشرق سے مغرب اور دنیا کے تمام کونے آپ کے دستِ تصرف میں ہیں جس طرح چاہیں تصرف فرما سکتے ہیں۔ یہاں سے آپ کے تصرف کے ساتھ آپ کے اختیار کا بھی پتہ چلا جو حق تعالیٰ نے آپ کو عطا کیا ہے۔

۲۷- تا- ۳۰

ان اشعار میں سیدنا غوثِ اعظمؒ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں اور عقیدتمندوں کی ہر مشکل اور سختی کے وقت مدد اور دستگیری کی خوشخبری سنائی ہے۔ لہذا آپ کے مریدوں کو کسی قسم کا خوف یا غم نہیں ہونا چاہیے کیونکہ وہ لاورث نہیں۔ ان کے سروں پر دستِ حمایت ہے سیدنا غوثِ اعظمؒ کا۔ ہر سختی و غم میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ و سیلہ پکڑنا چاہیے اس کے محبوب ترین ولی سیدنا غوثِ اعظمؒ کا جیسا کہ آپ نے خود شعر نمبر ۲۷ میں فرمایا۔

تیسرا قصیدہ

۳

خدا سے بزرگ و برتر نے حضور غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ کو اتنا تصرف عطا فرمایا کہ لوگوں کے دل اور دلوں کے بھید آپ کے قبضے میں ہیں جس طرح چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ دلوں کے آپ کے تصرف میں ہونے کے سلسلے میں کرامت اسی کتاب میں کرامات کے باب میں ملاحظہ فرمائیں۔

۸

حضور غوثِ پاک خود ارشاد فرما رہے ہیں کہ میں دیکھوں کے لئے دستگیر و فریادرس اور رحمت والا ہو گیا لہذا جو شخص آپ کی دستگیری کا منکر ہے خود ہی محروم ہے۔

۱۱

یہاں تنہا سے مراد اکیلا نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ آپ نفس، ارادہ، خواہش، اسباب، مخلوق، دنیا اور آخرت سے آزاد اور مجرد ہو چکے تھے۔ ایسی تنہائی کے ساتھ جب اللہ تعالیٰ کو حقیقی معنی میں ایک جانتے ہوئے اس کے دروازے پر کھڑے ہوئے تو حق تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے جیلانی میری حضوری اور خاص قرب کے لئے داخل ہو جاؤ

۱۳

یعنی آپ کا علم، تصرف اور اختیار ساری کائنات کا احاطہ کیے ہوئے

-۴-

۱۴

حق تعالیٰ نے آپ کو کائنات کی ہر شے کا علم عطا فرمایا، یہاں اختصاراً دو چیزوں کا ذکر فرمایا جن پر باقی اشیاء کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔

۱۵

آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے علم کو جانتا ہوں مجھے اس کے حروف کا شمار ہے۔ حروف کا شمار فرما کر واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے لامتناہی علم سے جتنے علم کا ظہور ہوا ہے وہ سب کا سب مجھے حاصل ہے کیونکہ جس علم کا ظہور نہیں ہوا وہ حروف اور شمار سے پاک ہے۔

۱۸

چونکہ آپ منظر ذات و صفات الہی ہیں لہذا اگر آپ صفت قہر کے ساتھ لوگوں کو دیکھیں تو آنکھ جھپکنے کی دیر میں فنا ہو جائیں۔ دوسرے یہ کہ فقیر (صاحب فقر) صاحب امر ہوتا ہے کہ جس چیز کو کہے ہو جا تو وہ ہو جائے۔

۲۲

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی ایک نماز بھی نہیں چھوڑی، آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کامل ترین متبع تھے۔ آپ نے کوئی سنت اور مستحب تک ترک نہیں فرمایا چہ جائیکہ نماز جو دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا رکن ہے آپ کے اس فرمان کا یہ مفہوم ہے کہ اگر کوئی حقیقت کے خلاف کہے بھی کہ میں نے نماز چھوڑ دی ہے تو اسے معلوم ہونا چاہیے کہ میری نماز تو مکہ شریف میں ہوتی ہے یعنی مشاہدہ الہی میں کیونکہ خانہ کعبہ جو مکہ شریف میں ہے تجلیات الہی کا مرکز ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو وہ مقامِ محبوبیت عطا فرمایا کہ جس کے سبب آپ جہنم کے دروازے مخلوق پر بند کر دیں اور کوئی بھی جہنم میں نہ جائے لیکن چونکہ بخشش امت کا عہد پہلے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ سے لے لیا تھا لہذا یہ منصب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے اس بات سے اندازہ ہونا چاہیے کہ جب حضور غوثِ پاک کے مقامِ محبوبیت کا یہ عالم ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محبوبیت کا کیا عالم ہوگا۔

حضرت سلطان باہونے فرمایا کہ نور ذاتِ محمدی سے حق تعالیٰ نے سات نور (ارواح) پیدا فرمائے جن میں سے ایک نور حضور غوثِ پاک کا ہے۔ اس شعر میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔

حضور غوثِ پاک حق تعالیٰ کی صفت دستگیری و فریادرسی کی علامت اور اس کے منظرِ کامل ہیں۔ غَوْثَ الْأَعْظَمِ (یعنی بہت بڑے فریادرس) کا لقب حق تعالیٰ ہی نے آپ کو عطا کیا ہے۔ اسی کتاب میں رسالہ غوثِ اعظم ملاحظہ کریں جو آپ کی تصنیف ہے جس میں چند الہامات کو آپ نے قلمبند فرمایا ہے۔ ان الہامات سے واضح ہے کہ حق تعالیٰ آپ سے مخاطب نہیں ہوتا مگر یَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ کے لقب سے۔ آپ کی یہ صفت دستگیری عالمگیر

ہے۔ آپ نے ایک قیصرے میں فرمایا کہ میرا بھید میری پیدائش سے بھی پہلے مخلوق میں سرایت کیے ہوئے ہے اور فرمایا میں عالم علیا میں نور محمدی کے ساتھ تھا اور فرمایا ہمارا بھید علم الہی میں نبوت سے بھی پہلے تھا، پس معلوم ہوا کہ آپ کی صفت دستگیری ہر زمان اور ہر مکان کو شامل ہے۔

بعض انبیاء کے تعلق سے آپ کے یہ ارشادات چونکہ مقام حقیقت سے بیان کیے گئے ہیں اس لئے ان کے حقیقی معنی عارفین اور مقررین ہی سمجھ سکتے ہیں۔ ظاہری معنی پر یقین رکھتے ہوئے توقف کرنا چاہیے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علو مرتبت کی چند مثالیں

ملاحظہ فرمائیں :

۱۔ حضرت خضر علیہ السلام جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رہنمائی کی تھی کہا تھا کہ اے موسیٰ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ اور حضور غوث پاک نے فرمایا کہ میرے پاس خضر آئے تاکہ میرا امتحان لیں جس طرح کہ دیگر اولیائے کرام کا لیتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ نے موسیٰ سے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ نہیں ٹھہر سکتے۔ آپ اسرائیلی ہیں اور میں محمدی ہوں۔ اگر آپ میرے ساتھ ٹھہرنا چاہیں تو میں بھی حاضر ہوں، آپ بھی موجود ہیں اور یہ معرفت کی گیند ہے اور یہ میدان۔

۲۔ صرف حضور غوث پاک کو یہ شرف حاصل ہوا کہ معراج کی رات قَابِ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مقام پر حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی روح مبارک معشوقی صورت میں موجود تھی تفصیلی واقعہ فضائل و مناقب کے باب میں

ملاحظہ کریں) اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جناب غوث پاکؒ نے فرمایا :

وَفِي قَابِ قَوْسَيْنِ اٰجِمَاعُ الْاَجْبَةِ

اور قاب قوسین میں پیاروں کا ملاپ تھا

۳۔ حضرت سلطان باہو نے رسالہ روحی میں فرمایا کہ آنکھ جھپکتے ہیں ایسی ستر ہزار تجلیات ذاتی ان پر وارد ہوتی ہیں اور وہ دم نہیں مارتے اور آہ نہیں کھینچتے بلکہ ہل میں مَمَزِيد کہتے ہیں۔ وہ سلطان الفقراء اور سید الکونین ہیں (اس کے بعد سلطان باہو

نے سات سلطان الفقراء کا ذکر فرمایا جن میں سے ایک حضور غوث پاکؒ ہیں۔)

۴۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ذاتی کے پر تو ہیں جبکہ ہر نبی حق تعالیٰ

کے نور صفاتی کا پر تو ہے۔ حضور غوث پاکؒ حق تعالیٰ کے نور ذاتی کے پر تو ہیں

بواسطہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ حضرت سلطان باہو نے رسالہ روحی میں

فرمایا کہ حق تعالیٰ نور ذات محمدی سے سات نور (ارواح) پیدا کئے جو سلطان الفقراء

اور سید الکونین ہیں (جن میں ایک روح حضور غوث پاکؒ کی ہے)

۴۲-۴۳

پس معلوم ہوا کہ تمام قصائد شریفیہ میں یا اس کے علاوہ جہاں کہیں بھی حضور

غوث پاکؒ نے اپنے بلند مقامات و مراتب کا ذکر فرمایا ہے حق تعالیٰ کے حکم ہی سے فرمایا

ہے نہ کہ اپنی خواہش سے۔ حکم بھی اس وجہ سے آیا تاکہ لوگ آپ کے عظیم الشان مرتبے

کو جان جائیں۔

گیارہواں باب

رسالہ غوثِ اعظمین مع ترجمہ و تشریح

رسالہ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

یہ رسالہ حضور پر نور سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف مبارک ہے جس میں آپؑ نے اُن بے شمار الہامات میں سے جو حق تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وارد ہوئے ہیں بعض کو قلم بند فرمایا ہے۔ ہر الہام اسرار و رموز، علم و عرفان کے سمندر کا ایک موتی ہے۔ سالکانِ طریقت و معرفت کے لئے یہ ایک شیش بہا خزانہ ہے۔ یہ حضور غوث اک کا احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے طالبانِ حق کی بھلائی اور ان کی حقیقت کی طرف رہنمائی کے لئے یہ رسالہ تصنیف فرمایا۔ خوش نصیب ہے وہ جو اسے سمجھے اور غور کرے اور حیرت کی راہ کو پالے۔

ایک بار ص طور پر قابل ذکر ہے کہ ہر الہام میں حق تعالیٰ نے آپ کو یا غوثِ الاعظمؑ سے مخاطب کیا۔ غوثِ الاعظم کا معنی بہت بڑے فریادرس کا ہے اور حق الیٰ کا آپ کو اس خطاب سے نوازا اور مخاطب ہونا آپ کے مرتبے کی نشاندہی کرتا ہے جو ہمارے فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔

رسالتِ اعظم کی حقیقت حق تعالیٰ کی صفت دستگیری و فریادری ہے۔ سیدنا غوثِ اعظمؑ حق تعالیٰ کی صفت فریادری کی علامت ہیں اور آپ کی یہ حقیقت آپ کے جسمِ عنصری کے ظاہر ہونے سے بہت پہلے کی ہے جب سے کہ حق تعالیٰ کی صفت دستگیری کا عالم میں ظہور ہوا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَاشِفِ الْعُزَّةِ . وَالصَّلَاةُ عَلٰی خَيْرِ الْبَرِیَّةِ

(۱)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ الْمَسْتَوْحِشُ عَنْ غَيْرِ اللّٰهِ . وَالْمُسْتَأْنِسُ بِاللّٰهِ
اللّٰهُ تَعَالٰی نے فرمایا، یا غوثِ اعظم تم غیر اللہ سے مستوحش رہو اور اللہ سے مانوس ہو،

(۲)

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَبَّ الْغَوْثِ ، قَالَ كُلُّ طَوْرٍ
بَيْنَ النَّاسُوتِ وَالْمَلَكُوتِ فَهُوَ شَرِیْعَةٌ . وَكُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ الْمَلَكُوتِ وَ
الْجَبْرُوتِ فَهُوَ طَرِیْقَةٌ . وَكُلُّ طَوْرٍ بَيْنَ الْجَبْرُوتِ وَالْاَهْوَتِ فَهُوَ حَقِیْقَةٌ .
اللّٰهُ تَعَالٰی نے فرمایا اے غوثِ اعظم میں نے عرض کیا اے رب میں حاضر ہوں فرمایا جو
طور طریقِ ناسوت و ملکوت کے درمیان میں ہے وہ شریعت ہے۔ جو طور ملکوت اور جبروت
کے درمیان ہے وہ طریقت ہے اور جو طور طریقِ جبروت اور لاہوت کے درمیان ہے
وہ حقیقت ہے۔

(۳)

ثُمَّ قَالَ لِیَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ مَا ظَهَرْتُ فِي شَيْءٍ كَظَهَرُوْرِي فِي الْاِنْسَانِ
پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا جیسا کہ انسان میں۔

(۴)

ثُمَّ سَأَلْتُ يَا رَبِّ هَلْ لَكَ مَكَانٌ ، قَالَ لِیَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ اَنَا مُكَوِّنٌ

الْمَكَانِ وَ لَيْسَ لِي مَكَانٌ سِوَى الْإِنْسَانِ ۝

پھر میں نے سوال کیا اے رب تیرا کوئی مکان ہے۔ فرمایا اے غوث اعظم میں مکانوں کا پیدا کرنے والا ہوں اور انسان کے سوا کہیں میرا مکان نہیں ہے۔

(۵)

ثُمَّ سَأَلْتُ يَا رَبِّ هَلْ لَكَ أَكْلٌ وَ شَرِبٌ ۚ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمُ
أَكْلُ الْفَقِيرِ وَ شُرْبُهُ أَكْلِي وَ شَرْبِي ۚ

پھر میں نے دریافت کیا اے میرے رب کیا تیرے لئے کھانا پینا ہے۔ مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم فقیر کا کھانا اور اس کا پینا میرا کھانا اور پینا ہے۔

(۶)

ثُمَّ سَأَلْتُ يَا رَبِّ مِنْ أَيْ شَيْءٍ خَلَقْتَ الْمَلَائِكَةَ قَالَ لِي يَا غَوْثَ
الْأَعْظَمُ خَلَقْتُ الْمَلَائِكَةَ مِنْ نُورِ الْإِنْسَانِ وَ خَلَقْتُ الْإِنْسَانَ مِنْ نُورِي
پھر میں نے دریافت کیا اے رب تو نے فرشتوں کو کس چیز سے پیدا کیا۔ فرمایا اے
غوث اعظم میں نے فرشتوں کی تخلیق انسان کے نور سے کی اور انسان کو اپنے نور سے
پیدا کیا۔

(۷)

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ جَعَلْتُ الْإِنْسَانَ مَطِيئَتِي وَ جَعَلْتُ سَائِرَ
الْأَكْوَانِ مَطِيئَةً لَّهُ ۚ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث الاعظم میں نے انسان کو اپنی سواری اور سارے اکوان کو
انسان کی سواری بنایا۔

(۸)

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ نِعْمَ الطَّالِبُ أَنَا وَنِعْمَ الْمَطْلُوبُ الْإِنْسَانُ
وَنِعْمَ الرَّائِبُ أَنَا وَنِعْمَ الْمَرْكُوبُ الْإِنْسَانُ وَنِعْمَ الرَّائِبُ الْإِنْسَانُ
وَنِعْمَ الْمَرْكُوبُ لَهُ سَائِرُ الْأَكْوَانِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم کیا ہی اچھا طالب ہوں میں اور کیا ہی اچھا مطلوب ہے
انسان۔ کیا ہی اچھا سوار ہوں میں اور کیا ہی اچھی سواری ہے انسان اور کیا ہی اچھا سوار
ہے انسان کیا ہی اچھی سواری ہے جس کی سارا اکوان۔

(۹)

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ الْإِنْسَانُ سِرِّي وَأَنَا سِرُّهُ - لَوْ عَرَفَ الْإِنْسَانُ
مَنْزِلَتَهُ عِنْدِي لَقَالَ فِي كُلِّ نَفْسٍ مِنَ الْأَنْفَاسِ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ إِلَّا لِي -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں۔ اگر انسان
جان لے جو اس کی منزلت میرے نزدیک ہے تو ہر نفس میں کہے کہ آج کس
کی بادشاہت ہے سوائے میرے۔

(۱۰)

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ مَا أَكَلَ الْإِنْسَانُ شَيْئًا وَمَا شَرَبَ وَ
مَا قَامَ وَمَا قَعَدَ وَمَا نَطَقَ وَمَا صَمَّتْ وَمَا فَعَلَ فِعْلًا وَمَا تَوَجَّهَ لِشَيْءٍ
وَمَا غَابَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا وَأَنَا فِيهِ سَاكِنٌ وَمَتَحَرَّكٌ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ انسان کوئی چیز نہیں کھاتا نہ پیتا نہ کھڑا ہوتا نہ بیٹھتا
نہ بولتا نہ سنتا نہ کوئی کام کرتا نہ کسی چیز کی طرف متوجہ ہوتا نہ اس سے بے رُخ ہوتا ہے

مگر یہ کہ اس میں میں ہوتا ہوں میں ہی اس کو ساکن رکھتا ہوں اور متحرک رکھتا ہوں

(۱۱)

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ جِسْمِ الْإِنْسَانِ وَنَفْسُهُ وَقَلْبُهُ وَرُوحُهُ
وَسَمْعُهُ وَبَصَرُهُ وَيَدُهُ وَرِجْلُهُ وَكُلُّ ذَلِكَ أَظْهَرُهُ لَكَ بِنَفْسِي لِنَفْسِي
لَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَلَا أَنَا غَيْرُهُ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ عظیم انسان کا جسم اس کا نفس اس کا قلب اس کی روح
اس کے کان اور آنکھ اس کے ہاتھ اور پاؤں اور زبان ہر ایک کو میں نے ظاہر کیا۔
اپنی ذات سے اپنے لیے۔ وہ نہیں ہے مگر میں ہی ہوں میں اس کا غیر نہیں ہوں۔

(۱۲)

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِذْ رَأَيْتَ الْفَقِيرَ الْمُحْتَرِقَ بِنَارِ الْفَقْرِ وَالْمُنْكَسِرَ
بِكَثْرَةِ الْفَاقَةِ فَتَقَرَّبَ إِلَيْهِ لِأَنَّهُ لَا حِجَابَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ عظیم جب تم کسی فقیر کو دیکھو کہ وہ فقر کی آگ میں جل گیا ہے اور
فاقے کے اثر سے شکستہ ہو گیا ہے تو اس کا تقرب ڈھونڈو کیونکہ میرے اور اس کے
درمیان کوئی حجاب نہیں۔

(۱۳)

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ لَا تَأْكُلْ طَعَامًا وَلَا تَشْرَبْ شَرَابًا وَلَا تَنَمْ
نَوْمَةً إِلَّا عِنْدَ قَلْبٍ حَاضِرٍ وَعَيْنٍ نَاطِرٍ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ عظیم تم نہ کھانا کھاؤ نہ کچھ پیو اور نہ سوؤ مگر میرے ہی پاس حضور
قلب اور چشمِ بینا کے ساتھ۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ مَنْ حُرِّمَ عَنِّي سَفَرِي فِي الْبَاطِنِ ابْتُلِيَ بِسَفَرِ
الظَّاهِرِ وَلَمْ يَزِدْ إِلَّا بَعْدًا فِي سَفَرِ الظَّاهِرِ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جو باطن میں میری طرف سفر سے محروم رہا میں اس کو ظاہری
سفر میں مبتلا کرتا ہوں اور اس کو میری طرف سے اور کچھ نہیں بجز اس کے کہ سفر ظاہری
کے ذریعہ مزید دوری ہو۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِلَّا تَحَادُّ حَالٌ لَا يُعْبَرُ بِلِسَانِ الْمُقَالِ
فَمَنْ آمَنَ بِهِ قَبْلَ وُجُودِ الْحَالِ فَقَدْ كَفَرَّ وَمَنْ أَرَادَ الْعِبَادَةَ بَعْدَ الْوُجُودِ
فَقَدْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم (محبوب ہے) یگانگت کی کیفیت ایسی ہے کہ زبانی باتوں
سے بیان نہیں ہو سکتی۔ تو جس شخص نے حال کے وارد ہونے سے قبل اس کی تصدیق کر دی
تو اس نے کفر کیا اور جس نے وصل کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اس نے شرک کیا اللہ
عظمت والے کے ساتھ۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ مَنْ سَعِدَ بِالسَّعَادَةِ الْأَزَلِيَّةِ طُوبَى لَهُ
لَمْ يَكُنْ مَخْذُومًا وَلَا أَبَدًا وَمَنْ شَقِيَ بِالشَّقَاوَةِ الْأَزَلِيَّةِ فَوَيْلٌ لَهُ لَمْ
يَكُنْ مَقْبُولًا بَعْدَ ذَلِكَ قَطُّ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جو کوئی ازلی سعادت سے سعید بن گیا تو اس کیلئے

طوبیٰ یعنی خوشی کا مقام ہے اس کے بعد وہ مردود نہیں ہو سکتا۔ اور جو کوئی ازلی شقاوت سے شقی بن گیا تو اس کے لیے ویل یعنی ہلاکت ہے اور اس کے بعد وہ کبھی مقبول نہیں ہو سکتا۔

۱۶

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ جَعَلْتُ الْفَقْرَ وَالْفَاقَةَ مَطِيَّةَ الْإِنْسَانِ
فَمَنْ رَكِبَهَا فَقَدْ بَلَغَ الْمَنْزِلَ قَبْلَ أَنْ يَقْطَعَ الْمَنَازِلَ وَالْبَوَادِي
پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میں نے فقر و فاقہ کی سواری بنائی ہے انسان کے لیے
جو اس پر سوار ہوا منزلِ مقصود پر پہنچ گیا۔ قبل اس کے کہ وہ منازل اور جنگلوں کو
قطع کرے۔

۱۸

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ لَوْ عَلِمَ الْإِنْسَانُ مَا كَانَ بَعْدَ الْمَوْتِ مَا
تَمَنَّى الْحَيَاةَ فِي الدُّنْيَا وَيَقُولُ بَيْنَ يَدَيْ كُلِّ لَحْظَةٍ وَ لَمَّحَةٍ يَا
رَبِّ أُمَّتِي

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اگر انسان جان لے کہ جو کچھ موت کے بعد ہوتا ہے
تو ہرگز دنیوی زندگی کی تمنا نہ کرے اور ہر لحظہ اور ہر لمحہ یہ کہے کہ اے رب مجھ کو موت
دے دے۔

۱۹

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ حُجَّةُ الْخَلَائِقِ عِنْدَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ الصَّمُّ
الْبُكْمُ الْعُمَى ثُمَّ التَّحَسُّرُ وَالْبُكَاءُ وَفِي الْقَبْرِ كَذَا الْكَ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم خلاق کی حجت میرے نزدیک بروز قیامت بہرا گونگا اور
اندھا ہونا ہے پھر حسرت اور گریہ اور قبر میں بھی ایسا ہی ہے۔

۲۰

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ الْمَحَبَّةُ بَيْنِي وَبَيْنَ الْمُحِبِّ وَالْمُحَبُّوبِ
فَإِذَا فَتِيَ الْمُحِبُّ عَنِ الْمَحَبَّةِ وَصَلَّ بِالْمُحَبُّوبِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم محب اور محبوب کے درمیان محبت ایک پردہ ہے پس
جب محب محبت سے فنا ہو جاتا ہے تو محبوب سے واصل ہو جاتا ہے۔

۲۱

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ رَأَيْتُمُ الْأَرْوَاحَ يَتَرَقَّصُونَ فِي قَوَائِمِهِمْ
بَعْدَ قَوْلِي أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میں نے تمام ارواح کو دیکھا کہ وہ اپنے قابلوں میں تاحتی
ہیں میرے قولِ الست برکم کے بعد سے روز قیامت تک۔

۲۲

ثُمَّ قَالَ الْغَوْثُ رَأَيْتُمُ الرَّبَّ تَعَالَى وَقَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ مَنْ
سَأَلَنِي عَنِ الرَّؤْيِيَةِ بَعْدَ الْعِلْمِ فَهُوَ مُحَجَّبٌ بِعِلْمِ الرَّؤْيِيَةِ فَمَنْ ظَنَّ
أَنَّ الرَّؤْيِيَةَ غَيْرَ الْعِلْمِ فَهُوَ مَفْرُورٌ بِرؤْيِيَةِ اللَّهِ تَعَالَى

پھر حضرت غوث نے کہا میں نے رب تعالیٰ کو دیکھا اس نے مجھ سے کہا اے غوث
اعظم جو کوئی علم کے بعد میری رویت کے متعلق پوچھے تو وہ علمِ رویت سے محجوب ہے اور
جس نے بغیر علم کے رویت کے متعلق صرف گمان و قیاس کیا تو وہ حق تعالیٰ کی رویت

کے بارے میں دھوکے میں ہے

۲۳

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ مَنْ رَأَى أَسْتَغْنَى عَنِ السُّؤَالِ فِي كُلِّ
حَالٍ وَمَنْ لَمْ يَرِنِ فِيهِ لَا يَنْفَعُهُ السُّؤَالُ وَهُوَ مُحْجُوبٌ بِالْمَقَالِ
پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جس نے مجھے دیکھا وہ سوال سے بے نیاز ہو گیا ہر حال میں
اور جو مجھے نہیں دیکھتا سوال سے اس کو کوئی فائدہ نہیں وہ تو سوال کی وجہ سے محجوب

ہے۔

۲۴

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ لَيْسَ الْفَقِيرُ عِنْدِي لَيْسَ لَهُ شَيْءٌ بِلِ
الْفَقِيرِ الَّذِي لَهُ أَمْرٌ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِذَا قَالَ لَشَيْءٍ كُنْ فَيَكُونُ
پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میرے نزدیک فقیر وہ نہیں ہے جس کے پاس کوئی
چیز نہ ہو بلکہ فقیر وہ ہے جس کے لیے امر ہے ہر شے میں کہ جب اس شے کو کہے ہو
جاتا وہ ہو جائے۔

۲۵

ثُمَّ قَالَ لِي لَا الْفَتَّةَ وَلَا نِعْمَةَ فِي الْجَنَانِ بَعْدَ ظُهُورِي فِيهَا وَلَا وَحْشَةَ
وَلَا حَرْقَةَ فِي النَّارِ بَعْدَ خَطَابِي لِأَهْلِهَا
پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جنت میں میرے ظہور کے بعد الفت اور نعمت نہیں رہے گی۔
اسی طرح دوزخ میں اہل دوزخ سے میرے خطاب کے بعد وحشت اور جلن نہیں رہے گی۔

۲۶

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَنَا أَكْرَمُ مِنْ كُلِّ كَرِيمٍ وَأَنَا أَرْحَمُ مِنْ
كُلِّ رَحِيمٍ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میں کریم ہوں ہر کریم سے بڑھ کر اور رحیم ہوں ہر رحیم
سے بڑھ کر۔

۲۷

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ نَمَّ عِنْدِي لَا كُنُومِ الْعَوَامِ تَزَنِي،
فَقُلْتُ يَا رَبِّ كَيْفَ أَنَا مَعِنْدَكَ قَالَ بِخُمُودِ الْجِسْمِ عَنِ اللَّذَاتِ وَخُمُودِ
النَّفْسِ عَنِ الشَّهَوَاتِ۔ وَخُمُودِ الْقَلْبِ عَنِ الْخَطَرَاتِ۔ وَخُمُودِ الرُّوحِ عَنِ
اللَّحَطَاتِ۔ فِي فَنَاءِ ذَانِكَ فِي الْبَدَاتِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم تو میرے پاس سو جا۔ عوام کی نیند کی طرح نہیں۔ پھر تو
مجھے دیکھے گا۔ تو میں نے عرض کی اے پروردگار میں تیرے پاس کیسے سوؤں، فرمایا
جسم کو لذتوں سے بچھانے کے ساتھ اور نفس کو شہوتوں سے بچھانے کے ساتھ اور دل کو
خطرات سے بچھانے کے ساتھ اور روح کو انتطار سے ٹھنڈا کرنے کے ساتھ۔ ذات میں تیری
ذات کے فنا ہونے میں۔

۲۸

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ قُلْ لِأَصْحَابِكَ وَأَحْبَابِكَ مَنْ أَرَادَ مِنْكُمْ
جَنَابِي فَعَلَيْهِ بِاخْتِيَارِ الْفَقْرِ فَإِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَلَا تَمَّ إِلَّا أَنَا۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اپنے دوست احباب سے کہدو کہ تم میں سے جو ارادہ کرے

میری حضوری کا تو وہ فقر اختیار کرے۔ فقر جب تمام ہو جاتا ہے تو وہ نہیں رہتے سوائے میرے

۲۹

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ طُوبَى لَكَ إِنْ كُنْتَ رَوْفَاعًا عَلِيَّ بَرِيَّتِي وَطُوبَى لَكَ إِنْ كُنْتَ غَفُورًا لِبَرِيَّتِي۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم تیرے لیے طوبیٰ یعنی خوشخبری ہے اگر تو میری مخلوق پر مہربانی کرے اور طوبیٰ یعنی خوشخبری ہے اگر تو میری مخلوق کو معاف کرے۔

۳۰

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ قُلْ لِأَحْبَابِكَ وَأَصْحَابِكَ اِغْتَنِمُوا دَعْوَةَ الْفُقَرَاءِ فَإِنَّهُمْ عِنْدِي وَأَنَا عِنْدَهُمْ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اپنے احباب و اصحاب کو کہد و فقرا کی دعا کو غنیمت سمجھو کیونکہ وہ میرے نزدیک ہیں اور میں ان کے نزدیک ہوں۔

۳۱

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أُنَامَاوِي كُلِّ شَيْءٍ وَمَسْكَنُهُ وَمَنْظَرُهُ وَإِلَى الْمَصِيرِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میں ہر چیز کا اصل ہوں اور اس کا مسکن اور اس کا منظر اور ہر چیز میری طرف لوٹنے والی ہے۔

۳۲

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ لَا تَنْظُرُ إِلَى الْجَنَّةِ وَمَا فِيهَا تَرَانِي بِلَا وَاسِطَةٍ وَلَا تَنْظُرُ إِلَى النَّارِ وَمَا فِيهَا تَرَانِي بِلَا وَاسِطَةٍ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جنت اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ دیکھو
تو مجھے دیکھ لو گے بلا واسطہ۔ اور دوزخ اور جو کچھ اس میں ہے اس کی طرف نہ دیکھو
تو مجھے بلا واسطہ دیکھ لو گے۔

۳۳

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَشْغُولُونَ بِالْجَنَّةِ وَ اَهْلُ
النَّارِ مَشْغُولُونَ بِهَا۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اہل جنت جنت سے مشغول ہیں اور اہل دوزخ مجھ سے
مشغول ہیں۔

۳۴

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ بَعْضُ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَعَوَّذُونَ مِنَ النَّعِيمِ
كَاهِلِ النَّارِ يَتَعَوَّذُونَ مِنَ الْجَحِيمِ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم بعض اہل جنت جنت سے پناہ مانگیں گے جس طرح اہل
دوزخ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں۔

۳۵

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثُ الْاَعْظَمِ مَنْ شِئِلَ بِسِوَايَ كَانَ لِصَاحِبِهِ زُنَّارًا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جو میرے سوا کسی شے کے ساتھ مشغول ہو اقیامت
کے روز وہ شے اس کے لیے زناں ثابت ہوگی۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَهْلُ الْقُرْبَةِ يَسْتَفِيثُونَ مِنَ الْقُرْبَةِ كَمَا
أَنَّ أَهْلَ الْبُعْدِ يَسْتَفِيثُونَ مِنَ الْبُعْدِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اہلِ قرب فریاد کرتے ہیں قربت سے جس طرح اہلِ بعد
فریاد کرتے دوری سے -

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِنَّ لِي عِبَادًا سَوَّاهُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ
لَا يَطَّلِعُ عَلَى أَحْوَالِهِمْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْآخِرَةِ
وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَلَا أَحَدٌ مِنَ أَهْلِ النَّارِ وَلَا مَالِكٌ وَلَا رِضْوَانٌ
وَلَا جَعَلْتَهُمْ لِلْجَنَّةِ وَلَا لِلنَّارِ وَلَا لِلثَّوَابِ وَلَا لِلْعِتَابِ وَلَا لِلْحُورِ وَلَا
لِلْقُصُورِ وَلَا لِلْعُلْبَانِ فَطُوبَى لِمَنْ أَمِنَ بِهِمْ وَإِنْ لَمْ يَعْرِضْهُمْ ثُمَّ قَالَ
لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ وَأَنْتَ مِنْهُمْ وَمِنْ عِلْمَاتِهِمْ فِي الدُّنْيَا أَجْسَامُهُمْ
مُحْتَرِقَةٌ مِنْ قِلَّةِ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ وَنُفُوسُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الشَّهَوَاتِ
وَقُلُوبُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ الْخَطَرَاتِ وَأَرْوَاحُهُمْ مُحْتَرِقَةٌ عَنِ اللَّحَطَاتِ
وَهُمْ أَصْحَابُ الْبَقَاءِ الْمُحْتَرِقِينَ بِنُورِ الْبِقَاءِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میرے بعض بندے سوائے انبیاء و مرسلین کے ایسے ہیں کہ ان
کے احوال سے کوئی بھی واقف نہیں اہلِ دنیا سے اور نہ کوئی اہلِ جنت سے اور نہ کوئی
اہلِ دوزخ سے اور نہ مالک اور نہ رضوان اور میں نے نہ ان کو جنت کے لیے پیدا کیا،
اور نہ دوزخ کے لیے اور نہ ثواب کے لیے اور نہ عقاب کے لیے اور نہ حُور کے لیے اور نہ

قصور کے لیے اور نہ غلمان کے لیے۔ پس خوشی ہے ان کے لیے جو ان پر ایمان لائیں، اگرچہ وہ پہچانیں نہیں۔ پھر فرمایا اے غوثِ اعظم تم انہیں میں سے ہو اور ان کی علامات دنیا میں یہ ہیں کہ ان کے جسم کم کھانے پینے کی وجہ سے جلتے ہیں اور ان کے نفوس خواہشات کے پرہیز سے جلتے ہیں۔ اور ان کے قلوب خطرات سے احتراز سے جلتے ہیں اور ان ارواحِ لطیفات سے جلتی ہیں وہ اصحابِ بقا ہیں جو نورِ بقا سے جلتے ہیں۔

۳۸

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِذَا جَاءَكَ عَطْشَانٌ فِي يَوْمٍ شَدِيدٍ الْحَرِّ
وَأَنْتَ صَاحِبُ الْمَاءِ الْبَارِدِ وَلَيْسَ لَكَ حَاجَةٌ بِالْمَاءِ فَلَوْ كُنْتَ
تَمْنَعُهُ فَانْتَ أَبْخَلُ الْبَاخِلِينَ - فَكَيْفَ أَمْنَعُهُمْ مِنْ رَحْمَتِي وَأَنَا سَجَلْتُ
عَلَى نَفْسِي بِأَنْفِي أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ -

پھر فرمایا اے غوثِ اعظم جب تمہارے پاس پیاسے آئیں ایسے دن کہ سخت گرمی ہو اور تمہارے پاس ٹھنڈا پانی ہو اور تم کو پانی کی ضرورت نہ ہو پس اگر تم نے پانی دینے سے انکار کیا تو تم بخیلوں کے بخیل ہو گے پس میں ان کو کس طرح محروم رکھ سکتا ہوں اپنی رحمت سے حالانکہ میں نے اپنی شہادت دی اپنے نفس پر کہ میں ارحم الراحمین ہوں۔

۳۹

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ مَا بَعْدَ عَيْنِي أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْمَعَاصِي وَمَا
قَرُبَ أَحَدٌ مِنِّي مِنْ أَهْلِ الطَّاعَاتِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم گناہگاروں میں سے کوئی مجھ سے دور نہیں ہوتا، اور

فرمایا داروں میں سے کوئی مجھ سے قریب نہیں ہوتا۔

۴۰

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ لَوْ قَرَبَ مِنِّي أَحَدٌ لَكَانَ مِنْ أَهْلِ الْمَعَاصِي
لَأَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْعِجْزِ وَالنَّدَمِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اگر مجھ سے کوئی قریب ہوگا تو وہ گناہگاروں میں سے
ہوگا۔ کیونکہ گناہگار عاجزی اور پشیمانی والے ہیں۔

۴۱

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ الْعِجْزُ مَنبَعُ الْأَنْوَارِ وَالْعُجْبُ مَنبَعُ
الظُّلْمَةِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم عاجزی انوار کا منبع ہے اور خود پسندی ظلمت (تاریکی)
کا منبع ہے۔

۴۲

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَهْلُ الْمَعَاصِي مَحْجُوبُونَ بِالْمَعَاصِي وَأَهْلُ
الطَّاعَاتِ مَحْجُوبُونَ بِالطَّاعَاتِ وَلِيٌ وَرَاءَهُمْ قَوْمٌ آخِرُونَ
لَيْسَ لَهُمْ غَمُّ الْمَعَاصِي وَلَا هَمُّ الطَّاعَاتِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اہلِ معاصی اپنے گناہوں کی وجہ سے محجوب ہیں اور اہلِ
طاعت اپنی طاعت کی وجہ سے محجوب ہیں اور میرا ایک گروہ ہے ان کے علاوہ جن کو
نہ معاصی کا غم ہے اور نہ طاعت کی شکر۔

۲۳

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ بَشِّرِ الْمُدْنِيِّينَ بِالْفَضْلِ وَالْكَرَمِ وَبَشِّرِ
الْمُعْجِبِينَ بِالْعَدْلِ وَالنَّقْمِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم گناہگاروں کو فضل و کرم کی خوشخبری سناؤ اور خود پسندوں
کو انصاف اور عقاب کی خوشخبری سناؤ۔

۲۴

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَهْلُ الطَّاعَةِ يَذْكُرُونَ النِّعْمَ
أَهْلُ الْعِصْيَانِ يَذْكُرُونَ الرَّحِيمَ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم طاعت والے یاد کرتے ہیں نعمتوں کو اور گناہگار یاد کرتے
ہیں رحیم فرمانے والے کو۔

۲۵

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَنَا قَرِيبٌ إِلَى الْعَاصِي بَعْدَ مَا يَفْرُغُ
مِنَ الْعِصْيَانِ وَأَنَا بَعِيدٌ مِنَ الْمُطِيعِ إِذَا فَرَغَ مِنَ الطَّاعَاتِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم میں قریب ہوں عاصی کے جب وہ گناہوں سے فارغ
ہو جائے اور میں دور ہوں طاعت گزار سے جب وہ طاعت سے فارغ ہو جائے۔

۲۶

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ خَلَقْتُ الْعَوَامَ فَلَمْ يُطِيقُوا نُورَ بَهَائِي
فَجَعَلْتُ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ حِجَابَ الظُّلْمَةِ وَخَلَقْتُ الْخَوَاصَّ فَلَمْ يُطِيقُوا
مَجَاوِرَتِي فَجَعَلْتُ الْأَنْوَارَ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ حِجَابًا -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ عظیم میں نے عوام کو پیدا فرمایا تو وہ میرے حسن کی چمک برداشت نہ کر سکے تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان ظلمت کا پردہ ڈال دیا اور میں نے خواص کو پیدا فرمایا تو وہ میرا قرب برداشت نہ کر سکے تو میں نے اپنے اور ان کے درمیان انوار کا پردہ ڈال دیا۔

۲۷

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ قُلْ لِأَصْحَابِكَ مَنْ أَرَادَ مِنْهُمْ أَنْ يَصِلَ إِلَيَّ فَعَلَيْهِ بِالْخُرُوجِ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ سِوَايَ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ عظیم اپنے دوستوں سے کہ دو جوان میں سے میری طرف پہنچنے کا ارادہ کرتا ہے کہ وہ میرے سوا ہر چیز کو چھوڑ دے۔

۲۸

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَخْرِجْ عَنْ عُقْبَةِ الدُّنْيَا تَصِلُ بِالْآخِرَةِ
وَ أَخْرِجْ عَنْ عُقْبَةِ الْآخِرَةِ تَصِلُ إِلَيَّ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ عظیم دنیا کی جزا چھوڑ دو آخرت کو پا لو گے اور آخرت کی جزا چھوڑ دو مجھ تک پہنچ جاؤ گے۔

۲۹

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ أَخْرِجْ عَنِ الْأَجْسَامِ وَالنُّفُوسِ ثُمَّ أَخْرِجْ
عَنِ الْقُلُوبِ وَالْأَذْوَانِ ثُمَّ أَخْرِجْ مِنَ الْحُكْمِ وَالْأَمْرِ تَصِلُ إِلَيَّ فَقُلْتُ
يَا رَبِّ أَيْ صَلَاةٍ أَقْرَبُ إِلَيْكَ قَالَ الصَّلَاةُ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا سِوَايَ وَالْمُصَلِّي
عَنْهَا غَائِبٌ - ثُمَّ قُلْتُ أَيْ صَوْمٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الصَّوْمُ الَّذِي لَيْسَ

سَوَائِي وَالصَّائِمُ عَنْهُ غَائِبٌ - ثُمَّ قُلْتُ أَيُّ عَمَلٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ الْعَمَلُ
الَّذِي لَيْسَ فِيهِ سَوَائِي مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَصَاحِبُهُ عَنْهُ غَائِبٌ - ثُمَّ قُلْتُ
أَيُّ بُكَاءٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ بُكَاءُ الصَّاحِحِينَ ثُمَّ قُلْتُ أَيُّ ضِحِكٍ
عِنْدَكَ أَفْضَلُ قَالَ ضِحْكُ الْبَاكِيْنَ - ثُمَّ قُلْتُ أَيُّ تَوْبَةٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ
قَالَ تَوْبَةُ الْمُعْصُومِينَ - ثُمَّ قُلْتُ أَيُّ عَصْمَةٍ أَفْضَلُ عِنْدَكَ قَالَ
عِصْمَةُ التَّائِبِينَ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم نکل جاؤ اجسام سے اور نفوس سے پھر نکل جاؤ قلوب سے
اور ارواح سے پھر نکل جاؤ حکم سے اور امر سے تاکہ مجھ سے ملو پس میں نے کہا اے رب کونسی
نماز تجھ سے بہت قریب ہے فرمایا کہ وہ نماز جس میں میرے سوا کوئی نہ ہو اور نمازی
خود اس سے غائب ہو۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ کونسا روزہ تیرے نزدیک افضل ہے
فرمایا وہ روزہ جس میں سوائے میرے کوئی نہ ہو اور روزہ دار خود بھی اس سے غائب ہو
پھر میں نے عرض کیا کونسا عمل تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا وہ عمل جس میں میرے سوا
کوئی نہ ہو نہ جنت نہ دوزخ بلکہ صاحبِ عمل بھی اس سے غائب ہو۔ پھر میں نے عرض
کیا تیرے نزدیک کونسا گریہ افضل ہے فرمایا کہ ہنسنے والوں کا رونا۔ پھر میں نے عرض کیا
کونسی ہنسی تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا رونے والوں کی ہنسی۔ پھر میں نے عرض کیا کہ
کونسی توبہ تیرے نزدیک افضل ہے فرمایا بے گناہ بندوں کی توبہ۔ پھر میں نے عرض کیا
کونسی بے گناہی تیرے نزدیک افضل ہے۔ فرمایا کہ توبہ کرنے والوں کی بے گناہی۔

۵۰

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ لَيْسَ لِصَاحِبِ الْعِلْمِ عِنْدِي سَبِيلٌ إِلَّا

بَعْدَ اِنْكَارِهِ لِاَنَّهُ لَوْ تَرَكَ الْعِلْمَ عِنْدَهُ صَارَ شَيْطَانًا۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم صاحبِ علم کے لیے اس کے علم کے ذریعہ میری طرف کوئی راستہ نہیں مگر علم کے انکار کے بعد کیونکہ وہ جب علم کو اس کے پاس چھوڑ دیتا ہے تو وہ شیطان ہو جاتا ہے۔

۵۱

قَالَ الْغَوْثُ رَأَيْتُ عَزَّ سُلْطَانَهُ فَسَأَلْتُهُ يَا رَبِّ مَا مَعْنَى لِعِشْقٍ قَالَ الْعِشْقُ حِجَابٌ بَيْنَ الْعَاشِقِ وَالْمُعَشُوقِ

حضرت غوث نے فرمایا کہ میں نے ربِّ العزت کو دیکھا پس میں نے دریافت کیا۔ اے ربِّ عشق کے کیا معنی ہیں، فرمایا عشق حجاب ہے عاشق و معشوق کے درمیان۔

۵۲

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِذَا أَرَدْتَ التَّوْبَةَ فَعَلَيْكَ بِإِخْرَاجِ هَمِّ الدَّنْبِ عَنِ النَّفْسِ ثُمَّ بِإِخْرَاجِ الْمَخْطَرَاتِ عَنِ الْقَلْبِ تَصِلُ إِلَى وَ الْآفَانَتِ مِنَ الْمُسْتَهْزِئِينَ

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جب تم نے ارادہ کر لیا تو نہ کا تو تم پر لازم ہو گیا و سا و س نفسانی اور خطراتِ قلبی سے باہر نکل جاؤ اور مجھ سے مل جاؤ ورنہ تم دل لگی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

۵۳

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَدْخُلَ حَرَمِي فَلَا تَلْتَفِتْ بِالْمُلْكِ وَالْمَلَكُوتِ وَلَا بِالْجَبْرُوتِ لِأَنَّ الْمُلْكَ شَيْطَانُ الْعَالَمِ وَالْمَلَكُوتُ

شَيْطَانُ الْعَارِفِ وَالْجَبْرُوتِ شَيْطَانُ الْوَاقِفِ فَمَنْ رَضِيَ بِوَاحِدٍ مِنْهَا فَهُوَ
عِنْدِي مِنَ الْمَطْرُودِينَ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جب تم نے ارادہ کر لیا میرے حرم میں داخل ہونے کا
تو التفات نہ کرو ملک کی طرف اور نہ ملکوت کی طرف اور نہ جبروت کی طرف کیونکہ
ملک شیطان ہے عالم کے لیے اور ملکوت شیطان ہے عارف کے لیے اور جبروت
شیطان ہے واقف کے لیے۔ پس جو راغب ہو ان میں سے کسی کی طرف وہ میرے
نزدیک مردودوں میں سے ہے۔

۵۴

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ الْمُجَاهِدَةَ بِحُرِّ مِنَ الْمُشَاهِدَةِ وَحَيْثَانَهُ
الْوَاقِفُونَ فَمَنْ أَرَادَ الدُّخُولَ فِي بَحْرِ الْمُشَاهِدَةِ فَعَلَيْهِ بِاخْتِيَارِ
الْمُجَاهِدَةِ لِأَنَّ الْمُجَاهِدَةَ بَدْرُ الْمُشَاهِدَةِ۔

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم مجاہدہ مشاہدہ کے سمندروں کا ایک سمندر ہے اور واقفیت
رکھنے والے اس کی مچھلیاں ہیں پس جس نے ارادہ کیا بحرِ مشاہدہ میں داخل ہونے کا
اسے لازم ہے کہ مجاہدہ اختیار کرے کیونکہ مجاہدہ بیج ہے مشاہدہ کا۔

۵۵

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ لَا بُدَّ لِلطَّالِبِينَ مِنَ الْمُجَاهِدَةِ كَمَا لَا
بُدَّ لَهُمْ مَيِّتٍ،

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم طالبوں کے لیے مجاہدہ اسی طرح ضروری ہے جیسے اُن
کے لیے میری ذات ضروری ہے۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِنَّ أَحَبَّ الْعِبَادِ إِلَيَّ عَبْدِي الَّذِي كَانَ
لَهُ وَالِدٌ وَوَلَدٌ وَقَلْبُهُ فَارِعٌ مِنْهُمَا بَحِثْ لَوَمَاتَ لَهُ الْوَالِدُ فَلَا
يَكُونُ لَهُ حُزْنٌ بِمَوْتِ الْوَالِدِ وَلَوَمَاتَ لَهُ الْوَلَدُ فَلَا يَكُونُ لَهُ
هَمٌّ الْوَلَدِ فَإِذَا بَلَغَ الْعَبْدُ هَذِهِ الْمَنْزِلَةَ فَهُوَ عِنْدِي بِلَا وَالِدٍ
وَبِلَا وَلَدٍ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ.

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم میرے نزدیک سب سے زیادہ محبت والا بندہ وہ ہے
جس کا والد ہو اور اولاد ہو اور اس کا قلب ان دونوں سے فارغ ہو اس حیثیت
میں اگر اس کا والد مر جائے تو اس کو والد کی موت کا غم نہ ہو اور اگر اس کی اولاد
مر جائے تو اولاد کی موت کا اس کو غم نہ ہو جب اس درجہ پر بندہ پہنچے تو میرے
پاس بغیر والد اور بغیر اولاد کے ہوگا جس کا کوئی قرابت دار نہیں۔

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ مَنْ يَذُقْ فَنَاءَ الْوَالِدِ بِمُحَبَّتِي وَفَنَاءَ
الْوَلَدِ بِمَوَدَّتِي لَمْ يَجِدْ لَذَّةَ الْوَحْدَانِيَّةِ وَالْفَرْدَانِيَّةِ.

پھر مجھ سے فرمایا اے غوث اعظم جو شخص مزہ نہ چکھے والد کی فنا کا میری محبت میں اور
اولاد کی فنا کا میری مودت یعنی دوستی میں تو اس کے لئے وحدانیت اور فردانیت
کی کوئی لذت نہیں۔

۵۸

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ إِذَا أَرَدْتَ أَنْ تَنْظُرَ إِلَيَّ فِي مَحَلِّ
فَاخْتَرْ قَلْبًا فَارِعًا عَنِ سِوَايَ - فَقُلْتُ يَا رَبِّ وَمَا عِلْمُ الْعِلْمِ - قَالَ عِلْمُ
الْعِلْمِ هُوَ الْجَهْلُ عَنِ الْعِلْمِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جب تم ارادہ کرو مجھے دیکھنے کا کسی مقام میں تو قلب
کو منتخب کرو جو میرے غیر سے پاک ہو۔ پس میں نے عرض کیا اے رب علم کا علم کیا
ہے۔ فرمایا علم کا علم اس علم سے جاہل ہو جانا ہے۔

۵۹

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ طُوبَى لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبِهِ إِلَى الْمَجَاهِدَةِ
وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ مَالَ قَلْبِهِ إِلَى الشَّهَوَاتِ -

پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم خوشی ہے اس بندے کے لیے جس کا قلب
مجاہدے کی طرف مائل ہو اور اُس بندے کے لیے ویل ہے جس کا قلب شہوات
کی طرف مائل ہو گیا۔

۶۰

قَالَ الْغَوْثُ سَأَلْتُ الرَّبَّ تَعَالَى عَنِ الْمِعْرَاجِ قَالَ هُوَ الْعُرُوجُ عَنِ كُلِّ
شَيْءٍ سِوَايَ وَكَمَالُ الْمِعْرَاجِ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى -

حضرت غوث نے فرمایا کہ میں نے رب تعالیٰ سے معراج کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ وہ
عروج ہے ہر شے سے سوائے میرے اور معراج کا کمال یہ ہے کہ نہ آنکھ بھسکے اور نہ
بے راہ ہو۔

۶۱

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَا مِعْرَاجَ لَهُ عِنْدِي
 پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم اس کی نماز ہی نہیں جس کی معراج نہ ہو میری
 طرف۔

۶۲

ثُمَّ قَالَ لِي يَا غَوْثَ الْأَعْظَمِ الْمَحْرُومُ عَنِ الصَّلَاةِ هُوَ الْمَحْرُومُ
 عَنِ الْمِعْرَاجِ عِنْدِي۔
 یہ پھر مجھ سے فرمایا اے غوثِ اعظم جو نماز سے محروم ہے وہ میری طرف معراج سے
 محروم ہے۔

شرح رسالہ غوثیہ

ذیل میں صرف ان الہامات کی تشریح بیان کی گئی ہے جن کا معنی اور مفہوم واضح کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔

۲

یعنی عالم ناسوت سے ترقی کر کے عالم ملکوت تک پہنچنے کا طور طریقہ شریعت کی اتباع ہے۔ عالم ناسوت کی صفات صفات بشری ہیں۔ عالم ملکوت کی صفات صفات ملکوتی ہیں۔ لہذا بشری صفات کو فنا کر کے ملکوتی صفات کو اختیار کرنے کے لیے شریعت کی اتباع لازمی ہے۔ پھر عالم ملکوت سے مزید ترقی کر کے عالم جبروت یعنی عالم صفات الہی کی طرف ترقی کا طور طریقہ طریقت کے اصولوں پر عمل یعنی مجاہدہ ریاضت تقویٰ ہے۔ جب بندہ اس مقام پر ترقی کر جاتا ہے تو صفات الہی یعنی اخلاق الہی سے متصف ہو جاتا ہے۔ ملائکہ کو بھی پیچھے چھوڑ جاتا ہے اور تخلقوا باخلاق اللہ کا مصداق بن جاتا ہے اور پھر مزید ترقی کر کے عالم لاہوت لامکان یعنی ذات الہی سے واصل ہو جاتا ہے اور یہی طریقہ حقیقت کہلاتا ہے کیونکہ بندہ اس مقام پر پہنچ کر حقیقت الحقائق کو پالیتا ہے۔

۳

اللہ تعالیٰ کی سات صفات اہمات الصفات کہلاتی ہیں، حیات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر اور کلام، حق تعالیٰ نے انسان کو اپنی ان صفات کا کامل منظر بنایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ

نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا۔
 آدم سے مراد انسان اور صورت سے مندرجہ بالا صفات کا منظر اور
 آئینہ مراد ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ میں کسی شے میں ایسا ظاہر نہیں ہوا
 جیسا کہ انسان میں۔

۴

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہی ایسا بنایا ہے کہ امانت الہی کے بار کو اٹھانے کے
 قابل ہو جبکہ اس امانت کو اٹھانے سے زمین و آسمان اور پہاڑوں نے معذوری
 ظاہر کر دی۔ اور انسان میں قلب ہی وہ عجیب مکان ہے جس میں تجلیات ربانی سما سکتی
 ہیں ورنہ طور جیسا پہاڑ بھی ایک پر تو تجلی سے ریزہ ریزہ ہو گیا، اسی لیے اللہ نے حضرت
 غوث سے فرمایا کہ انسان کے سوا کہیں میرا مکان نہیں۔

۵

فقیر کے کھانے پینے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے کھانے پینے سے تعبیر دی ہے۔ یہاں فقیر
 سے مراد وہ شخص ہے جو مقام فقر کا مالک ہو اور جو مقام فقر کا مالک ہے وہ واصل باللہ ہے
 اور جو واصل باللہ ہے اس کا ہر فعل فعل الہی ہے جیسا کہ فرمایا وما رمیت اذ رمیت
 ولكن الله رمى (وہ کنکریاں) آپ نے نہیں پھینکی جب کہ آپ نے پھینکی بلکہ اللہ
 تعالیٰ نے پھینکی اور حدیث قدسی میں فرمایا کہ بندہ جب نوافل کے ذریعہ میرا تقرب
 ڈھونڈتا ہے تو میں اس کو اپنا مقرب بنا لیتا ہوں اور جب اپنا مقرب بنا لیتا ہوں تو
 اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے

وہ سنتا ہے اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے بولتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

۶

جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے انا من نور اللہ والخلق کلہم من نور ی یعنی میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوقات میرے نور سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانِ کامل ہیں اور آپ ہی کے نور سے ہر مخلوق پیدا ہوتی۔ جن میں درختے بھی شامل ہیں۔

۷

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے حسن و جمال اور انوار و تجلیات کا آئینہ بنایا اور تمام عالمین کو انسان کے حسن و جمال کا آئینہ بنایا کیونکہ حسن و جمال الہی جو کفر محض کی طرح پوشیدہ تھا انسانِ کامل نے اپنی ذات و صفات کے آئینے میں اس کو ظاہر کیا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے مَنْ رَأَى فَقْدَ رَأَى الْحَقَّ جَسَّ نَظَرَ مَجْهُدًا دِيكًا بِالتَّحْقِيقِ اس نے حق تعالیٰ کو دیکھا اور انسان کے حسن و جمال کو ان کو ان و عالمین کے آئینے میں ظاہر کیا کیونکہ انسان عالمِ صغیر ہے اور عالمِ کبیر۔ اور محی الدین ابن عربی نے فرمایا انسان، عالمِ صغیر ہے اور عالمِ انسان کبیر ہے۔

۹

چونکہ انسان منظرِ جمالِ الہی ہے لہذا وہ خدائے تعالیٰ کا بھید ہے اور خدائے تعالیٰ چونکہ منظرِ جمالِ انسان ہے اس لیے وہ انسان کا بھید ہے اور انسانِ کامل جو واصل باللہ ہوتا ہے اپنی ذات سے خانی اور خدا کی ذات سے باقی ہوتا ہے اور تمام

عالمین کو اپنے زیر فرمان دیکھتا ہے اور کہہ اٹھتا ہے کہ آج کس کی بادشاہت ہے سوائے میرے۔ جیسے منصور حلاج نے انا الحق کہا اور بایزید بسطامی نے سبحانی ما اعظم شانی کہا اور جنید بغدادی نے لیس فی جبتی سوال اللہ کہا۔

۱۰

کیونکہ ہر فعل کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے جیسا کہ اس نے فرمایا اَنَا خَلَقْنَاكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ بے شک ہم نے پیدا کیا تم کو اور تمہارے اعمال کو اور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری نے فرمایا کہ جب میرے پیر و مرشد نے مجھے یہ تلقین کی کہ ہر فعل کا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے تو دنیا و مافیہا کے تمام غموں سے بے نیاز ہو گیا۔

۱۱

یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم نفس قلب رُوح کان آنکھ ہاتھ پاؤں اور زبان کی حقیقتوں کو اپنے ہی نور سے پیدا فرمایا اور انسان کو اپنے ہی حسن و جمال کے مشاہدے کے لیے آئینہ بنایا لہذا انسان کو اپنی ذات سے اور اپنے ہی لیے پیدا فرمایا۔ چونکہ انسان کے آئینے میں دراصل جمال الہی ہویدا ہے اس لیے فرمایا کہ وہ نہیں ہے مگر میں ہی ہوں اور میں اس کا غیر نہیں ہوں۔

۱۲

کیونکہ جو فقر کی آگ میں جل گیا وہ فقیر ہے جس کا فقر تمام ہو چکا اذاتم الفقر فهو اللہ کے مطابق وہ واصل باللہ ہو چکا۔ لہذا اب اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی حجاب نہیں مزید یہ کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں شکستہ دلوں کے قریب ہوں۔

۱۳

یعنی جو کام بھی کر دہماری رضا کے مطابق حضور قلب اور چشم بینا کے ساتھ کر دے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ دست بہ کار، دل بہ یار، حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا کہ قسم ہے اس حق کی جو میرا تجھ پر ہے کھا اور پی اور بات کر، اس وقت تک نہ میں کچھ کھاتا نہ پیتا اور نہ کوئی بات کرتا ہوں۔

۱۴

یعنی جو شخص ذکر فکر مراقبہ کے ذریعہ حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اس کو مشاہدہ حاصل نہیں ہو سکتا اور حق تعالیٰ ایسے شخص کو ظاہری اعمال بے روح میں مشغول کر دیتا ہے جس کی وجہ سے بجائے قرب کے دوری ہی ہوتی ہے۔

۱۵

جس نے وصل الہی کا دعوائے واصل ہونے سے پہلے کر دیا اس نے کفر کیا، اور جس نے واصل باللہ ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا اس نے دوئی کا اظہار کیا یعنی عابد و معبود کا لہذا اس نے شرک کیا۔

۲۵

یعنی جنت میں اللہ تعالیٰ کے ظہور کے بعد جنت کی ہر الفت اور نعمت ہیچ معلوم ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ اسی طرح اہل دوزخ سے جب اللہ تعالیٰ خطاب فرمائے گا تو اس خطاب کی ایسی لذت ہوگی، کہ اس کے سامنے دوزخ کی ہر وحشت اور جلن ہیچ معلوم ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے دیدار

سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں جیسا کہ ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث سے فرمایا کہ میں نے تمام ارواح کو دیکھا کہ وہ اپنے قابلوں میں ناچتی ہیں میرے قول الست بربکم کے بعد سے روز قیامت تک (الست بربکم کے خطاب کی لذت و سرور کی وجہ سے)

۳۳

یعنی اہل جنت جنت کی نعمتوں میں مشغول ہیں اور اہل دوزخ مصیبت اور پریشانی کی وجہ سے میری ہی طرف متوجہ ہیں۔

۳۹

یعنی کوئی گنہگار حق تعالیٰ سے دور نہیں ہوتا اگر وہ اپنے گناہوں پر نادم ہو کیونکہ گناہوں پر ندامت ہی توبہ ہے، الندم التوبۃ اور کوئی فرمانبردار حق تعالیٰ سے قریب نہیں ہوتا بسبب اپنی خود پسندی کے۔

۴۵

یعنی حق تعالیٰ قریب ہے اس عاصی کے جو گناہ کے بعد توبہ و ندامت اختیار کرے، اور دور ہے اس طاعت گزار سے جو نیکیوں کے بعد نیکیوں کو دیکھے اور ان پر اترائے۔

۴۷

یعنی حق تعالیٰ کے سوار قلب کے ساتھ کسی شے میں مشغول نہ ہو۔

۴۸

یعنی حق تعالیٰ کی ذات ہی کو اپنا مقصود اصلی بناؤ اور دنیا و آخرت کی جزا کی تمنا ترک کر دو۔

۵۰

یعنی عالم کا علم اس کو حق تعالیٰ کے قرب تک نہیں پہنچا سکتا۔ صرف حق تعالیٰ کے فضل سے ایسا ہو سکتا ہے۔ جب عالم یہ جان لیتا ہے کہ اس کا علم تو حجابِ اکبر ہے اور یہ کہ حقیقت کی رو سے وہ کچھ بھی نہیں جانتا اور جو کچھ وہ علم رکھتا ہے وہ تو کتابی علم ہے اور اس علم کے ذریعہ حقیقت تک پہنچنے سے عاجز ہے جیسا کہ فرمایا گیا ہے معرفت سے عاجزی کا اعتراف ہی معرفت ہے اسی طرح عالم جب اپنے علم کو قربِ الہی کے عظیم حصول کی راہ میں عاجز تسلیم کرتا ہے تب اسے علم لدنی عطا ہوتا ہے، اب اس پر عمل لازمی ہو جاتا ہے۔ اگر اسے ترک کر دے تو اب حقیقت کو پانے کے بعد اس سے روگردانی اس کو شیطان بنا دیتی ہے۔

۵۱

یعنی جب تک درمیان میں عشق ہے تو عاشق کا بھی وجود ہے اور معشوق کا جب یہ حجابِ عشق اٹھ جائے تو عاشق کا معشوق سے وصل ہو جائے۔ اب نہ عاشق رہا نہ معشوق نہ عشق، بندہ جب واصل بحق ہو گیا تو اب اس کا اپنا وجود نہ رہا اور جب وجود ایک ہی کارہ گیا اور دوسرا فنا ہو گیا تو اب کہاں رہا عاشق اور عشق۔ اور عاشق کے

فعلِ عشق کی وجہ سے ہی دوسری ہستی معشوق کہلائی لیکن جب عاشق رہا نہ عشق تو
معشوق کا اطلاق بھی نہ رہا۔

۵۲

در اصل یہ فرمان الہی حضرت غوث کے ماننے والوں کے لئے ہے کہ جب
وہ توبہ کا ارادہ کر لیں تو اب ایسی توبہ ہونی چاہیے جیسی کہ اس آیت میں بیان فرمائی
گئی ہے کہ ان الله يحب المتوابين ويحب المتطهرين یعنی اللہ تعالیٰ محبت فرماتا
ہے توبہ کرنے والوں سے اور پاکی اختیار کرنے والوں سے، یہ توبہ ایسی ہو کہ نہ صرف
گناہوں سے بچے بلکہ وساوسِ نفسانی اور خطراتِ قلبی سے بھی بچے۔ یہی کامل ترین
توبہ ہے جو اصل باللہ کرتی ہے۔ جو شخص توبہ کر کے بھی وساوسِ نفسانی اور خطراتِ
قلبی سے نہیں بچتا گویا وہ وصول الی اللہ کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہے اور یہ کہ
وہ اپنے آپ سے دل لگی کر رہا ہے۔

۵۳

یعنی جس طرح شیطان انسان کو راہِ راست سے ہٹا دیتا ہے اسی طرح عالم
کے لئے ملکِ عارف کے لئے ملکوت اور واقف کے لیے جبروت کی طرف راغب
و متوجہ ہونا خدائے تعالیٰ کے قرب کی راہ سے ہٹا دیتا ہے۔ جو شخص قرب الہی کے
حرم میں داخل ہونا چاہے اسے چاہیئے کہ ان چیزوں کی طرف راغب نہ ہو۔

بارہواں باب

آپ کا فارسی حمدیہ کلام اور پہلے کاف

اپ کا فارسی حمدیہ کلام

پہلی حمد

تا ابد یارب ز تو من لطفنا دارم امید از تو گر امید برم از کجا دارم امید

اے میرے رب کریم میں تجھ سے ہمیشہ لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں اگر تجھ سے امید نہ رکھوں تو پھر کس سے امید رکھوں

ہم فقیرم ہم غریبم ہم سبکس و بیمار زار یک قدح زان شربت دار الشفا دارم امید

میں فقیر ہوں میں غریب ہوں سبکس اور بیمار ناتواں ہوں میں تیرے شفا بخش شربت کے ایک جام کی امید رکھتا ہوں

نا امیدم از خود وز جملہ خلق جہاں از ہمہ نو امیدم اما از تومی دارم امید

میں نا امید ہوں اپنی ذات سے اور جملہ مخلوقات سے سب سے نا امید ہوں لیکن تجھ سے ہی امید رکھتا ہوں

ہم بدم بدگفتہ ام بدماندہ ام بد کردہ ام با وجود ایں خطا ہا من عطا دارم امید

میں برا ہوں بری باتیں کرتا ہوں برے انداز میں رہتا ہوں بر کام کرتا ہوں باوجود ان خطاؤں کے تیری بخشش کی امید رکھتا ہوں

منہمائے کار تو دائم کہ آمرزیدن است زانکہ من از رحمت بے منتہا دارم امید

اے مولا بالاخر تو نے بخشنا ہے تو اس وجہ سے میں بے انتہا رحمت کی امید رکھتا ہوں !

ہر کے امید دارد از خدا و جز خدا لیک عمری شد کہ از تو من ترا دارم امید

ہر کوئی خدا سے خدا کے سوا کی امید رکھتا ہے لیکن عمر گزی ہے کہ میں تجھ سے تیری ہی (ذات کی) امید رکھتا ہوں

روشنی چشم از گریہ کم شد اے حبیب ایں زماں از خاک کویت تو تیا دارم امید

اے حبیب رونے کی وجہ سے آنکھ کی روشنی کم ہو گئی اس وقت تیری گلی کی خاک کے سرے کی امید رکھتا ہوں

مچی میگوید کہ خون من حبیب من برنجیت بعد از این کشتن از من لطفنا دارم امید

مچی کہتا ہے کہ میرا خون میرے حبیب نے بہایا ہے اس قتل کے بعد بھی اسی کے لطف و کرم کی امید رکھتا ہوں

دوسری حمد

بے حجابانہ در آزد در کاشانہ ما کہ کسے نیست بجز درد تو در خانہ ما

بے حجابانہ آمیرے دل کے کاشانے میں کہ اس کے اندر تیرے درد کے سوا کچھ بھی نہیں،

فتنہ انگیز مشو کا کل مشکیں کشاے تاب زنجیر نہ دارد دل دیوانہ ما

فتنہ انگیز زلف عنبریں کو نہ کھول کہ میرا دل دیوانہ اس کی زنجیر کی گرفت کی تاب نہیں رکھتا،

مرغ باغ ملکوتیم دریں دیر خراب میشود نور تجلائے خدا دانہ ما

اس دنیا تے بے ثبات میں میں باغ ملکوت کا پرندہ ہوں خدا کے نور کی تجلیات سے روشن و منور

گر نکیر آید و پرسد کہ بگورب تو کیت گویم آں کس کہ بود ایں دل دیوانہ ما

اگر نکیر آئے اور پوچھے تمہارا رب کون ہے تو کہوں گا کہ وہ جس نے میرا دل دیوانہ چھین لیا

با احد در لحد تنگ گویم کہ دوست آشنا یم توئی غیر تو بیگانہ ما

تنگ قبر میں خدائے واحد سے کہتا ہوں کہ اے دوست تو ہی میرا آشنا ہے باقی سب بیگانے ہیں

منکر نعرو ما کو کہ باعربہ کرد تا بہ محشر شنود نعرو مستانہ ما

ہمارے نعرے کا منکر جس نے ہم سے جھگڑا کیا قیامت تک ہمارا نعرہ مستانہ سننا رہے گا

شکر لله کہ فریم و رسیدیم بدوست آسریں باد بریں ہمت مردانہ ما

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم مرنے سے پہلے محبوب تک پہنچ گئے ہیں ہماری ہمت مردانہ پر آفرین ہے

محمی بر شمع تجلائے جمالش میوخت دوست میگفت زہے ہمت مردانہ ما

محمی اس کے تجلی جمال کی شمع پر جلتا ہے کہ دوست بھی پکارا اٹھتا ہے میری ہمت مردانہ پر

تیسری حمد

اے ذکر ترا در دل ہر دم اثرے دیگر
وے از تو بملکِ جانِ دارم خبرے دیگر
اے کہ تیرا ذکر ہر لفظ دل میں نیا اثر کرتا ہے ، اور جان کے ملک میں تیرے متعلق عجیب خبر ملتی ہے

از تیر ملامتہا داریم دلِ مجروح
جز لطف تو مارا نیست واللہ سرے دیگر
تیرے ملامت کے تیرے میرا دل زخمی رہتا ہے۔ تیرے لطف کے سوا ہمارے لیے کوئی نیا بھید نہیں ہے
زاں مے کہ با دادی در روز است ایدو
لطف و کن مارا وہ جائے قدرے دیگر

اے دوست اس شراب میں سے جو تو نے ہمیں روزِ است دی تھی مہربانی کر کے ہمیں قدرے اور جام عطا کر
در خدمتِ حق کر تو مردانہ کمر بندی
بخشد بتو ہر لفظ تاج و کمرے دیگر

اگر تو حق کی اطاعت میں مردانہ وار کمر بستہ ہو گیا ہے تو تجھے ہر لفظ نیا تاج اور نئی کمر بند عطا ہوگی
در خانہ بیرون یعنی حسدِ تاریک
بر جان تو خواہد تافت شمس و قمرے دیگر

بغیر روزن کے گھر عیسیٰ اندھیری قبر میں ، تیری جان پر کوئی اور ہی سورج اور چاند روشن ہونگے
عیش و تن و جان و دل از رگزرے عشقت
عشرت نتواں کردن از رگزرے دیگر

تیرے عشق کی راہ میں جسم و جان و دل کی راحت ہے دوسری راہ سے یہ راحت نہیں مل سکتی ،

بر دوخت دل و دیدہ از دیدن غیر حق
نبود دلِ مجنوں راجز ایس ہنرے دیگر
غیر حق کو دیکھنے سے دل اور آنکھ بند کر لی ہیں
مجنوں کے لیے اس کے علاوہ اور کوئی کماں نہیں

ہر کس کہ در حق زدا وہمہ در ہاتافت
زاں در نتواں رفتن ہرگز بہ درے دیگر
جس نے حق کا دروازہ کھٹکھایا وہ اور دروازوں سے لوٹ گیا ، وہ کسی اور دروازے پر نہیں جاسکتا ،

در آئینہ دل دیدہ محی رُخ یار و گفت
اے ذکر ترا در دل ہر دم اثرے دیگر
محی نے دل کے آئینے میں دوست کو دیکھ لیا ہے اور کہتا ہے کہ تیرا ذکر ہر لفظ دل میں نیا اثر کرتا ہے

چہلکاف

كَفَاكَ رَبُّكَ كَمَا يَكْفِيكَ وَآيَةٌ
كَفَا فَهَذَا كَمِثْلُهَا كَمَا كَانَ مِنْ لَكَ

اے میرے دل تیرا رب پہلے بھی کئی مرتبہ تجھے سخت مصائب میں کفایت کرتا رہا اب بھی تجھے ایسی مصیبتوں میں کفایت کرے گا کہ جن کی واپسی یا رُکنا ہنا بھاری شکر کے گھات لگانے کی مانند ہے۔

تَكَرُّرًا كَثِيرًا كَرِّ فِي كَبَدٍ
تَحْكِي مُشْكِيَةً كَلْمًا لَكَ

وہ مصائب ایسا سخت حملہ کرتے ہیں جو ایک مضبوط رسی جو مختلف رسیوں سے مل کر کیچان ہوئی ہو کی مانند مضبوط اور کیچان ہو اور اپنی تیزی تندی اور سختی میں اسے بھاری شکر کی مانند ہیں جو اپنی قوت میں کیچان ہوتے ہیں ایک سر بہ اونٹ کی مانند۔

كَفَاكَ مَا بِي كَفَاكَ الْكَافِ كُرْبَةً

يَا كَوْكَبًا كَانَ يَحْكِي كَوْكَبَ الْفَلَكَ

اے میرے دل جسے میں ستارہ تصور کرتا ہوں اور جو آسمانی

ستارے کی مانند ہے خدا نے تجھے ان تمام مصائب سے

کفایت کی۔ کفایت کرنے والے خدا نے تجھے تیرے

ریج و تکلیف سے تیری کفایت کی۔

تیرھواں باب

اے کلام عظیم الشان

پہلی فصل

اپ کا عارفانہ کلام

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ مُجْتَبِیَّ اِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ
 (اللہ جسے چاہتا ہے اپنا منتخب بنا لیتا ہے) کے جذبات کی ٹوجیس ولایتِ دل پر حمد
 کرتی ہیں اور نفسِ امارہ کی خواہشات کو وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ (اللہ
 کی راہ میں مکمل طور پر جہاد کرو) کی ریاضت کی لگام سے مطیع و مستخر بنادے اور فرعونوں
 اور جابروں کو مجلسِ تقوٰے میں مجاہدے کی زنجیروں میں کشاں کشاں لے آتے اور
 اور آرزوں کو أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ (اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت
 کرو) کے طوق میں جکڑ کر باہر کر دے اور مَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ
 (جو ذرہ برابر نیکی کرے گا تو اسے دیکھ لے گا) کے تازیانے سے افعالِ ارادی و اختیاری
 کو سزا دے اور رسوم و عادات کی تعمیروں کے ستونوں کو درمیان سے نکال دے اور
 زبانِ حال سے إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ
 أَهْلِهَا أَذِلَّةً (بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اسے تباہ و برباد کر
 دیتے ہیں اور اس کے باعزت لوگوں کو ذلیل کر دیتے ہیں) کی صداقت کا
 اعلان کرے اور صفائے دل کی پسندیدہ زمین شہوات کی کدورتوں سے گزر جائے
 اور مَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ (جو اسلام کے علاوہ
 دوسرا دین چاہے وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا) سے صاف و شفاف ہو جائے۔
 اور گلستانِ روح مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ (جسے اللہ ہدایت دے وہی

ہدایات یافتہ ہے) کی نسیم الطاف سے سراسر معطر ہو جائے اور اوراق سراسر پر اُولَئِكَ
 كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْاِيْمَانَ (اللہ نے ان کے دلوں میں ایمان نقش کر دیا
 ہے) کے نقش لطائف تحریر ہوں تو شہود یَوْمَ تَبْدَلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ
 (بس روزیہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی) صفت حال ہو جائے،
 اور شوق کے پہاڑ ہبَاءَ مَثْوُورًا کی طرح ہوا میں اڑ جائیں اور بزبان حال کہے وَ
 تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَاهِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (تم پہاڑوں کو جہا ہوا سمجھ
 رہے ہو حالانکہ وہ تو بادلوں کی طرح اڑ رہے ہیں) عشق کا اسرافیل صور پھونک رہا ہے
 اور فصیح مَرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَمَرَّ فِي الْاَرْضِ (تمام زمین و آسمان والے مدہوش
 ہو جائیں گے) کن بجلی کی تاثیر ظاہر ہو رہی ہے اور اقبال لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ
 (انہیں عظیم گھبراہٹ کا کوئی غم نہ ہوگا) کا نقیب آکر ان کو قرار دے رہا ہوگا اور فِي
 مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ (قدرت والے بادشاہ کے پاس اچھے
 ٹھکانے میں) کے علیین کی طرف بلا رہا ہے اور رضوانِ جنت بَشْرُكُمْ اَيُّوْمَ (آج
 تمہارے لیے بشارت ہے) صدالگا کر جنتِ نعیم کے دروازے کھول کر کہتا ہے۔ سَلَامٌ
 عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ (تم پر سلام تم کو مبارک ہو، جنت میں ہمیشہ کے
 لیے داخل ہو جاؤ) اور وہ لوگ کہتے ہیں الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقْنَا وَعَدَاةً وَاَوْثِنَا
 الْاَرْضَ نَتَبَوُّا مِنْ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعَمِلِيْنَ (اللہ تعالیٰ کی
 حمد کہ اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور ہمیں جنت عطا فرمائی کہ اس میں جہاں
 چاہیں رہیں سو عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے)

نیز آپ نے فرمایا کہ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَاۗءَ فَيُضِلُّكَ عَنْ سَبِيْلِهِ (خواہشات

نفسانی کے پیچھے نہ پڑو کہ راہِ حق سے بہک جاؤ گے، اپنی خواہشات سے اعراض کر اور وَلَا تَطِيعُ مَنْ أَعْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا (ان کی اطاعت نہ کیجئے جن کے دل ہمارے ذکر سے غافل ہیں) کے مطابق مواقعِ غفلت سے باز آ اور فاسق و فاجر کی صحبت اختیار نہ کر کہ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ (جن کے دل اللہ کی یاد سے سخت ہیں ان کی ہلاکت ہے) اور اَسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَنِيَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ (اپنے پروردگار کی بات مانو اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جو ٹل نہیں سکتا) کے منادی کی اَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ (کیا ابھی ایمان والوں کے لیے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکرِ اللہ کے لیے جھک جائیں) کی نذاگوشش ہوش سے نہیں اور اَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى (کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ اسے بیکار چھوڑ دیا جائے گا) کی تنبیہ کی وجہ سے تمام رات خوابِ غرور سے بیدار رہو وَلَا يَغْرَتَنَّكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ (تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے اللہ سے دھوکہ بازی) اور اہل حضور کے مراتب کہ رِجَالٌ لَا تُلِيهِمْ تِجَارَةٌ وَ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ (وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں اللہ کے ذکر سے نہ تجارتِ غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت) معلوم کرتا رہو اور کعبہ مقصود حاصل کرنے کے لیے تَبَدَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلاً (اس کی طرف کیسو ہو جا) اس کے بعد قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ (آپ کہ دیجئے کہ اللہ پھر باقی کو چھوڑ دیجئے) کی تجرید کر کے وَأَفْوِضْ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ (میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں) کی تفویض کی سواری پر سوار ہو کر اہل صدق کہ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سچوں کے ساتھ رہو) کے قافلے کے ساتھ مسافر ہو جا اور آرائشِ دنیا کے ساکن کو کہ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لَهَا (جو کچھ زمین پر ہے اسے ہم نے زمین

کی زینت بنایا، عبور کرتے ہوئے مہالکِ فتنہ کے اِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ
فِتْنَةٌ (تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں) راستوں میں سلامتی کے ساتھ ہدایت کی شاہراہوں
کو اِنَّ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا (یعنی نصیحت ہے

سو جو چاہے اپنے رب کا راستہ اختیار کرے) سامنے رکھ اور زبانِ اضطرار سے کہ آمَنْ
يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ (کوئی ہے جو مضطر و مجبور کی دعا کو قبول کرے) تضرع اور

زاری کے ساتھ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ (ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت فرما) کے
دسترخوان پر عنایتِ قدیم اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

(اللہ کے دوستوں کو نہ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے) کے مبشر کے ہمراہ تحتِ سَلَامٍ
قَوْلًا مِّن رَّبِّ الرَّحِيمِ (سلام ہو یہ بات پروردگارِ رحیم کی جانب سے ہے)

کی بشارت کے ساتھ آگے بڑھتا رہے اور نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ (اللہ کی
مدد اور فتحِ عنقریب حاصل ہوگی) کی سواری پر سوار ہو کر فَاَنْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ

وَفَضْلٍ (وہ اللہ کی نعمت اور فضل و کرم کو لیکر واپس آئے گی) بارگاہِ خلد کا داعی ہو۔
ہر طرف سے عزت و وصال کی ہوائیں چلنے اور ساقیانِ غیب کے ہاتھوں سے شرابِ

مجت کے جام چلنے کا مشاہدہ ہو اور اِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيَكُمْ
مَشْكُورًا (یہ ہے تمہاری جزا اور تمہاری کوشش بار آور ہوئی) کی صدائیں بلند ہوں اور

اس مقامِ انس میں وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا (اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے کلام فرمایا)
کی فسانہ گوئی شروع ہو اور فَلَمَّا تَجَلَّىٰ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ (جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی

فرمائی) کا دیباچہ طولانی ہو اور چشمِ بصیرت کا نور وَخَرَّ مُوسَىٰ صَبِقًا (موسیٰ بیہوش
ہو کر گر پڑے) کی سکراتِ حالات کی خبر دے اور وَجُوهٌ يُّومِنُ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ رَبِّهَا

نَاظِرَةٌ بہت سے چہرے اس روز تو تازہ اپنے رب کو دیکھ رہے ہونگے) کا مشاہدہ کر اور اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے زبان حال سے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (نگاہیں اسے نہیں پاسکتیں اور وہ نگاہوں کو پالیتا ہے) کہہ کہ بنا ہو جائے۔

نیز آپ نے فرمایا جب آسمان شہود پر ابر فیض کے چھٹ جانے سے یٰہْدِي اللّٰهُ لِنُورٍ مِّنْ يَّشَاءُ (جس کو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت دیتا ہے) چمکنے لگے اور عنایت يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ (جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے مخصوص کر لیتا ہے) کے رخ سے وصول کی ہوائیں چلنے لگیں اور گلشن قلب میں نس کے پھول کھلنے لگیں اور گلستانِ رُوح میں ذوق و شوق کی بلبلیں يَا سَفِيَّ عَلٰى يُوْسُفَ (ہائے یوسف) کے نعمات سے ہزار داستان کی طرح ترنم ریز ہوں اور اشتیاق کی آگ عالم سرازیر میں مشتعل ہو کر اور طیور فکر فضائے عظمت میں انتہائی پرداز کے باعث بے بال و پر ہو جائیں اور بڑے بڑے اہل عقل و ادبی معرفت میں سپہم گم ہوتے رہیں اور عقل و خرد کے ستون ہیبت و جلال کے صدمے سے لرز جائیں اور عزائم کی کشتیاں مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ (انہوں نے اللہ کی وہ قدر نہ کی جیسا کہ اس کا حق ہے) کے سمندروں میں وَهِيَ تَجْرِيْ بِسِهْمٍ فِيْ مَوْجِ كَالْجِبَالِ (وہ کشتی انہیں پہاڑ کی طرح لیکر تیر رہی تھی) کی ہواؤں کے ساتھ حیرت کی موجوں میں بیٹھنے لگے تو يُجِبُّهُمْ وَيُجِبُّونَهُ کے دریائے عشق کی موجیں متلاطم ہوتی ہیں ہر ایک زبان حال یہ پکارنے لگتا ہے۔ رَبِّ أَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ (اے پروردگار ہمیں اتار مبارک اتارنا اور تو بہترین اتارنے والا ہے) اور اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى (جن

کے لیے ہماری جانب سے اچھائی پہلے ہی سے مقدر ہو چکی ہے) عنایت حاصل ہوتی ہے اور انہیں فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ (اچھے ٹھکانے میں) کے ساحلِ جودی پر اتارتا اور مستانِ بادۃ الست کی مجلس میں پہنچاتا ہے اور لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ (یعنی نیکی کرنے والوں کے لیے نیک بدلہ اور اس سے زیادہ ہے) کے دسترخوانِ نعمت کو سامنے بچھاتا ہے اور خِمْطَانَةَ قَرَبٍ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ (پاکیزہ فرشتوں کے ہاتھوں سے) اور سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا (ان کا پروردگار انہیں شرابِ طہور پلائے گا) کے جامِ وصال کا دور چلاتا ہے اور وَإِذَا رَأَيْتَ ثُمَّ رَأَيْتَ نِعْمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا (اور جب تم دیکھو گے تو دیکھو گے وہاں نعمتیں اور ملکِ عظیم) کی حکومتِ ابدی اور دولتِ دائمی کا مشاہدہ ہوگا۔

نیر آپ نے فرمایا کہ قلبِ سلیم پیدا کرتا کہ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ (اے آنکھوں والو عبرت حاصل کرو) کے رموز معلوم ہو سکیں اور کامل آخرت کو حاصل کرتا کہ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَزَّةِ الْأَعْلَىٰ (تو سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَزَّةِ الْأَعْلَىٰ) کے دماغ میں دکھائیں گے) کے دقاتق کا ادراک کر سکے اور یقینِ صادق پیدا کرتا کہ وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ (ہر چیز اللہ کی حمد و تسبیح کرتی ہے لیکن تم اس کو نہیں سمجھ سکتے) کے شواہد معرفت کو دل کی آنکھوں سے دیکھیے اور وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں دریافت کریں تو میں قریب ہوں ہر دعا مانگنے والے کی دعا کو جب وہ پکارے قبول کرتا ہوں) کے اسباب وصول سامنے آئیں اور أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا

وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ (کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو بس یونہی بریکار
 وبے مقصد پیدا کر دیا ہے اور تم ہمارے پاس واپس نہ آؤ گے) کے تازیانے کے
 باعث وَيُلْهِمُهُمُ الْآمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (انہیں غافل کیا آرزوں نے سو
 عنقریب انہیں پتہ چل جائیگا) کی خوابِ غفلت سے بیدار ہو اور وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُونِ
 اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (اللہ کے سوا نہ تمہارا کوئی دوست ہے نہ مددگار)
 کے مضبوط قلعہ کو ہاتھ سے پکڑو اور فِرُّوا إِلَى اللَّهِ (اللہ تعالیٰ کی طرف دوڑو) کی
 کشتی میں سوار ہو اور وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (میں نے جن
 اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا) کے دریائے معرفت میں مردانہ وار
 غوطہ زنی کرو۔ پھر اگر گوہرِ مطلوب ہاتھ آگیا تَوْفَقًا فَازًا خَيْرًا عَظِيمًا (زبردست کامیابی
 حاصل کی) اور اگر اسی طلب میں جان جاتی رہی تَوْفَقًا وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ
 (تحقیق اس کا اجر اللہ کے ہاں واقع ہو گیا) (اخبار الاخیار)

نیز آپ نے فرمایا کہ بے شک صدق کے قدم جب طلب کرتے ہیں تو پالیتے
 ہیں اور شوق کا ہاتھ جب جذب کرتا ہے تو مالک ہوتا ہے۔ محبت کا لشکر جب قید کرتا ہے
 تو قتل کر ڈالتا ہے۔ شریف کی صفات جب فنا ہوتی ہیں تو جاتی رہتی ہیں۔ وصل کے
 درخت جب ثابت رہتے ہیں تو اگتے ہیں۔ قرب کے اصول جب مضبوط ہوتے ہیں
 تو بزرگ ہوتے ہیں۔ قدس کے باغ جب ظاہر ہوتے ہیں تو بر و تازہ ہوتے ہیں، انس کی ہوا میں جب
 چلتی ہیں تو پھیلتی ہیں عقلمندوں کی آنکھیں جب دکھتی ہیں تو مدہوش ہو جاتی ہیں۔
 دوستوں کے دل جب دیکھتے ہیں تو عاشق ہو جاتے ہیں۔ ارواح کے کان جب قریب
 ہوتے ہیں تو سنتے ہیں۔ اسرار کی آنکھیں جب حاضر ہوتی ہیں تو دکھتی ہیں۔ قوم کی زبانیں

جب حکم دی جاتی ہیں تو بولتی ہیں۔ پس ان بندوں کی خوبی اللہ کے لیے ہے جن کو ان کا مولا کرم کی زبان سے پہلے قدم میں پکارتا ہے اور فضل کا منادی ان کو وصل کی مجلس کی طرف بلاتا ہے۔ پھر ان پر محبت کے معانی ظاہر ہوتے ہیں اور ہدیٰ خوان ان کو قرب کی جانب لے جاتا ہے وہ ازل کے مطالعے سے جمال کی بزرگی کو مشاہدہ کرتے ہیں خطاب کے پھولوں سے ان کی ارواح خوش ہوتی ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی خاموش ہے تو حق یقین کی وجہ سے۔ اور اگر ان میں سے کوئی بولتا ہے تو امر یقین وارد ہونے کی وجہ سے۔ اگر ان کی بزرگی کے فرمان پر نظر ڈالے تو اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو چکا ہے۔ اگر ان کے مقام کی نسبت پوچھے تو وہ اللہ قادر کے پاس ہیں اگر ان کی تعریف کرنا چاہتا ہے تو وہ لوگ بڑے مرتبے والے ہیں۔ جو باتیں ان سے ظاہر ہوتی ہیں وہ اگر بڑی ہیں تو وہ جو ان کے سینے میں ہیں وہ بھی بڑی ہیں تو کوئی شخص ان نعمتوں کو جو ان کے لیے مخفی رکھی گئی ہیں نہیں جانتا۔ یہ باتیں کیسے نہ ہوں حالانکہ حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک بنی کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بعض بندے ہیں کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہیں میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ وہ میرے مشتاق ہیں میں ان کا مشتاق ہوں۔ وہ مجھے یاد کرتے ہیں میں ان کو یاد کرتا ہوں وہ میری طرف دیکھتے ہیں میں ان کی طرف دیکھتا ہوں۔ اس بنی نے کہا خداوند ان کی علامت کیا ہے۔ کہا کہ آفتاب کے غروب کو وہ ایسا دوست رکھتے ہیں جیسے جانور اپنے گھونسلوں کو، جب رات پڑ جاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے تو وہ مردان خدا اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے ہیں اپنے چہروں کا فرش بناتے ہیں اور مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں بعض کھڑے ہوتے ہیں بعض بیٹھے۔ مجھے بصیر ہونے کی قسم کہ وہ میرے سبب سے

گراں خاطر نہیں ہوتے، مجھے اپنے سمیع ہونے کی قسم کہ وہ میری محبت کی شکایت نہیں کرتے۔ میں پہلے ان کے دلوں میں اپنا نور جلوہ فگن کرتا ہوں پھر وہ میری خبر دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں ان کو خبر دیتا ہوں۔ دوم یہ کہ آسمان اور زمین اگر ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور دوسرے میں ان میں سے ایک شخص تو میں اس کی خاطر ان سب کو ہلکا کر دوں۔ سوم یہ کہ میں اپنے وجہ کریم کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتا ہوں تم کیا سمجھتے ہو کہ میں جس کی طرف اپنے وجہ کریم سے متوجہ ہوتا ہوں تو کون شخص معلوم کر سکتا ہے کہ میں اس کو کیا کیا نعمتیں دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اے مخاطب تم کو ان کی اتباع ضروری ہے کہ شاید تو ان کا متبع ہو جائے اور وہ سعادت اور مرتبہ پائے کہ جو اعلیٰ درجہ کا ہو۔ میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ ہماری آنکھوں میں اپنی ہدایت کا سرمہ ڈال دے ہمارے عقائد کے ستونوں کو مضبوط کرنے اپنی عمدہ رعایت کے ساتھ۔

نیز آپ نے اس قول یُحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّونَهُ (وہ اس کو دوست رکھتے ہیں اور وہ ان کو دوست رکھتا ہے) کے بارے میں فرمایا کہ دل کی آنکھوں سے انہوں نے دیکھا۔ غفلت کے برقعوں کو بھیدوں کے چہروں سے اٹھا دیا۔ عالم غیب کے لوگوں کو دونوں کے شیشوں کی صفائی سے دیکھا۔ معانی کے جواہرات وحی کے کلمات کے پھولوں کے پنچاؤر کرنے سے چن لیا اور قضا و قدر کی حکمتوں کے ربیع کے باغوں میں اسرار کی عقلوں کے چشموں سے سیراب ہوتے ہیں۔ ازل کے اوصاف کی دلہنوں کو فکروں کی کنگھیوں سے رونق دار و آراستہ کیا اور ایسے دلوں سے حاضر کیے گئے کہ وہ قابلوں کی طرف متوجہ نہ تھے۔ قرآن کے باغ کی خوشبوؤں کے سونگھنے کے لیے اپنی ارواح کے دماغ سے میلان کیا۔ اس قول کے مطابق کہ پس عنقریب

اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لائے گا کہ وہ اس کو دوست رکھیں گے وہ ان کو دوست رکھیگا جبکہ وہ عدم کے بستروں پر غیب کے خواب گاہوں میں پڑے سوتے تھے، تب ان کی ذاتوں کے ذوات کو مٹی کے اجزائے پہلی تقدیر نے نکالا۔ صفائی کی آگ سے ان کی میل پیل دور کی اور یَجْہَم کی سطروں کو ازل کے خزانے میں بخشش کے سارنے نقش کیا ان کی طرف سے جب کہ وہ عدم کے پردہ میں تھے کہا کہ یُحِبُّونَهُ یعنی وہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جانوروں کی بولی سلیمان الوقت ہی سمجھے گا اور عاشقوں کے آنکھوں کے اشارات کو سوائے عاشق مجنون کے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

نیز آپ نے فرمایا کہ جب ازل کے کاتب نے قدم کے دیوان میں ارواح کی صاف تختیوں پر محبت کی سیاہی سے برگزیدگی کے قلم سے یَجْہَم و یحِبُّونَهُ کی سطروں کو لکھا ان وجودوں کے گرجوں کے رہبان عدم میں تھے غیب کے پردوں کے سپیوں میں ان کے وجود کے موتی چھپے ہوئے تھے اور کُن کے پردوں کے درختوں کے سایوں کے نیچے ان کی جانوں کے ہمیشہ سوتے پڑے تھے۔ تب تقدیر کے موذن نے نسیم سحر سے ان کو بیدار کیا پھر وہ موجود ہو گئے۔ دنیا کی تاریکی ان کے وجود کی شمعوں کی روشنی سے روشن ہو گئی۔ ان کی جانیں صورتوں کے محلوں میں رہنے لگیں، ان کی صفائی کدورت سے مل گئی۔ ان کے نورِ ظلمت عنصری سے مل گئے۔ ارواح مسافر کی طرح دور کے شہر میں جا اترے۔ پھر انہوں نے جناب قدم میں جو روشنی دکھی تھی اس کے مشاق ہوتے اور موطنِ قدس میں جس سے مانوس تھے اس کا شوق ظاہر کیا اور جب وہ میدانِ قرب کی طرف نکلے تو مہربانی کے ہاتھ نے ان سب کو علیٰ قدر مراتبِ محبت کی خلعتیں پہنا دیں اور ان کے خواص کو مجلس میں یَجْہَم و یحِبُّونَهُ

کے جھنڈے دیدے۔ ان کے لیے عزت کے رتے سارِ عوا کے سمندر کے کنارے پر لٹکا دے۔ ازل کی کچھری کے کاتب کو حکم دیا کہ ان کے لیے بڑی سعادت کا فرمان لکھ دے اور اس کی تحریر کو وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلَامِ کی مہر ثبت کر دی اور اس کے خطاب کا عنوان یہ رکھا فَاتَّبِعُوْنِيْ يُجِبْكُمْ اللّٰهُ اور اس کو قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ کی سواری پر سوار کر کے بھیجا۔ اے مخاطب یہ اسرار کا تخت خاکی اطوار کے خمیے میں رکھا جاتا ہے اور یقین کی آنکھوں سے توحید کے خط کا نقطہ دیکھا جاتا ہے۔ وجود کا بنیادی قاعدہ یہ ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظّٰهِرُ وَالْبَاطِنُ نیز آپ نے فرمایا کہ عارفین کے دلوں کے آسمان میں جہاں ازل سے ایک بجلی چمکی اور ہمیشگی کے باغ سے مکاشفین کی روحوں کے دماغ پر معطر ہوا چلی، طرح طرح کے قدس کے پھولوں کی خوشبوئیں مشاہدین کے اسرار کو معطر کیا۔ اگر تیری عقل کی آنکھ اس کے غیر کی نظر سے اندھی ہو جائے تو اس کی جزا آخرت میں یہ بنائی گئی ہے کہ وَجُوْهُ يَوْمَئِذٍ تَاٰخِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ (بہت سے چہرے آج کے دن تروتازہ ہونگے۔ اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہونگے)

نیز آپ نے فرمایا اے مخاطب محبوب کے دیکھنے کے اشتیاق میں اپنی جان کو بیچ ڈال مطلوب کے پانے کے عشق اور محبوب کے دیکھنے کے شوق کے لیے ایسے پختہ ارادے سے منازل کے قطع کرنے میں جلدی کر، حرمت کے حرم میں داخل ہو۔ عبودیت کے مقام میں کھڑا ہو عشق و سوزش کی بزرگی کا قصد کر، پھر جلد تو ارواح کے برابر کھڑا ہوگا۔ دلوں کے یعقوب یوسف کے شہر کو دیکھ لیں گے۔ پھر اگر تیرے پاس اس کی طرف سے ایسی خوشبو آئے جو کہ اس کے جمال کے نور سے روح کے سانس

کو معطر کر دے تو اس کی تیز خوشبو سے مست ہو جا اور اس کے وصل کے لوٹنے کی وجہ سے بحالت عشق اپنی جان بیچ ڈال واللہ اپنے نفس کو ایک نظر محبوب کے عوض بیچنے والا ناکام نہیں ہوتا۔

تشریحہ بار تعالیٰ کے بیان میں

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ فَعَالٌ لِّمَاعِيرٍ بَرْكَ وَبِرِّ عَرْشِ وَالْاِجْوِجَاہِتَاہِ سُوکْرَتَاہِ وَہِ اِہْنِی قَدْرَتِ اُوْر اَعْمَانِ اُوْر تَغْوِرِ وَتَبْدَلِ اِحْوَالِ مِیْنِ مَنفَرِدِہِ کُلِّ یَوْمٍ هُوَ فِی شَاہِنِ ہِر رُوْرَاہِ کِی نئی شَان ہِے جُو کچھ اَس نے مَقْدَر کر دیا وَت مَقْرَر ہِے پْر اَسے جَارِی کر تَاہِے اَس کی تَدْبِیْر مَمْلُکَتِ مِیْنِ کُوْنِی اَس کا مَعِیْنِ وَ مَدَد گَار نِہِیْن عَالَمِ اَلْغِیْبِ ہِے۔ مَتَنَاہِی اُوْر مَحْدُوْد نِہِیْن۔ قَادِر مَطْلُوقِ ہِے۔ اَس کی قَدْرَتِ کِی کُوْنِی حَد نِہِیْن۔ مَدْبِر ہِے۔ اَس کا کُوْنِی اِرَادَہ نَاقِص نِہِیْن۔ یَا دَر کھَتَاہِے بھُوْلَتَا نِہِیْن۔ قِیُوْمِ وَ ہُوْشِیَار ہِے اُوْر اَسے غَفْلَتِ وَ سُوْ نِہِیْن۔ حَلِیْمِ اُوْر بَر دَبَار ہِے کہ جَلْدِی نِہِیْن کر تَا۔ گَر فَت کر تَاہِے تُو پھر مہْمَلَتِ نِہِیْن دِیَا کَشَاہِنَش کر تَاہِے تَنگِی کر تَاہِے غَضَبِہُ ہُو تَاہِے زَمِی بھِی کر تَاہِے وَہِ اِیْسَا قَادِر ہِے کہ اِپْنِے بَنْدُوں کو کَاہِلِ الوَصْفِ پِیْدَا کِیَاہِے وَہِ اِیْسَا پُر وْر دِگَار ہِے کہ اَس نے اِپْنِے بَنْدُوں کے اَفْعَالِ اِپْنِے حَسْبِ اِرَادَہِ اِن سے جَارِی کَرَاہِے۔ اَس کا عِلْمِ عِلْمِ حَقِیْقَتِی ہِے نہ کُوْنِی اَس سے مِثَابَہ ہِے نہ کُوْنِی اَس کی مِثَال۔ نہ کُوْنِی اَس کی ذَاتِ مِیْنِ اَس سے مِثَابَہ ہِے نہ صَفَاتِ مِیْنِ لَیْسَ کَمِثْلِہِ شَیْءٍ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ اَس کی مِثَلِ کُوْنِی شَیْءِ نِہِیْن وَہِ سَمِیْعِ وَ بَصِیْرِ ہِے۔ ہر شَیْءِ کا قِیَامِ اَس کے قِیَامِ سے اُوْر ہر اِیْکِ کی

زندگی اسی کی حیات سے مستفاد ہے۔ مگر فکر اس کی عظمت و جلال کے میدان میں
تھک کر گر جائے اور نورِ تعظیم و جلال کی شعاعیں چمکنے لگیں جس سے نہ تو تنزیہ کی
کوئی مثال سمجھ میں آئے اور نہ توحید کے سوا کوئی راہ نظر آئے اور تقدیس و تنزیہ
کی عظمت کے سامنے ہو کر تقریر کو پست کر دے عقول اس کی ردائے معرفت میں
پھچیدہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور آگے نہیں بڑھ سکتیں کہ اس کی کنہ ذات کو دریافت کر سکیں
اور آنکھیں اس کے نورِ بقا کے سامنے بند ہو جاتی ہیں اور اس کی احدیت کی حقیقت
کو معلوم کرنے کیلئے نہیں کھل سکتیں۔ علوم و حقائق و معارف کی انتہا اور اس کی غایتیں
ہاتھ باندھ کر کھڑی رہ جاتی ہیں۔ تمام قوائے بیکار رہ جاتے ہیں اور جناب حضرت
القدس میں سے ہیبت طاری ہوتی ہے جو تمام علل کو معدوم کر دیتی ہے کیفیت
اور مشیت کسی طرح سے اس کی تقدیس و تنزیہ میں داخل نہیں ہو سکتیں وہ اپنی
صفات سے خلق پر ظاہر ہے تاکہ اسے وہ ایک جانیں اور اس کے وجود کا اقرار
کریں نہ اس لیے کہ وہ کسی شے سے تشبیہ دیں۔ ایمان اس کی صفات کو یقیناً
ثابت کرتا ہے اور عقل اس کے دریافت کرنے میں یا وہم فہم خیال و ذہن اس
اس کے متعلق تصور کرے اس کی عظمت و کبریاہی اس سے برتر ہے اپنی قدرتوں
سے ظاہر اور اپنی ذات و صفات سے پوشیدہ ہے۔

تخلیق انسان کے بیان میں

آپ نے فرمایا کہ اس خالق کون و مکان نے انسان کو کس عمدہ و بہترین
صورت میں بنایا۔ اس نے اس ضعیف البیان کے وجود میں اپنی کیا کیا حکمتیں دکھائی

ہیں۔ فَتَبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ برکت والی ذات اللہ کی جو بہترین مخلوق بنانے والا ہے۔ اگر انسان میں اپنی خواہشوں کی پیروی کرنے کی عادت نہ ہوتی تو وہ اپنی فضیلتِ عقل کی وجہ سے انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہے۔ اگر اس میں کثافتِ طبعی نہ ہوتی تو وہ نہایت ہی لطیف ہوتا۔ وہ ایک ایسا خزانہ ہے جس میں غرائبِ اسرارِ غیب اور جمیع اصنافِ غیب رکھے گئے ہیں۔ اس کا وجود ایک مکان ہے جو کہ نور و ظلمت دونوں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ ایک ایسا پردہ ہے جس میں طرح طرح کے پردوں سے روح کو اغیار کی آنکھوں سے چھپایا گیا ہے۔ فرشتوں پر اس کی فضیلت نے اسے وَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ كَالْبَنِي سَابِغِينَ اور فَضَّلْنَا هُمُ الْعَقْلَ کی مجلس میں بٹھا کر اس کے حسن و جمال کو دکھایا۔ جس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ عالمِ غیب و شہادت سے ہے۔ اس کی سپیایاں ارواح کے موتیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ وجود کے دریا میں علم کی کشتیوں پر لدی ہوئی ہیں اور وہ کشتیاں ہوائے روح کے ذریعہ ریاضت و مجاہدے کی طرف جا رہی ہیں۔ اس کے میدانِ وجود میں سلطان ہوا (خواہش) کے روبرو کھڑا ہے۔ اور دونوں لشکرِ فضائے صدر میں بڑی جو انفرادی سے ایک دوسرے کے مقابلے کے لیے تیار کھڑی ہیں۔ سلطان ہوا (خواہش) کے لشکر کا سردار نفس اور سلطانِ عقل کے لشکر کا سردار روح ہے۔ ان دونوں شاہوں کے لشکروں کی تیاری کے بعد حکمِ الہی کے موذن نے پکار کر کہہ دیا کہ اے لشکرِ الہی کے جو انفرادی آگے بڑھو اور اے لشکر ہوا کے بہادر و سامنے آؤ۔ یہ حکمِ الہی کے صادر ہونے کے بعد یہ دونوں لشکر لڑنے لگے اور جانبین سے ایک دوسرے پر فتح پانے کی غرض سے طرح طرح

کے حیلے کیے جانے لگے۔ اس وقت توفیقِ الہی نے بھی زبانِ غیب سے پکار کر دونوں لشکروں سے کہا کہ جس کی مدد کروں فتح کا میدان اسی کے ہاتھ ہوگا اور دنیا و آخرت میں وہی سعادتمندانہ گائے گا۔ جس کے ہمراہ ہو جاؤں پھر کبھی اس سے مفارقت نہ کروں اور اسے مقامِ اعلیٰ میں پہنچا کر رہوں اور توفیقِ توجہِ الہی اور اس کے فضل و کرم کا نام ہے جس کو وہ اپنے اولیاء کے شامل حال رکھتا ہے۔ اے مخاطبِ عقل کی پیروی کرتا کہ تجھے سعادتِ ابدی حاصل ہو اور نفس کی پیروی کو چھوڑ اور قدرتِ الہی پر غور کر کہ روح کو جو سماوی اور عالمِ غیب سے ہے اور نفس کو جو عالمِ شہود سے ہے اکٹھا کر دیا ہے چاہیے کہ یہ طائرِ لطیف عنایتِ الہی کے بازو سے کیشفِ پنجرے کو چھوڑ کر شجرۂ حضرتِ القدس میں اپنا آشیانہ بنائے اور تقربِ الہی کی شاخوں پر بیٹھ کر لسانِ شوق سے چہمائے اور معارف کے میدان سے جو اہراتِ حقائق چنے۔ پھر جب اجسامِ حاکی فنا ہو جائیں گے اور اسرارِ قلوب باقی رہیں گے اگر توفیقِ الہی ایک لمحہ بھر کے لیے بھی تیرے شامل حال ہو جائے تو اس کی ایک نظر توجہ ہی تجھے عرش تک پہنچا دے اور تیرے دل میں حقائقِ علوم بھر کر اسے اسرارِ معرفت کا خزانہ بنا دے اس وقت تجھے عقل کی آنکھوں سے جمالِ ازل نظر آئے گا اور تو ہر ایک شے سے جو کہ صفاً حادثہ سے متصف ہوگی اعراض کرے گا تقربِ الہی کے آئینہ میں مقامِ سر کی آنکھوں سے عالمِ ملکوت تجھ کو نظر آئے گا اور مجلسِ کشفِ حقائق میں دل کی آنکھوں سے فتح کے جھنڈے نظر آنے لگیں گے اور آثارِ اکوانِ ظاہری تیرے لوحِ دل سے محو ہو جائیں گے۔

اسمِ عظیم کا بیان

آپ نے فرمایا کہ اللہ اسمِ عظیم ہے مگر اس کا اثر تب ہی ہوتا ہے جبکہ پڑھنے والے کے دل میں بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ ہو۔ اللہ وہ کلمہ ہے جو ہر مہم کو آسان کر دیتا ہے ہر غم و فکر دور کر دیتا ہے۔ زہر کے اثر کو بھی کھودیتا ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے۔ اللہ مظہر العجائب ہے۔ اللہ کی سلطنت تمام سلطنتوں سے زبردست ہے۔ اللہ تمام بندوں کے حال سے مطلع اور ان کے دل کے راز سے واقف ہے۔ اللہ تمام سرکشوں کو پست کرنے والا اور تمام زبردستوں کو توڑنے والا ہے۔ اللہ عالم الغیب والشہادہ ہے۔ جو اللہ کی راہ میں قدم رکھتا ہے وہ اس تک پہنچ جاتا ہے جو اللہ کا مشاق ہوتا ہے وہ اسی سے اس رکھتا ہے اور اغیار کو چھوڑ دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ سے بھاگنے والے اب بھی اس کی طرف آ۔ تو اس کا نام سرائے فانی میں سن رہا ہے تو بقا میں اس کے جمال کا کیا کچھ شہرہ ہوگا۔ دارِ محنت میں تیرے لیے یہ کچھ ہے تو دارِ نعمت میں کیا کچھ ہوگا۔ دوست کی مثال اس پرندے کی سی ہے جو شاخوں پر بیٹھ کر صبح تک اپنے دوست کی یاد میں نغمہ سرائے اور شب بھر ذرا بھی آنکھ نہ لگائے اور اسی طرح سے اس کا شوقِ محبت روز افزوں ترقی پر ہو تو خدا تعالیٰ کو تسلیم و رضا سے یاد کر وہ تجھے اپنے قرب و وصال کے ساتھ یاد کرے گا۔ وہ فرماتا ہے وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ جو خدا پر بھروسہ کرے تو خدا اس کے لیے کافی ہے تو اسے شوق و اشتیاق سے یاد کر، وہ تجھے تقرب وصال سے یاد کرے گا۔ تو اسے حمد و ثنا سے یاد کر وہ تجھے اپنے انعامات و احسانات سے یاد کریگا

تو اسے توبہ سے یاد کروہ تجھ کو بخشش و مغفرت سے یاد کرے گا تو اسے ندامت سے یاد
 کروہ تجھے کرامت و بزرگی سے یاد کرنے کا تو اسے اخلاص سے یاد کروہ تجھے خلاصی
 سے یاد کرے گا تو اسے تعظیم سے یاد کروہ تجھے تکریم سے یاد کرے گا۔ تو اسے ہر جگہ یاد
 رکھ وہ بھی تجھے یاد رکھے گا۔ وَلَذِكُرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی سب
 سے بڑا ہے۔

علم فقہ کے بائے میں

آپ نے فرمایا مخلوق سے کنارہ کشی سے قبل علم فقہ حاصل کرو کیونکہ جو شخص علم
 کے بغیر عبادت کرتا ہے وہ اصلاح سے زیادہ فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے تجھے چاہیے
 کہ شمع شریعت اپنے ساتھ لے کر علم کی روشنی میں عمل کرے پھر اللہ تعالیٰ تمہیں
 علم لدنی کا وارث بنا دے گا جس سے تو ناواقف ہے۔ جب تو چالیس روز کا
 چلہ اپنے رب کے لیے مخصوص کر دے گا تو تیرے قلب سے حکمت کے چشمے جاری
 ہو جائیں گے اور تو معرفت الہی کا مشاہدہ کرنے لگے گا جس طرح حضرت موسیٰ نے
 اپنے شجر قلب پر محسوس کیا تھا۔

نبوت اور ولایت

آپ نے فرمایا ولایت نبوت کا سایہ ہے اور نبوت خدائی سایہ ہے نبوت
 شاہی وحی اور غیب ازل سے ہے اور ولایت روح کشف کا مطالعہ اسی صفائی
 کے ساتھ ملاحظہ ہے کہ بشریت کی کدورت کو دور کر دیتا ہے پس انبیا علیہ السلام
 حق کے مصدر ہیں اور اولیاء صدق کے منظر۔ (ہجرت الاسرار)

دوسری فصل

اپ کا واعظانہ کلام

تقدیر کی موافقت اور صبر و رضا

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نزول تقدیر کے وقت حق تعالیٰ عز و جل پر اعتراض کرنا موت ہے دین کی موت ہے توحید کی موت ہے توکل کی موت ہے اخلاص کی ایمان والا قلب کیوں اور کیسے اور بلکہ کو نہیں جانتا اس کا قول تو ہاں ہی ہوتا ہے نفس کی عادت ہی ہے کہ نزاع کرے پس جو شخص اس کی درستی چاہے وہ اس کو اتنا مجاہدے میں ڈالے کہ اس کے شر سے بے خطر بن جائے۔ نفس تو شر ہی شر ہے مگر جب مجاہدے میں پڑتا ہے تو مطمئن بن جاتا ہے تو خیر ہی خیر ہو جاتا ہے اور تمام طاعتوں کے بجالانے اور معصیتوں کے چھوڑ دینے میں موافقت کرتا ہے پس اس وقت ارشاد ہوتا ہے **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً** یعنی اے نفس مطمئنہ لوٹ اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔ اللہ پاک سے کوئی چیز بھی پوشیدہ نہیں اس کی نظر کے سامنے ہے جو کچھ بھی برداشت کرنے والے اس کی خاطر برداشت کرتے ہیں اس کے ساتھ ایک ساعت کے لیے صبر کر برس ہا برس اس کے لطف و انعام کو پائے گا۔ ایک ساعت کا صبر ہی تو شجاعت ہے بیشک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔ اس کے ساتھ بیدار ہو جاؤ اس سے غافل

مت ہو۔ اپنے بیدار ہونے کو موت کے بعد کے لئے نہ چھوڑو کہ اس وقت بیدار ہونا تم کو مفید نہ ہوگا۔ اپنے قلوب کی اصلاح کر لو کیونکہ قلوب ہی ایسی چیز ہیں کہ جب وہ سنور جاتے ہیں تو سارے حالات سنور جاتے ہیں اور اس لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم میں ایک گوشت کا ٹوٹھڑا ہے کہ جب وہ سنور جاتا ہے تو اس کی وجہ سے سارا جسم سنور جاتا ہے اور جب وہی بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے اور وہ قلب ہے۔ قلب کا سنورنا پرہیزگاری، حق تعالیٰ پر توکل، اس کی توحید و اعمال میں اخلاص پیدا کرنے سے ہے اور اس کا بگڑنا ان خصلتوں کے معدوم ہونے سے ہے۔

پہلے نفس کی اصلاح پھر دوسروں کو نصیحت

صاحبزادے! اول اپنے نفس کو نصیحت کر اس کے بعد دوسرے کے نفس کو نصیحت کر۔ خاص اپنے نفس کی اصلاح اپنے ذمہ لازم سمجھ اور جب تک تیرے اندر کچھ بھی اصلاح کی ضرورت باقی رہے دوسروں کی طرف مت جھک تجھ پر افسوس ہے کہ خود ڈوب رہا ہے پھر دوسرے کو کیونکر بچائے گا، تو خود تو اندھا ہے دوسرے کا ہاتھ کس طرح تھامے گا۔ لوگوں کا ہاتھ وہی پکڑتا ہے جو سوا نکھا ہو اور ان کو دریا سے وہی نکال سکتا ہے جو خوب تیرنا جانتا ہو۔ اللہ تعالیٰ تک لوگوں کو وہی پہنچا سکتا ہے جو اس کی معرفت حاصل کر چکا ہو، جو خود ہی اس سے جاہل ہے وہ کیونکر اس کا راستہ بتا سکتا ہے۔

تقدیر کی موافقت

صاحبزادے! صبر کا تکیہ رکھ موافقت کا پٹکا باندھ کر کشائش کے انتظار میں عبادت کرتا ہوا تقدیر کے پرنا لے کے نیچے سو جا۔ جب تو ایسا ہو جائے گا تو مالک تقدیر اپنے فضل و انعامات تجھ پر اتنے برسائے گا جن کی طلب و آرزو بھی تو اچھی طرح نہ کر سکتا۔ صاحبو! تقدیر کی موافقت کرو اور عبد القادر کی بات مانو جو تقدیر کی موافقت میں کوشاں ہے۔ تقدیر کے ساتھ میری موافقت نے ہی مجھ کو قادر کی طرف آگے بڑھایا صاحبو! آدم سب اللہ عزوجل اور اس کے فعل اور تقدیر کے سامنے جھکیں اور اپنے ظاہری و باطنی سروں کو جھکا دیں۔ تقدیر کی موافقت کریں اور اس کے ہم کاب بن کر چلیں۔ اس لیے کہ وہ بادشاہ کی بیٹی ہوئی ہے۔ ہمیں اس کے بھیجنے والے کی وجہ سے اس کی عزت کرنی چاہیے۔ پس جب ہم اس کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں گے تو وہ ہم کو اپنے ساتھ اٹھا کر قادر تک لے جائے گی اور اس جگہ ولایت اللہ سچے ہی کی ہے۔ اس کے دریائے علم سے پینا اور اس کے خوانِ فضل سے کھانا اور اس کے انس سے مانوس ہونا اور اس کی رحمت میں چھپنا تجھ کو مبارک و خوشگوار ہوگا۔

تقوے اور مراقبے کی ضرورت

صاحبزادے! تجھ کو خلوت میں ایسے تقوے کی حاجت ہے جو تجھ کو معصیت اور لغزشوں سے باہر نکالے اور ایسے مراقبے کی ضرورت ہے جو تجھ کو حق تعالیٰ

کاتیری طرف نظر رکھنا تجھ کو یاد دلاتا رہے۔ تو حاجتمند ہے کہ تیری خلوت میں یہ حالت تیری ساتھی ہو اس کے بعد تجھ کو حاجت ہے نفس اور خواہش اور شیطان کے ساتھ جنگ کرنے کی۔ عام لوگوں کی بربادی لغزشوں سے ہے اور زاہدوں کی تباہی خواہشات نفس سے اور ابدال کی ہلاکت خلوتوں میں خطرات سے اور صدیقین کی بربادی ادھر ادھر توجہ کرنے سے کہ ان کا شغل صرف اپنے قلوب کی حفاظت میں رہنا ہے۔ صاحبزادے ساتھ نہ دے نفس کا اور نہ خواہش کا اور نہ دنیا کا، اور نہ آخرت کا اور نہ پیچھے پڑنا سوئی اللہ کے پس ایسا خزانہ پائے گا جو کبھی فنا نہ ہوگا۔ اور حق تعالیٰ کی طرف سے وہ ہدایت آئے گی جس کے بعد گمراہی نہ ہوگی۔ توبہ کر اپنے گناہوں سے اور بھاگ اللہ عزوجل کی طرف۔ جب تو توبہ کر لے تو چاہیے کہ تیرا ظاہر بھی توبہ کرے اور باطن بھی۔

صبر و شکر

جب تجھ کو کوئی مرض لاحق ہو تو صبر کے ہاتھ سے اس کا استقبال کر اور سکون سے رہ یہاں تک کہ اس کی دوا آجائے تو اس کا استقبال کر شکر کے ہاتھ سے کہ دنیا میں بھی تجھ کو عیش حاصل ہوگا۔

دنیا و آخرت کا ترک اور مولیٰ کی طلب

تیرا یہ فکر نہ ہونا چاہیے کہ کیا کھائے گا کیا پئے گا کیا پہنے گا۔ کس سے نکاح کرے گا کہاں آرام کرے گا اور کیا جمع کرے گا۔ یہ سب تو نفس اور طبیعت کا فکر

ہے پس کہاں ہے قلب اور باطن کا فکر یعنی حق تعالیٰ کی طلب؛ تیرا فکر وہی ہے جو تجھ کو نغمکین کرنے پس مناسب ہے کہ تیرا فکر تیرا رب اور وہ چیز ہو جو رب کے پاس ہے دنیا کا بدل بھی موجود ہے یعنی آخرت، مخلوق کا بدل بھی موجود ہے یعنی خالق۔ پس اس دنیا میں جس چیز کو چھوڑے گا عجبے میں اس کا عوض اور اس سے بہتر بدل پائے گا۔

امرو نہی کی پابندی

صاحبزادے! تو دنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اڑانے کے لیے پیدا نہیں ہوا۔ حق تعالیٰ کی ناراضیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل —
تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لینے پر قناعت کر لی ہے۔ حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز یعنی عمل کو نہ ملائے گا یہ تجھ کو کچھ نفع نہ دے گا۔ ایمان مجموعہ ہے قول کا اور عمل کا۔ ایمان مقبول نہ ہوگا اور نہ مفید جبکہ تو معصیتوں لغزشوں اور حق تعالیٰ کی مخالفت کا مرتکب ہوگا اور اس پر آڑا رہیگا۔ اگر نماز روزہ اور صدقہ اور نیکو کاریاں چھوڑے گا تو وحدانیت اور رسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی جب تو نے لا الہ الا اللہ کہا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے تو تو توحید کا مدعی بن گیا۔ اب کہا جائے گا کہ بتائیں کوئی گواہ بھی ہے؟ وہ گواہ کیا ہے؟ احکام کا ماننا اور ممنوعات سے باز رہنا۔ مصیبتوں پر صبر کرنا اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا یہ اس دعوے کے گواہ ہیں اور یہ بھی حق تعالیٰ کے لیے اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہونگے۔ کیونکہ کوئی قول قبول نہیں بلا

عمل کے اور کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص کے اور بغیر سنت کی موافقت کے

کسی بات کی تمنا نہ کر

اے فقیر! تو غنی بننے کی تمنا مت کر۔ کیا عجب ہے کہ وہ تیری بربادی کا سبب ہو اور اے مبتلائے مرض تو تندرستی کی آرزو مت کر، شاید یہ تیری ہلاکت کا باعث ہو۔ صاحب عقل بن اپنے ثمر کو محفوظ رکھ انجام محمود ہوگا۔ قناعت کر اس پر جو تجھے حاصل ہے اور اس پر زیادتی کا خواہاں مت ہو جو چیز تجھ کو حق تعالیٰ تیرے مانگنے پر دے گا وہ مکر ہوگی، میں اس کو آزما چکا ہوں۔ البتہ اگر بندے کو قلب کے اعتبار سے مانگنے کا حکم کیا جائے تو سوال میں مضائقہ نہیں کہ حکم کے وقت جو مانگے گا اس میں برکت دی جائے گی اور گندگیاں اس سے دور کر دی جائیں گی، اور مناسب ہے کہ عفو جراتم و عافیت داریں اور دنیا میں دائمی معافی تیرا اکثر سوال رہے فقط اس سوال پر قناعت کر۔

قناعت ختمیاری کر

صاحبزادے قناعت اختیار کر کیونکہ قناعت ایسا خزانہ ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔ ایسی چیز کا طالب کیوں ہوتا ہے جو تیرے لیے مقدر نہیں اور تجھ کو ملے گی نہیں، روک لے اپنے نفس کو اور اسی موجود پر راضی رہ اور اس کے ماسوا سے بے رغبت بن جا اسی پر جا رہاں تک کہ تو اللہ عزوجل کی معرفت والا بن جائے۔ پس اس وقت تو ہر شے سے بے نیاز ہو جائے گا۔ قلب تیرا اعتماد کرے گا اور باطن تیرا صاف

ہوگا اور تیرا رب عزوجل تجھ کو تعلیم فرمائے گا پس دنیا تیرے چہرے کی ظاہری آنکھوں میں حقیر بن جائے گی اور آخرت تیرے قلب کی دونوں آنکھوں میں حقیر دکھلائی دے گی۔ اور ماسوی اللہ تیرے باطن کی دونوں آنکھوں میں حقیر معلوم ہوں گے اور کوئی چیز بھی بجز اللہ تعالیٰ کے تیرے نزدیک با عظمت نہ رہے گی۔ پس اس وقت ساری مخلوق کے نزدیک تو با عظمت بن جائے گا۔

وقت کی حفاظت

صاحبو! خوش ہو اور غنیمت سمجھو زندگی کے دروازے کو کہ جب تک وہ کھلا ہوا ہے وہ عنقریب بند کر دیا جائے گا۔ غنیمت سمجھو نیکو کاریوں کو جب تک کہ تم ان کے کرنے پر قادر ہو۔ غنیمت سمجھو، توبہ کے دروازے کو اور اس میں داخل ہو جاؤ جب تک کہ وہ تمہارے لیے کھلا ہوا ہے غنیمت سمجھو اپنے دیندار بھائیوں کی روک ٹوک کے دروازے کو کہ وہ تمہارے لیے کھلا ہوا ہے، لوگو بنالو جو کچھ توڑ چکے ہو اور لوٹا دو جو کچھ لے چکے ہو اپنے فرار اور بھاگنے سے تائب ہو کر لوٹ آؤ اپنے مولا عزوجل کی طرف۔

صاحبزادے! یہاں کوئی نہیں بجز خالق عزوجل کے پس اگر تو خالق کے ساتھ رہے تب تو اس کا بندہ ہے اور اگر تو مخلوق کے ساتھ رہے تب تو ان کا بندہ ہے۔ تجھے واعظ بننا زیبا نہیں جب تک کہ اپنے قلب کی حیثیت سے بیابان اور جنگل و میدان قطع نہ کرے اور اپنے باطن کے اعتبار سے سب کو نہ چھوڑ دے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کا طالب سب سے مفارقت اختیار کر لیتا ہے۔ یہ بات

یقینی ہے کہ مخلوقات میں سے ہر چیز بندے اور اس کے خدا کے درمیان حجاب ہے پس وہ جس شے پر بھی ٹھہرے گا وہ حجاب بن کر اس کو چھپالے گی۔

حق تعالیٰ کی بندگی

صاحبزادے! حق تعالیٰ کی بندگی کہاں گئی۔ سچی بندگی کو اختیار کر اور اپنی تمام ضروریات میں کفایت خداوندی حاصل کر۔ تو اپنے آقا کا بھاگا ہوا غلام ہے لوٹ اس کی طرف اور اس کے حضور میں ذلت اختیار کر۔ تو اصنع اختیار کر اس کے حکم کی تعمیل کر کے اور ممانعت سے باز رہ کر اور قضا و قدر پر صبر اور موافقت دکھا کر۔ جب تجھ کو یہ بات پوری طرح حاصل ہو جائے گی تب تیری غلامی تیرے مولا کے لیے کامل ہوگی اور وہ تیری ضروریات کا خود متکفل ہو جائے گا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهُۥ کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے۔ جب تیری بندگی صحیح ہو جائے گی تو وہ تجھ سے محبت فرمائے گا اور اپنی محبت تیرے قلب میں قوی کر دے گا اور تجھ کو اس سے مانوس بنا دے گا اور تجھ کو بغیر مشقت اور بغیر اس کے کہ تیرے اندر غیر اللہ کی خواہش باقی رہے اپنا مقرب بنا لے گا۔ پس تو ہر حال میں اس سے راضی رہیگا۔ پھر اگر وہ تیرے اوپر زمین کو باوجود اتنی وسعت کے تنگ اور دروازوں کو باوجود اتنی فراخی کے بند بھی کر دے گا تو نہ اس پر غصہ ہوگا اور نہ غیر کے دروازے کو طلب کریگا۔

اپنے عیوب کو پہچان اور انہیں دور کر

صاحبزادے مجھ کو اپنا آئینہ بنا، مجھ کو اپنے قلب اور باطن کا آئینہ بنا۔ اپنے اعمال کا آئینہ بنا۔ میرے قریب آ کہ تجھ کو اپنے وہ عیب نظر آئیں گے جو مجھ سے دور رہ کر نظر نہ آئیں گے۔ اگر تجھ کو دین کے سنبھالنے کی ضرورت ہے تو میرے پاس آنا ضروری سمجھ، میں اللہ تعالیٰ کے دین کے متعلق تیری رُو رعایت مطلق نہ کروں گا۔ دین کے بارے میں جیسا کہ نامیرا کام نہیں۔ میں ایسے سخت ہاتھوں سے پرورش کیا گیا ہوں جو نہ منافق تھے نہ طالب عوض۔ اپنی دنیا کو اپنے گھر میں چھوڑ اور میرے قریب آ۔ کیونکہ میں کھڑا ہوا ہوں آخرت کے دروازے پر۔ کھڑا ہو میرے پاس اور سن میری بات کو اور اس پر عمل کر اس سے پہلے کہ عنقریب موت آجائے، دار و مدار اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت پر ہے۔ جب تجھ کو اس کا خوف نہ ہو گا تو نہ تیرے لیے دنیا میں امن ہے نہ آخرت میں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ہی اصل علم ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ یعنی اللہ تعالیٰ سے اہل علم ہی ڈرتے ہیں۔ یعنی اللہ سے نہیں ڈرتے مگر وہ علماء جو علم پر عمل کرنے والے اور کرتے ہیں جو کچھ جانتے ہیں، اور نہیں مانگتے اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال کی جزا بلکہ چاہتے ہیں اس کی ذات کو اور اس کے قرب کو، اس کی محبت کو اور اس کے بعد حجاب سے خلاصی کو اور چاہتے ہیں کہ دیدارِ حق کا دروازہ ان پر بند نہ کیا جائے۔ دنیا میں او نہ آخرت میں۔ نہ ان کو رغبت ہے دنیا کی نہ آخرت کی اور نہ کسی مخلوق کی۔ وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں چاہتے۔

اہل اللہ کی مثال

اہل اللہ کے قلوب صاف ہوتے ہیں پاک ہوتے ہیں۔ بھول جانے والے مخلوق کو یاد رکھنے والے اللہ تعالیٰ کو۔ بھول جانے والے دنیا کو یاد رکھنے والے آخرت کو، بھول جانے والے اس ناپائیدار کو جو تمہارے پاس ہے یاد رکھنے والے اس پائیدار کو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ تم ناواقف ہو ان سے اور ان کیفیات سے جن میں وہ مشغول ہیں۔ تم مشغول ہو اپنی دنیا میں آخرت کو چھوڑ کر۔ اپنے رب سے حیا کرنے کو چھوڑے ہوئے ہو۔ مومن بھائی کی نصیحت قبول کر اور اس کی مخالفت نہ کر کہ وہ تیری حالت دیکھتا ہے جو تو خود اپنی نہیں دیکھ سکتا۔ اسی لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن آئینہ ہے مومن کا۔ مومن اپنے بھائی کا سچا خیر خواہ ہوتا ہے۔ اس سے بیان کر دیتا ہے جو کچھ اس پر پوشیدہ رہتا ہے اس کے لئے نیکو کاریوں کو بد کاریوں سے جدا کر دیتا ہے اور اس کو پہچان کر دیتا ہے نافع اور مضر کی۔ پاک ذات ہے جس نے میرے قلب میں مخلوق کی خیر خواہی کا مضمون ڈالا اور اس کو میرا مقصودِ عظیم بنایا۔ میں خیر خواہ ہوں اور اس پر معاد نہیں چاہتا۔ میری آخرت مجھ کو مل چکی ہے میرے رب کے پاس۔ میں دنیا کا طالب نہیں ہوں۔ میں نہ بندہ ہوں دنیا کا نہ بندہ ہوں آخرت کا نہ ماسوے اللہ کا۔ میں بندہ ہوں صرف اس خالق کا جو کیلتا اور یگانہ اور قدیم ہے۔ تمہاری فلاح میں میری خوشی ہے اور تمہاری ہلاکت میں میرا غم۔ جب میں اپنے سچے مرید کا منہ دیکھتا ہوں جس نے میرے ہاتھ پر فلاح حاصل کی تو خوش ہو جاتا ہوں۔

افکارِ دنیا سے فارغ ہو

صاحبزادے! اگر افکارِ دنیا سے فارغ ہونے کی تجھ میں طاقت ہے تو ضرور ایسا کر ورنہ بھاگ اپنے قلب سے حق تعالیٰ کی طرف اور اس کی رحمت کے دروازے سے چمٹ جا۔ یہاں تک کہ وہ دنیا کے تفکرات کو تیرے قلب سے نکال باہر کر دے کہ وہ قادر ہے ہر چیز پر، واقف ہے ہر چیز سے اور اس کے اختیار میں ہے ہر چیز۔ پس اس کے دروازے کو لازم پکڑ اور اس سے سوال کر کہ پاک کر دے تیرے قلب کو اپنے غیر سے اور اس کو بھردے ایمان اور اپنی معرفت اپنے علم اور اپنی غنا سے کہ مخلوق کی تجھ کو پروا نہ رہے۔ اس سے سوال کر کہ تجھ کو عطا فرمائے یقین اور تیرے قلب کو اپنے ساتھ مانوس بنائے اور تیرے اعضا کو اپنی طاعت میں مشغول رکھے۔ سب کچھ اس سے مانگ نہ کہ کسی دوسرے سے۔ اپنی جیسی مخلوق کے سامنے ذلیل مت بن۔ بلکہ سوال بھی اسی سے ہو غیر سے نہ ہو، اور معاملہ بھی اسی سے ہو اور اسی کے واسطے رہے نہ غیر کے واسطے۔ زبانی علم قلب کے عمل کے بغیر تجھ کو حق کی طرف ایک قدم بھی نہ چلا سکے گا۔ رفتار قلب ہی کی رفتار ہے اور قرب باطن ہی کا قرب ہے اور عمل معانی ہی کا عمل ہے بشرطیکہ اعضاء سے شریعت کی حدود کی محافظت ہو اور اللہ کے بندوں کے سامنے اللہ واسطے کی تواضع جس نے اپنے نفس کی منزلت سمجھی اس کی کوئی منزلت نہیں اور جس نے اعمال مخلوق کے لئے کیے اس کا کوئی عمل نہیں، اعمال خلوتوں ہی میں ہوتے ہیں جلوتوں میں نہیں ہوتے بجز فرائض کے کہ ان کا ظاہر کرنا ضروری ہے

مقسوم کا حاصل ہونا

صاحبزادے! بس وقت تو مرید ہونے کے درجہ میں ہے تو اپنا مقسوم حاصل کر شریعت کے ہاتھ سے اور جب تو خاص صدیق بن جائے تو اسرار الہی کے ہاتھ سے مقسوم حاصل کر اور جب تو مطیع اور واصل اور مقرب بن جائے تو فعل خداوندی کے ہاتھ سے لے کہ خود بخود تیرا مقسوم تیری جانب پہنچایا جائے گا اور حکم دینے والا تجھ کو حکم دے گا وہی تجھ کو روکے گا اور فعل حق تیرے اندر حرکت کرے گا۔

ہر شے حق تعالیٰ سے ملے گی

صاحبزادے! جب تو خادم بنے گا تو مخدوم بن جائیگا اور جب رکے گا تو روک دیا جائیگا۔ خدمت کر حق تعالیٰ کی اور اس کو چھوڑ کر ان بادشاہوں کی خدمت میں مشغول مت ہو جو تجھ کو نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ نفع، وہ تجھ کو کیا دینگے۔ کیا تجھ کو ایسی چیز دیدیں گے جو تیرے مقسوم میں نہیں یا ان کو قدرت ہے کہ تیرے حصے میں لگا دیں ایسی چیز جو حق تعالیٰ نے تیرے حصے میں نہیں لگائی۔ کوئی چیز ان کی طرف سے مستقل نہیں ہے اگر تو یوں کہے کہ ان کی عطا مستقل اور ابتداءً ان کی طرف سے ہے تو کافر ہو گیا کیا تجھے معلوم نہیں کوئی نہیں عطا کرنے والا اور نہ منع کرنے والا اور نہ آگے بڑھانے والا اور نہ پیچھے ہٹانے والا، مگر اللہ عزوجل پس اگر تو کہے کہ یہ تو مجھے معلوم ہے تو میں کہوں گا کہ یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ تجھ کو معلوم ہو اور پھر غیر کو اس پر مقدم رکھے۔

خاموشی اور گوشہ نشینی

صاحبزادے! چاہیے کہ گونگا پن تیری عادت، گمنامی تیرا لباس اور مخلوق سے بھاگنا تیرا منہ تائے مقصود بنا رہے اور اگر تجھ سے ہو سکے کہ زمین میں سرنگ کھود کر اس میں گھس بیٹھے تو ایسا کر، یہی عادت تیری اس وقت تک رہنی چاہیے کہ تیرا ایمان جوان و بالغ ہو جائے تیرے ایقان کے پاؤں قوی ہو کر جمنے لگیں، تیرے صدق کے بازوؤں پر پر لگ آویں اور تیرے قلب کی آنکھیں کھل جائیں، اس وقت تو اپنے گھر کی زمین سے اٹھے اور علم خداوندی کے خلد میں پرواز کرے اور گشت کرے مشرق و مغرب کا، خشکی و سمندر کا، نشیب اور پہاڑوں کا اور زمین اور آسمانوں کا، ہشیار رفیق و راہبر کو ساتھ لے کر۔ پس اس وقت اپنی زبان کو گفتگو میں کھول، گمنامی کے کپڑے اتار، مخلوق سے بھاگنا چھوڑ اور اپنی سرنگ سے نکل کر ان کی طرف آ کہ تو اب ان کے لیے دوا ہے کہ اپنے نفس میں نقصان نہیں پاسکتا۔ پس پروامت کر ان کی قلت و کثرت کی، ان کے متوجہ ہونے اور روگردان بننے کی اور ان کی مدح و مذمت کی۔ جہاں بھی تو گرے گا دانہ چک لے گا۔ اس لیے کہ تو اپنے رب عزوجل کے ساتھ ہے۔ صاحبو! خالق کو پہچانو اور اس کے حضور باادب بنو۔ جب تک تمہارے قلوب اس سے دور رہیں گے اس وقت تک تم بے ادب کہلاؤ گے۔ اور جب وہ قریب ہو جائینگے تو باادب ہو جاؤ گے۔ غلاموں کی بک بک دروازے پر بادشاہ کے تخت پر سوار ہونے سے پہلے ہی ہے اور جس وقت سوار ہو گیا تو سب گونگے، بے زبان اور باادب بن جاتے ہیں، کیونکہ وہ اب بادشاہ سے قریب ہیں

ہر ایک ان میں سے بھاگنے لگتا ہے گوشہ کی طرف۔ مخلوق کی طرف منہ کرنا بعینہ حق تعالیٰ کی طرف پشت کرنا ہے۔ تجھے کبھی فلاح نہ ہوگی جب تک کہ جھوٹے معبودوں کو نہیں نکالے گا۔ اسباب کو قطع نہ کرے گا۔ نفع و نقصان کے متعلق مخلوق کو دیکھنا نہیں چھوڑے گا تو بظاہر تندرست ہے حقیقت میں بیمار۔ تو نگر ہے مگر مفلس، زندہ ہے مگر مردہ۔ موجود ہے مگر معدوم۔ یہ حق تعالیٰ سے بھاگنا اور اس سے اعراض کرنا کب تک۔ تم میں سے ہر شخص کے پاس ایک ہی تو قلب ہے پھر اس سے دنیا اور آخرت دونوں کے ساتھ کس طرح محبت کر سکتا ہے۔ خالق اور مخلوق اس میں ایک جگہ کیسے جمع ہو سکتے ہیں۔ اے منافق میں پسند نہیں کرتا کہ بجز طالبِ آخرت اور طالبِ حق کے کسی کو دیکھوں جو شخص طالب ہے دنیا اور مخلوق اور نفس اور خواہش کا مجھے اس کا کیا کرنا بجز اس کے کہ اس کا علاج پسند کرتا ہوں کہ وہ بیمار ہے اور بیمار پر صبر نہیں کر سکتا مگر طبیب، تجھ پر افسوس ہے کہ اپنی حالت مجھ سے چھپاتا ہے حالانکہ وہ چھپ نہیں سکتی، تو مجھ پر ظاہر کرتا ہے کہ تو آخرت کا طالب ہے حالانکہ تو طالب ہے دنیا کا۔ یہ ہو س جو تیرے دل میں ہے تیری پیشانی پر لکھی ہوئی ہے۔ تیرا راز علانیہ ہے۔ جو دینار تیرے ہاتھ میں ہے وہ کھوٹا ہے جس میں سونا ایک دانگ وزن کا ہے اور باقی سب چاندی ہے۔ کھوٹا سکہ میرے سامنے پیش نہ کر کہ میں نے اس جیسے بہترے دیکھے ہیں۔ اس کو میرے حوالے کر اور مجھ کو اختیار دے کہ میں اس کو گھلاؤں اور جتنا اس میں سونا ہے اس کو الگ کر کے باقی پھینک دوں کہ قلیل چیز جو عمدہ ہو اس کثیر سے بہتر ہے جو ردی ہو۔ اپنے دینار پر مجھ کو اختیار دے کہ میں سکہ گرہوں اور میرے پاس اس کا آلہ موجود ہے۔ تو بہ کر ریا اور نفاق سے اور اپنے نفس پر اس کا اقرار کرنے

سے مت شرمنا کہ اکثر اخلاص والے پہلے منافق ہی تھے اور اسی لیے ایک بزرگ نے کہا کہ اخلاص کی پہچان ریاکار ہی کو ہوتی ہے اور شاذ و نادر ہی ایسے لوگ ہوتے ہیں جو شروع سے آخر تک مخلص ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دوا اور بیماری دونوں پیدا کی ہیں۔ معصیتیں بیماری ہیں اور طاعت دوا۔ ظلم بیماری ہے اور عدل دوا۔ خطا بیماری ہے ثواب دوا۔ حق تعالیٰ کی مخالفت بیماری ہے اور توبہ دوا۔ دوا کا پورا اثر اس وقت ہوگا جب کہ مخلوق کو اپنے قلب سے جدا کرے اور اپنے رب سے اس کو ملائے کہ قلب تیرا آسمان میں ہو اور بدن تیرا زمین میں۔ اگر تو ہزار سال تک بھی آگ کی چنگاری پر سجدہ کرتا رہیگا تو یہ تجھ کو کچھ نفع نہ دے گا جبکہ تیرا قلب اس کے غیر کی طرف متوجہ ہوگا۔ حق تعالیٰ کی بردباری سے دھوکہ مت کھا کیونکہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ ان مولویوں سے جو حق تعالیٰ سے جاہل ہیں دھوکہ مت کھا کہ ان کا سارا علم ان کے اوپر وبال ہے نافع نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے صرف احکام کے عالم ہیں اور خدا کی ذات سے جاہل ہیں۔ لوگوں کو ایک کام کا حکم دیتے ہیں مگر خود اس کو نہیں کرتے۔ ان کو ایک کام سے منع کرتے ہیں مگر خود باز نہیں آتے۔ دوسروں کو حق تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور خود اس سے بھاگتے ہیں۔ معصیتوں اور لغزشوں کے ارتکاب سے اس کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ان کے نام میرے پاس لکھے ہوئے موجود ہیں۔

حق تعالیٰ کی سچی طلب

صاحبزادے حق تعالیٰ کے لیے تیری ارادت صحیح نہیں ہوتی اور نہ تو اس کا طالب ہے۔ کیونکہ جو شخص دعوائے کرے حق تعالیٰ کو مطلوب سمجھنے کا اور طلب کرے

غیر کو اس کا دعوے باطل ہے۔ طالبان دنیا کی کثرت ہے اور طالبان آخرت کی قلت ہے اور طالبان حق اور اس کی ارادت میں سچے تو بہت ہی کم ہیں کہ کمیابی اور نایابی میں کبریت احمد جیسے ہیں۔ اس درجہ شاذ و نادر ہیں کہ کنبوں اور قبیلوں میں سے ایک ایک دو دو ہیں۔ وہ معدن ہیں زمین میں۔ بادشاہ ہیں زمین کے۔ کو تو ال ہیں شہروں اور باشندوں کے۔ ان کے طفیل مخلوق سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور ان پر بارشیں برستی ہیں۔ ان کی برکت سے حق تعالیٰ آسمانوں سے پانی برساتا ہے ان کی وجہ سے زمین روئیدگی لاتی ہے۔ وہ اپنے ابتدائے حال میں بھاگتے پھرتے ہیں ایک پہاڑ کی چوٹی سے دوسری چوٹی پر۔ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف اور ایک ویرانے سے دوسرے ویرانے کی جانب۔ جب کسی جگہ پر پہچان لیے جاتے ہیں تو وہاں سے چل دیتے ہیں سب کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینکے۔ دنیا کی کنبیاں اہل دنیا کے حوالے کرتے اور برابر اسی حالت پر قائم رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ان کے گرد قلعے تعمیر کر دیئے جاتے ہیں۔ نہریں ان کے قلوب کی طرف بہنے لگتی ہیں، حق تعالیٰ کی طرف سے لشکر ان کے گرد پھیل جاتا ہے اور ہر ایک کی جدا حفاظت کی جاتی ہے سب کا اعزاز کیا جاتا اور نگہبانی ہوتی ہے اور ان کو مخلوق پر حاکم بنایا جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں عام عقلموں سے باہر ہیں۔ پس اس وقت ان کو مخلوق پر توجہ کرنا فرض بن جاتا ہے، وہ طبیبوں جیسے ہوتے ہیں اور ساری مخلوق بیماروں جیسی۔ تجھ پر افسوس کہ دعوے کرتا ہے کہ تو بھی ان میں سے ہے پس بتا ان کی کونسی علامت تجھ میں موجود ہے۔ حق تعالیٰ کے قرب اور اس کے لطف کی کیا نشانی ہے۔ تو خدا کے نزدیک کس مرتبہ اور کس مقام میں ہے۔ ملکوت اعلیٰ میں تیرا نام اور لقب کیا

ہے۔ ہر شب کو تیر اور واہ کس حالت پر بند کیا جاتا ہے۔ تیرا کھانا پینا مباح ہے یا حلال خالص۔ تیری خواب گاہ دنیا ہے یا آخرت یا قرب حق تعالیٰ۔ تنہائی میں تیرا ایس کون ہے، خلوت میں تیرا ہم نشین کون ہے۔ اے دروغ گو! تنہائی میں تو تیرا ایس تیرا نفس، شیطان، خواہش اور دنیا کے تفکرات ہیں اور جلوت میں شیاطین الانس ہیں جو بدترین ہم نشین ہیں۔ یہ بات محض بکو اس اور دعوے سے نہیں آتی۔

مخلوق سے کنارہ کشی

صاحبزادے! عافیت اسی میں ہے کہ عافیت کی طلب چھوٹ جائے اور تو نگری یہی ہے کہ تو نگری کی طلب ترک ہو جائے اور دوا یہی ہے کہ دوا کی طلب جاتی رہے۔ ساری دوا دل سے اسباب کو قطع آرباب کو ترک اور جملہ معاملات کو حق تعالیٰ کے حوالے کر دینے میں ہے وہ حق تعالیٰ کو دل سے یکتا جاننے میں ہے نہ کہ فقط زبان سے۔ توحید اور زہد زبان پر نہیں ہوتی۔ توحید بھی قلب میں ہوتی ہے۔ زہد بھی قلب میں۔ تقوے بھی قلب میں۔ معرفت بھی قلب میں۔ حق تعالیٰ کا علم بھی قلب میں اور اللہ عزوجل کی محبت بھی قلب میں اور اس کا قرب بھی قلب میں۔ سمجھدار بن بوالہوس مت بن۔ نہ تصنع کرنے بناوٹ۔ تو ہوس اور تصنع و تکلف اور کذب اور ریاد نفاق میں مبتلا ہے۔ تیرا سارا فکر مخلوق کو اپنی طرف کھینچنا ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ جب کبھی تو مخلوق کی طرف ایک قدم چلے گا تو حق سے دور جا پڑے گا۔ دعوے تو تیرا یہ ہے کہ تو طالب حق ہے حالانکہ تو مخلوق کا طالب ہے تیری مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ میں مکے جا رہا ہوں اور سمت اختیار کرے خراسان

کی۔ پس مکے سے دور ہوتا چلا جائے گا۔

خوف اور ندامت

اے علم کا دعوائے کرنیوالے مولوی! حق تعالیٰ کے خوف سے تیرا رونا کہاں ہے۔ تیرا ڈر اور عذر کہاں ہے۔ تیرا اپنے گناہوں کا اقرار کرنا کہاں ہے۔ تیرا اللہ کی اطاعت میں روشنی کو تاریکی سے ملانا کہاں ہے۔ تیرا اپنے نفس کو ادب دینا اور حق تعالیٰ کے متعلق اس کو مجاہدے میں ڈالنا اور اس کی وجہ سے اس کے دشمنوں کو بُرا سمجھنا کہاں ہے۔ تیری ساری ہمت کرتہ، عمامہ کھانے پینے اور نکاح مکانات دکانوں مخلوق کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور انہیں کے ساتھ مانوس رہنے میں مصروف ہے۔ اپنی ہمت کو ان تمام چیزوں سے علیحدہ کر لے پھر اگر ان میں سے کوئی شے تیرے نصیب میں ہوگی تو وہ اپنے وقت میں خود تیرے پاس آجائے گی۔ تیرا قلب انتظار کی تکلیف اور حرص کی گرانی سے آرام میں اور حق تعالیٰ کے ساتھ قائم رہے گا پھر ایسی چیزیں جس سے روز ازل ہی فراغت ہو چکی مشقت اٹھانے سے تجھ کو کیا حاصل۔

جھوٹے معبودوں کو چھوڑ حق تعالیٰ کو پکڑو۔

صاحبزادے! تو کچھ بھی نہیں۔ نہ تیرا اسلام ہی صحیح ہوا جو بنیاد ہے اور جس پر تعمیر ہوتی ہے اور نہ تیری شہادت (توحید و رسالت) قابل ہوتی تو کہتا ہے کہ نہیں کوئی معبود بجز اللہ کے مگر جھوٹ کہتا ہے کیونکہ معبودوں کا ایک بڑا گروہ تیرے قلب

میں موجود ہے۔ اپنے بادشاہ اپنے میر محلہ سے تیرا ڈرنا تیرے معبود بنے ہوئے ہیں اپنی کمائی اپنے نفع اپنی طاقت اپنی قوت اپنی سماعت اپنی بصارت اور اپنی گرفت پر تیرا اعتماد کرنا تیرے معبود بنے ہوئے ہیں۔ مخلوق میں بہتیرے لوگ ہیں جو اپنے قلوب سے ان چیزوں پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ ان کا بھروسہ خدا پر ہے۔ ان کا حق تعالیٰ کو یاد کرنا محض عادت ہے اور وہ بھی صرف زبانوں سے اور جب اس کی جانچ کی جاتی ہے تو بھڑک اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو ایسا کیوں کہا جاتا ہے کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ کل کو ساری فضیحتیں کھل جائیں گی اور مخفیات ظاہر ہو جائیں گے۔ تجھ پر افسوس جب تو کہتا ہے تو اپنی بات کی سچ کرنا ہے لا الہ کلی نفی ہے اور الا اللہ کلی اثبات ہے کہ معبودیت صرف حق اللہ کے لیے ہے کسی غیر کے لیے نہیں پس جس وقت بھی تیرے قلب نے حق تعالیٰ کے سوا کسی شے پر اعتماد کیا تو معبودیت کو حق تعالیٰ کے لیے مخصوص کرنے میں تو جھوٹا بن گیا اور وہی تیرا معبود بنا، جس پر تو نے اعتماد کیا۔ ظاہر کا کچھ اعتبار نہیں۔ قلب ہی ہے جس کے ساتھ ایمان کا تعلق ہے وہی موجد ہے وہی مخلص وہی متقی وہی پرہیزگار وہی زاہد وہی صاحب یقین وہی عارف عامل اور سردار۔ باقی سب اس کے لشکر اور ماتحت ہیں۔

ندامت اور توبہ

- صاحبو! قیامت کا دن قلوب اور ابصار الٹ پلٹ دے گا۔ وہ ایسا دن ہے جس میں بہتیرے پاؤں پھسلیں گے۔ مومنین میں سے ہر شخص اپنے ایمان

اور تقوٰے کے قدم پر کھڑا ہوگا اور قدموں کا جماؤ ایمان کی مقدار کے موافق ہوگا۔ اس دن ستمگار اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا کہ آہ کیسا ستم کیا اور مفسد اپنے ہاتھوں کو کاٹ کھائے گا کہ کیسا فساد مچایا اور اصلاح نہ کی۔ اپنے آقا سے کیسے بھاگا پھر اور توبہ نہ کی۔ صاحبزادے! کسی عمل پر مغرور مت ہو کیونکہ اعمال کا اعتبار خاتمہ پر ہے حق تعالیٰ سے یہ درخواست لازمی سمجھ کہ وہ تیرا خاتمہ بخیر فرمادے اور اس عمل پر تیری روح قبض فرمادے جو اس کو سب سے زیادہ پیارا ہو۔ جب تو توبہ کرے تو بیچ اور بہت بیچ کہ اس کو توڑ بیٹھے اور پھر معصیت کی طرف لوٹ جائے۔ کوئی بھی کہے تو اپنی توبہ سے ہرگز رجوع مت کر۔ اپنے نفس اپنی خواہش اپنی طبیعت کی موافقت میں اللہ عزوجل کی مخالفت مت کر۔ پس معصیت آج تک تھی اور توبہ کے بعد کل تو معصیت کرے گا تو حق تعالیٰ تجھ کو رسوا کرے گا اور تیری مدد نہ کرے گا۔ اے ہمارے اللہ ہماری مدد فرما اپنی اطاعت کی توفیق دے کر اور ہم کو رسوا نہ کر، اپنی معصیت سے اور عطا فرما ہم کو دنیا میں بھی بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور پچاہم کو دوزخ کے عذاب سے۔

صاحبِ نظر کی مثال

صاحبزادے! جس شخص کا ایمان قوی ہو جاتا ہے اور یقین جم جاتا ہے، وہ قیامت کے سارے معاملات جن کی حق تعالیٰ نے خبر دی ہے قلب کی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ جنت اور دوزخ کو اور جو کچھ راجتس اور تکلیفیں ان میں ہیں ان سب کو دیکھتا ہے۔ صور کو اور اس فرشتہ کو جو اس پر متعین ہے دیکھتا ہے۔

وہ دیکھتا ہے تمام چیزوں کو جیسی کہ حقیقت میں وہ ہیں وہ دنیا کا زوال اور اہل دنیا کی دولت و حکومت کے انقلاب کو دیکھتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے مخلوق کو گویا کہ وہ قبروں کے مدفون مردے ہیں جو چل پھر رہے ہیں۔ جب قبروں پر اس کا گذر ہوتا ہے تو اس کو محسوس ہوتا ہے وہ عذاب و ثواب جو اس کے اندر ہو رہا ہے وہ دیکھتا ہے قیامت کو اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے یعنی

مخلوق کا ایک جگہ ٹھہرنا وغیرہ وہ دیکھتا ہے حق تعالیٰ کی رحمت کو اور اس کے عذاب کو اور فرشتوں کو کھڑا ہوا اور انبیاء و مرسلین اور ابدال و اولیاء کو اپنے اپنے مرتبوں پر، جنیتوں کو کہ ایک دوسرے کے پاس ملنے جلنے آ جا رہے ہیں اور دیکھتا ہے دوزخیوں کو کہ آگ کے اندر ایک دوسرے سے ڈمٹی کر رہے ہیں جس شخص کی نظر صحیح ہو جاتی ہے وہ اپنی سر کی آنکھوں سے اللہ عزوجل کے فعل کو جو مخلوق میں صادر ہو رہا ہے اس کو نظر آتا ہے حق تعالیٰ کا مخلوق کو حرکت دینا اور سکون دینا پس یہ نگاہ عزت ہے۔ حضرات اولیاء اللہ ہی ایسے ہیں کہ جب کسی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں اس کے ظاہر کو سر کی آنکھ سے اور اس کے اندر کو قلب کی آنکھ سے اور اپنے مولا عزوجل کو اپنی باطن کی آنکھ سے جو خدمت کرتا ہے مخدوم بنتا ہے۔ ان کی یہ حالت تھی کہ جب تقدیر خداوندی ان کے متعلق آتی تو یہ اس کی موافقت کرتے تھے۔ خواہ وہ ان کو خشکی میں لے جائے یا سمندر میں۔ زم زمین میں پہنچا دے یا پتھر ملی زمین میں، اور مٹیٹھا کھلائے یا کڑوا۔ یہ اس کی موافقت کرتے تھے۔ عزت کے متعلق بھی، ذلت کے متعلق بھی، تو نگری کے متعلق بھی اور افلاس کے متعلق بھی۔ تندرستی کے متعلق بھی اور بیماری کے متعلق بھی، یہ تقدیر کے ساتھ ساتھ چلتا

رہا۔ یہاں تک کہ جب تقدیر نے جان لیا کہ یہ تھک گیا تو خدا کے نزدیک اس کے محترم ہونے اور مقرب ہونے کی وجہ سے وہ اتر پڑی اور اپنی جگہ اس کو سوار کر دیا۔ خود اس کے ہمراہ بن کر چلی۔ اس کی خادم بن گئی اور اس کے سامنے تواضع سے جھک گئی۔ یہ سب کچھ اپنے نفس، اپنی خواہش، اپنی طبیعت، اپنی عادت، اپنے شیطان اور بُرے ہم نشینوں کی مخالفت کی بدولت نصیب ہوا۔

ایقان و وحدانیت کی منزل

جس وقت بندہ بلاؤں اور مصائب میں گرفتار ہو جاتا ہے تو ابتدا میں اس سے دستگیری حاصل کرنے کے لیے اپنی ذاتی سعی سے کام لیتا رہتا ہے لیکن جب اس سے چھٹکارا نصیب نہیں ہوتا تو پھر مخلوق سے طلبِ اعانت کرتا ہے۔ مثلاً بادشاہ سے، عہدیداران سے اور دوسرے اہل دنیا سے اور امراض کے سلسلے میں ماہر فن اطباء کی خدمات حاصل کرتا ہے لیکن جب تک اس میں ذاتی سکت باقی رہتی ہے اس وقت تک مخلوق کی جانب ہرگز رجوع نہیں ہوتا۔ پھر جب تک مخلوق سے بھی اعانت کی امید منقطع نہیں ہو جاتی اس وقت تک کسی طرح بھی اپنے خالق کی جانب متوجہ نہیں ہوتا لیکن جب خالق کی جانب سے بھی اعانت کا حصول نہیں ہوتا تو پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے وہ صورت سوال بن کر دعا و تضرع اور حمد و ثناء میں مشغول ہو جاتا ہے اور بیم ورجا کے اس عالم میں محتاج دعا بن کر رہ جاتا ہے۔ پھر جب خدا تعالیٰ اس کو اس درجہ عاجز کر دیتا ہے کہ اس کی دعائیں بھی قبول نہیں فرماتا اور اس کے تمام وسائل و ذرائع بھی مسدود ہو کر رہ جاتے ہیں تو اس پر قضا و قدر کے احکامات

کا نفوذ شروع ہو جاتا ہے اور وہ جب اپنے وسائل سے فنا ہو کر صرف روح کی شکل
 اختیار کر لیتا ہے تو پھر اس کو احکامِ خداوندی کے علاوہ کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ اور وہ
 ایقان و وحدانیت کی اس منزل میں داخل ہو جاتا ہے جہاں اس کو کامل یقین ہو
 جاتا ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی فاعلِ حقیقی نہیں ہے اور نہ کوئی اس کے سوا حرکت و
 سکون کا خالق ہے نہ کوئی خیر و شر کا مالک ہے نہ کوئی سود و زیان پہنچا سکتا ہے۔ نہ
 کوئی عطا کرنے والا ہے نہ کوئی عطا و بخشش سے روکنے والا۔ نہ حیات و موت کسی کے
 قبضہ قدرت میں ہیں اور نہ عزت و ذلت اس مقام پر پہنچ کر وہ قضا و قدر کی اس
 منزل میں داخل ہو جاتا ہے جس طرح دانی کے ہاتھوں میں پچہ یا غسل دینے والے کے
 ہاتھوں میں میت یا چوگان کھیلنے والے کے سامنے گیسند ہوا کرتی ہے،
 جس کا تغیر و تبدل اللٹا پلٹنا اور اس کی حرکت و سکون جو
 نہ تو ذاتی ہوتے ہیں نہ غیر ذاتی۔ اس طرح بندہ بھی اپنے مولے کے احکام و فعال
 میں اس درجہ کم ہو جاتا ہے کہ اس کو خدا کی ذات کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا اور
 اس کی عقل و سماعت اور بصارت اپنے مولے کے لیے اس طرح وقف ہو کر رہ
 جاتی ہے کہ اسی کی عقل سے سمجھنے لگتا ہے اور اسی کے کانوں سے سننے لگتا ہے اور
 خدا کے علم و کلام کے علاوہ وہ کوئی اور بات سنا گوارا نہیں کرتا پھر اس کی نعمتوں
 سے سرفراز ہو کر اس کے قرب سے سعادت حاصل کرتے ہوئے مزین و مشرف
 ہو جاتا ہے اور اس کے وعدوں سے سکون و طمانیت حاصل کرنے لگتا ہے۔
 اسی کے تذکرے سے اس کو اس درجہ انس ہو جاتا ہے کہ دوسرے لوگوں کا ذکر
 اس کے لیے وحشت و تنفر کا باعث ہو جاتا ہے۔ پھر جب وہ نور و معرفت کے

ذریعہ ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے تو اس کو پیراہین معرفت میں اس طرح بلبوس کر دیا جاتا ہے کہ وہ علوم اسرارِ خداوندی سے مشرف ہونے لگتا ہے اور ان تمام نعمت ہائے گوناگوں پر اس کا شکر ادا کرتے ہوئے ہمہ تن حمد و ثنا میں مصروف ہو کر رہ جاتا ہے۔

غیر اللہ پر اعتماد کا نتیجہ

تم خدا کے فضل و رحمت سے اس لیے محروم کر دیئے گئے ہو کہ تم نے مخلوق و وسائل پر صنعت و کسب پر اور دوسرے طریقوں پر اعتماد کر لیا ہوا ہے اور یہ مخلوق تمہارے مابین اس لیے سدِ راہ بن گئی ہے کہ تم نے اہل حلال اور مسنون طریقے سے کسب کرنے کو ترک کر دیا ہے لہذا جب تک تم مخلوق سے منسلک رہتے ہوئے لوگوں کے در پر سائل بن کر ان کی جود و عطا کے چکر میں پڑے رہو گے۔ اس وقت تک تمہارا شمار خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں میں ہوتا رہے گا اور تمہیں اس چیز کی سزا دی جائے گی کہ تم نے مسنون طریقے سے اہل حلال کیوں حاصل نہیں کیا جو کہ تمہارے اوپر واجب تھا۔ پھر جب تم مخلوق سے کنارہ کش ہو کر اور شرک سے تائب ہوتے ہوئے کسب کی جانب رجوع کر کے اس پر توکل و طمانیت اختیار کر لو گے اور فضلِ خداوندی کو فراموش کر دو گے تو اس وقت بھی تم مشرک کہلاؤ گے فرق صرف اتنا ہوگا کہ یہ شرک پہلے شرک سے زیادہ خفی ہوگا اور اس پر بھی تم خدا تعالیٰ کے ہاں مستوجب عقوبت ہو گے اور تمہیں خدا کے فضل اور بلا واسطہ نعمتوں سے محروم کر دیا جائے گا۔ پھر جب تم اس شرک خفی سے بھی تائب ہو کر اپنے درمیان سے

اس کو خارج کر دو گے تو اس وقت تم مشاہدہ کر سکو گے کہ خدا کی ذات کے سوا کوئی رازق نہیں اور صرف وہی مسبب الاسباب ہے اور قوت کسب عطا کرنے والا ہے۔ وہی نیکیوں کی توفیق دینے والا ہے اور اس کے دست قدرت میں ہمیشہ رزق رہتا ہے وہ کبھی تو مخلوق کے ذریعہ ابتلاء کے طور پر رزق پہنچاتا ہے تاکہ تم ریاضت کی حالت میں بھی دوسروں کے دست نگر رہو اور کبھی کسب کے ذریعہ معاوضہ کے طور پر عطا کرتا ہے اور محض کبھی اپنے فضل و کرم سے عطا فرماتا ہے تاکہ تمہاری نظریں وسائل و اسباب پر نہ پڑ سکیں۔ ایسی حالت میں اس کی جانب رجوع کرتے ہوئے تمہیں جھک جانا چاہیئے تاکہ تمہارے اور اس کے فضل و کرم کے مابین جو حجاب حائل ہوں وہ رفع ہو جائیں پھر تمہیں تمہارے حال و حاجت کے مطابق ہی غذا مہیا ہوتی رہے گی جس طرح ایک محبوب و رفیق طیب اپنے مریض کے لیے غذا تجویز کیا کرتا ہے اور یہ صرف خدا ہی کا فضل ہے کہ وہ تمہیں اپنے سوا کسی کا بھی محتاج توجہ نہیں بناتا تاکہ تم اس کے فضل پر راضی برضارہ سکو۔

حق تعالیٰ پر مکمل اعتماد

تمہاری ہرگز یہ شان نہیں ہے کہ تم اپنے رب سے ناراض ہو کر اس پر بہتان طرازی اختیار کرو۔ یا اس پر معترض ہو کر اس کی جانب رزق و غنا اور کرب و بلا کے سلسلے میں ظلم کو منسوب کرو۔ کیونکہ تمہیں اس چیز کا اچھی طرح علم ہے کہ ہر شے کا ایک وقت معین ہے اور ہر بلا و مصیبت کی ایک انتہا ہے اور جس میں تقدیم و تاخیر کی قطعاً گنجائش نہیں ہے اور نہ کبھی مصائب کا وقت تبدیل ہو سکتا ہے

لہذا تکیلیفیں راحتوں میں تبدیل ہو سکتی ہیں اور نہ فقر و احتیاج تو نگری سے بدل سکتے ہیں۔ لہذا خاموشی کے ساتھ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے صبر و رضا سے کام لے کر اپنے رب کی موافقت اختیار کرو اور اس کے افعال میں بہتان طرازی اور ناراضی سے توبہ کرو۔ کیونکہ بارگاہِ خداوندی میں بندوں کی طرح ایک دوسرے سے بدلہ لینے اور اور بغیر کسی گناہ کے انتقام لینے کا جذبہ رائج نہیں ہے اس لیے کہ مذاتِ باری ازل ہی سے مفرد ہے اور اس نے تمام اشیاء کو بعد میں تخلیق فرمایا اور ان کے سود و زیاں کی تخلیق بھی بعد ہی فرمائی! اور اس کو ابتدا اور انتہا کا علم ہے۔ وہ اپنے افعال میں اس درجہ صاحبِ حکمت ہے کہ نہ تو اس کے افعال میں کسی قسم کا تناقض ہوتا ہے اور نہ وہ عیب و بے سود ہوتے ہیں اور نہ وہ کسی شے کو باطل و لغو تخلیق کرتا ہے۔ لہذا تمہارے لیے یہ کسی طرح جائز نہیں ہے کہ اس کے افعال میں نقص نکال کر ان کو قبیح کہنے لگو، فراخی کا اس وقت تک انتظار کرتے رہو جب تک تم اس کی موافقت و رضا کے لیے عاجز نہ ہو جاؤ اور مقررہ میعاد پوری نہ ہو جائے کیونکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں تبدیل ہونا یا زمانہ کا گزرنا اور مدت کی تکمیل خود تبدیلی حالات کے آئینہ دار ہیں جس طرح گرمیوں کے خاتمے سے سردیوں کا افتتاح ہوتا ہے یا رات کا اختتام نمود سحر کا پتہ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر تم دن کی روشنی کو مغرب اور عشاء کے مابین تلاش کرو گے تو اس کا حصول ناممکن ہوگا۔ بلکہ رات کی تاریکیوں میں مزید اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ حتیٰ کہ اس وقت تاریکیاں دم توڑ دیں گی تو نمودِ سحر کے ہمراہ دن کی روشنی میں بھی تاریکی شب کی تمنا کرو گے تو وہ بھی تمہیں حاصل نہ ہو سکے گی۔ کیونکہ تمہاری یہ طلب غیر وقت میں ہوگی اور تم اپنی بیجا خواہش کی وجہ

سے نادم و ناراض ہو کر رہ جاؤ گے۔ لہذا تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ ایسی چیزوں کا تصور اپنے قلب سے نکال کر اپنے رب سے توافقی و حسن ظن کا طریقہ اختیار کر لو اور یہ بھی یاد رکھو کہ جو چیز تمہارے نصیب کی ہے وہ تم سے ہرگز سلب نہیں کی جائے گی اور جو چیز تمہارے مقدر کی نہیں ہے وہ تمہیں کبھی دستیاب نہ ہوگی۔

اولیائے کرام کا مقابلہ نہ کرو

اے خواہشات کے بند و تم صاحب حال لوگوں کا ہرگز مقابلہ نہ کرو، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے غلام ہیں اور تمہارے دھیان کا مرکز خالص دنیا ہے وہ عقبے کی جانب ملتفت ہیں اور تمہاری نظر ہنس دنیا پر لگی ہوتی ہیں۔ وہ ارض و سما کے رب سے رشتہ قائم کیے ہوئے ہیں اور تمہاری محبت کا مرکز مخلوق اور انسان ہیں۔ ان کے قلوب عرش کے مالک سے جڑے ہوئے ہیں اور تم جس شے پر بھی نظر ڈالتے ہو اسی کا شکار ہو کر رہ جاتے ہو۔ لہذا تم ان سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کرو اور ان کی راہوں سے ہٹ جاؤ۔ اس لیے کہ ان کی راہوں میں تو ان کے والدین اور اولاد بھی حائل نہ ہو سکے یہی وہ لوگ ہیں جن کو سب لوگوں پر فوقیت حاصل ہے جن کو میرے رب نے پیدا کر کے زمین میں پھیلا دیا ہے اور جب تک زمین و آسمان قائم ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت و سلام ان پر نازل ہوتا رہے گا۔

(فتوح الغیب، الفتح الربانی)

تیسری فصل

آپ کے فرمودات مقامات تصوف کے بارے میں

علم

آپ نے فرمایا پہلے علم پڑھ اس کے بعد گوشہ نشین بن۔ جو شخص بغیر علم کے عبادات الہی میں مشغول ہو جاتا ہے اس کے جملہ کام بہ نسبت سدھرنے کے زیادہ بگڑتے ہیں۔ پہلے اپنے ساتھ شریعت الہی کا چراغ لے پھر عبادت الہی میں مشغول ہو جا، جو شخص اپنے علم پر عمل کرتا ہے خدا تعالیٰ اس کے علم کو وسیع کرتا اور علم لدنی جو اسے حاصل نہیں ہوتا عطا کرتا ہے، تو اسباب اور خلق سے منقطع ہو جا وہ تیرے دل کو مضبوط اور عبادت اور پرہیزگاری کی طرف اس کا میلان کر دے گا۔ ماسواے اللہ سے جدا رہ۔ اپنا چراغ شریعت گل ہونے سے ڈر، خدا تعالیٰ سے نیک نیتی رکھ، چالیس روز تو اگر اس کی یاد میں بیٹھے تو تیرے دل سے زبان کی راہ حکمت کے چشمے پھوٹیں گے۔ اور تیرا دل اس وقت موئے کی طرح محبت الہی کی آگ دیکھنے لگے گا اور آتش محبت دیکھ کر تیرا نفس تیری خواہش تیرا شیطان تیری طبیعت تیرے اسباب اور وجود سے کہنے لگے گا کہ ذرا ٹھہر جاؤ میں نے آگ دیکھی ہے اور مقام بر سے اس کی ندا ہوگی کہ میں ہوں تیرا رب تو میرے غیر سے تعلق نہ رکھ، مجھے پہچان لے اور میرے ماسوا کو بھول جا۔ مجھ ہی سے علاقہ رکھ اور سب سے علاقہ توڑ دے۔ میرا طالب بنا رہ اور باقی سب سے اعراض کر۔ میرے علم سے میرا تقرب حاصل کر۔ پھر جب لقا تمام

ہوگی تو تجھے حاصل ہوگا جو کچھ حاصل ہوگا اور حجاب زائل ہونگے۔

عمل صالح

آپ نے فرمایا جو شخص اپنے مالک حقیقی سے سچائی اور راستبازی اختیار کر کے تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہے وہ شب و روز اس کے ماسوائے بیزار رہتا ہے۔ اسے مخاطب تو ایسی بات کا دعوائے نہ کر جو تجھ میں نہ ہو۔ خدا کو ایک جان کسی کو اس کا شریک نہ کر۔ جس کا خدا تعالیٰ کی راہ میں کچھ بھی تلف ہوتا ہے خدا تعالیٰ ضرور اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ یاد رکھ کہ دل کی کدورت نہیں بجا سکتی تا وقتیکہ نفس کی کدورت نہ جاتے۔ جب تک نفس اصحاب کفہ کے کتے کی طرح رضا کے دروازے پر نہ بیٹھ جائے اس وقت تک دل میں صفائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس وقت یہ خطاب بھی ملے گا۔ **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً** یعنی اے نفس مطمئنہ نہایت راضی خوشی اپنے رب کی طرف لوٹ اس وقت وہ حضرت اقدس میں باریابی حاصل کر سکے گا اور توجہات و نظر رحمت کا کعبہ بنے گا۔ اس کا عظمت و جلال اس پر منکشف ہوگا اور مقام اعلیٰ سے سنائی دے گا **يَا عَبْدِي أَنْتَ لِحُتٍ وَأَنَا لَكَ** اے میرے بندے تو میرے لیے ہے اور میں تیرے لیے ہوں۔ جب اس حال میں مدت تک اسے تقرب الہی حاصل رہے گا تو اب وہ خاصانِ خدا سے ہو جائے گا۔ اور خلیفۃ اللہ علی الارض کہلانے کا مستحق اور اس کے اسرار پر مطلع ہو سکے گا اور اب یہ خدا کا امین ہوگا اور اب اسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس لیے بھیجا ہے کہ معصیت کے دریا میں ڈوبنے والوں کو غرق ہونے سے بچائے اور گمراہی

کے بیابانوں میں راہِ حق سے گم گشتہ لوگوں کو راہِ حق پر لائے۔ پھر اگر کسی مردہ دل پر اس کی گذر ہوتی ہے تو وہ اسے زندہ کر دیتا ہے اور اگر گنہگار پر گزر ہوتی ہے تو وہ اسے نصیحت کرتا ہے اور بد نعت کو نیک نعت بنا دیتا ہے۔

توبہ

آپ نے فرمایا کہ توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی پہلی عنایت و توجہ اپنے بندے پر مبذول فرما کر اس کے دل پر اس کا اشارہ کرے اور اپنی شفقت و محبت کے ساتھ خاص کر کے اسے اپنی طرف کھینچ لے، اس وقت بندے کا دل اپنے مولا کی طرف کھینچ جاتا ہے اور روح و قلب اور عقل اس کے تابع ہو جاتی ہے اور اب وجود میں امر الہی کے سوا اور کچھ نہیں رہتا۔ یہی صحتِ توبہ کی دلیل ہے۔

انابت (توجہ الی اللہ)

آپ نے فرمایا انابت درجات کو چھوڑ کر مقامات کی طرف رجوع کر کے مقاماتِ اعلیٰ میں ترقی کرنا اور مجلسِ حضرت القدس میں جا ٹھہرنا اور اس مشاہدے کے بعد کل کو چھوڑ کر حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

خوف

آپ نے فرمایا خوف کے کئی مقام ہیں۔ گنہگاروں کا خوف عذاب کے سبب سے ہوتا ہے۔ عابدین کا خوف عبادت کا ثواب کم ملنے یا نہ ملنے کے

سبب ہوتا ہے عاشقانِ الہی کا خوف لقائے الہی کے فوت ہو جانے کے سبب ہوتا ہے اور عارفین کا خوف عظمت و ہیبتِ الہی کے سبب ہوتا ہے۔ یہی اعلیٰ درجہ کا خوف ہے کیونکہ یہ زائل نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ رہتا ہے۔

رجاء (امیدِ رحمت)

آپ نے فرمایا کہ اولیاء اللہ کے حق میں رجاء یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن ہو مگر نہ کسی نفع یا دفع ضرر کی امید پر کیونکہ اہل ولایت جانتے ہیں کہ ان کو ان کی تمام ضروریات سے فارغ کر دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے وہ مستغنی رہتے ہیں اور پھر خدا تعالیٰ سے ڈرتا بھی رہے محض اس کی عظمت و جلال کی وجہ سے نہ اس وجہ سے کہ وہ رؤف و رحیم ہے۔ رجاء بلا خوفِ امن بے خوفی ہے اور خوف بلا رجاء ناامیدی ہے اور یہ دونوں مذموم ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ وَزِنَتْ خَوْفَ الْمُؤْمِنِ وَرِجَاءَهُ لَأَعْتَدَ لَا اِذَا كَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ اِنْ كَرِهَتْ اَنْ يَّكُونَ اَوْ رِجَاؤُهُمْ اِنْ رَجَاؤُهُمْ اَوْ رِجَاؤُهُمْ a

جیا

آپ نے فرمایا جیا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے حق میں وہ بات نہ کہے جس کا وہ اہل نہ ہو محارمِ الہیہ کو چھوڑ دے۔ چاہئے کہ تمام گناہوں کو صرف جیا کی وجہ سے چھوڑ دے نہ کہ خوف کی وجہ سے اور اس کی عبادت و اطاعت کرتا رہے اور جانے کہ خدا تعالیٰ اس کی ہر بات پر مطلع ہے، اسی لیے اس سے شرماتا رہے۔ قلب اور

ہیبت کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیا پیدا ہوتی ہے

وفا

آپ نے فرمایا کہ وفا حقوقِ الہی کی رعایت اور قولاً و فعلاً اس کے حدود کی حفاظت اور ظاہراً و باطناً اس کی رضا مندی کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے

صبر

آپ نے فرمایا کہ صبر مصیبت اور بلا میں استقلال سے رہنا ہے اور نہایت خوش دلی اور خندہ پیشانی سے کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ پر قائم رہنا ہے۔ صبر کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک صبرِ اللہ ہے وہ یہ کہ اس کے اوامر کو بجالاتا رہے اور اس کے نواہی سے بچتا رہے اور صبرِ مع اللہ یہ ہے کہ قضائے الہی پر راضی اور ثابت قدم رہے اور ذرا بھی چون و چرا نہ کرے اور فقر سے نہ گھبراتے اور بغیر کسی قسم کی ترش رویی کے اظہارِ غنہ نہ کرتا رہے اور صبرِ علی اللہ یہ ہے کہ ہر امر میں وعدہ و وعید الہی کو مد نظر رکھ کر ہر وقت اس پر ثابت قدم رہے۔ دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرنا سہل ہے، مگر مجاز سے حقیقت کی طرف رجوع کرنا مشکل ہے اور خلق کو چھوڑ کر حق سے محبت اس سے بھی زیادہ مشکل ہے اور صبرِ مع اللہ سب سے زیادہ مشکل ہے۔

شکر

آپ نے فرمایا کہ حقیقت شکر یہ ہے کہ نہایت عاجزی و انکساری سے نعمت کا اعتراف اور ادائے شکر کی عاجزی کو مد نظر رکھ کر منت و احسان کا مشاہدہ کرتے ہوئے اس کی عزت و حرمت باقی رکھی جائے شکر کے کئی اقسام ہیں۔ شکر لسانی یہ ہے کہ زبان سے نعمت کا اعتراف کرے اور شکر بالارکان یہ ہے کہ خدمت و وقار سے موصوف رہے اور شکر بالقلب یہ ہے کہ بساط شہود پر معتکف ہو کر حرمت و عزت کا نگہبان رہے پھر اس مشاہدے کی نعمت کو دیکھ کر دیدارِ منعم کی طرف ترقی کرے۔ شاکر وہ ہے جو موجود پر شکر کرے۔ شکور وہ ہے جو مفقود پر شکر کرے اور حامد وہ ہے کہ منع کو عطا، اور ضرر کو نفع مشاہدہ کرے اور ان دونوں وصفوں کو برابر جانے۔ اور حمد یہ ہے کہ بساط قرب پر پہنچ کر معرفت کی آنکھوں سے تمام محامد و اوصافِ جمالی و جلالی کا مشاہدہ کرے اور اس کا اعتراف کرے۔

ہمت

آپ نے فرمایا کہ ہمت یہ ہے کہ نفس کو حبِ دنیا سے اور روح کو تعلقِ عقیقی سے دور رکھا جائے اور ارادہ مولا سے تبدیل کیا جائے اور مقامِ سر کو اشارہ کون سے خواہ ایک لمحہ کے لیے ہی ہو خالی کیا جائے۔

توکل

آپ نے فرمایا کہ توکل اغیار کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ سے لو لگانا اور ایک ذات پر بھروسہ کر کے ماسوا اللہ سے بے پرواہ ہو جانا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ متوکل مقام فنا سے آگے بڑھ جاتا ہے۔

توحید

آپ نے فرمایا توحید مقام حضرت اقدس کے اشارات سرِ ضمائر و خفائے سرِّ سرائر کا نام ہے۔ وہ قلب کا مہتہائے انکار سے گزر جانے اعلیٰ درجات وصال میں پہنچنے اور اقدام تجرید سے تقرب الہی میں جانے کا نام ہے۔

معرفت

آپ نے فرمایا معرفت یہ ہے کہ مشیاتِ الہی میں سے ہر شے کے اشارے سے جو کہ اس کی توحید کی طرف کر رہی ہے خفایائے مکنونات و شواہد حق پر مطلع ہو، اور ہر فانی کی فنا سے علم حقیقت کا ادراک کرے اور اس میں ہیبت ربوبیت اور تاثیر بقا کو دل کی آنکھ سے معائنہ کرے۔

برگِ درختانِ سبز در نظر ہشیار

ہر ورقِ دفتریت معرفتِ گردگار

یعنی ہوشیار آدمی کی نظریں سبز درختوں کا ہر پتہ پروردگار کی معرفت کا دفتر

تصوف

آپ نے فرمایا کہ صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خدا تعالیٰ کا مقصد جانے اور دنیا کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہ فائز المرام ہو جائے تو ایسے شخص پر خدا کی طرف سے سلامتی نازل ہوتی ہے۔

حُسنِ خُلُق

آپ نے فرمایا کہ حُسنِ خُلُق یہ ہے کہ تم پر جنائے خُلُق اثر نہ کرے خصوصاً جبکہ تم حق سے خبردار ہو گئے ہو۔ اور عیوب پر نظر کر کے نفس کو اور جو کچھ نفس سے سرزد ہو حقیر جانو اور جو کچھ کہ خدا تعالیٰ نے خُلُق کے دلوں کو ایمان اور اپنے احکام و دلیت کیے ہیں اس پر نظر کر کے جو کچھ ان سے تمہارے حق میں صادر ہو عزت کرو۔ یہی انسانی جوہر ہے اور اسی سے لوگوں کو پرکھا جاتا ہے۔

صدق

آپ نے فرمایا کہ اقوال اور اعمال میں صدق یہ ہے کہ اس کے ذریعہ رویتِ خداوندی حاصل رہے۔ اور احوال میں صدق یہ ہے کہ بندے کے قلب میں اللہ تعالیٰ کی توجہ اور خیال کے علاوہ کوئی شے باقی نہ رہے۔

فنا

آپ نے فرمایا کہ تو حکم الہی کو مد نظر رکھ کر مخلوقات سے اپنے نفس سے اور اس کے ارادے کو مد نظر رکھ کر اپنے فعل سے درگزر کر۔ اس وقت تو حکم الہی کے لائق ہو سکے گا۔ مخلوق سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ ان سے تیرا تعلق ختم ہو جائے۔ ان کے نفع سے ناامید اور ان کے ضرر سے بیخوف ہو جائے خود اپنی ہستی اور اپنے نفس اور خواہش سے فنا ہو جانے کی یہ علامت ہے کہ نفع حاصل کرنے اور ضرر دور کرنے میں اسباب ظاہری سے نظر اٹھالے اور اپنے سبب سے خود کچھ نہ کر، نہ اپنے آپ پر بھروسہ کر۔ بلکہ تمام امور اسی کو سونپ دے۔ وہ جس نے اولاً اس میں تصرف کیا ہے وہی اب بھی اس میں تصرف کرے گا اور اپنے ارادے سے فنا ہو جانے کی علامت یہ ہے کہ مثبت الہی کے سامنے تیرا کوئی ارادہ نہ ہو بلکہ اس کا فعل تمہارے اندر جاری رہے اور تمہارے اعضاء اس کے فعل سے خاموش ہوں اور دل مطمئن اور خوش رہے۔ ذرا بھی منقبض نہ ہو۔ تمہارا باطن تمام چیزوں سے مستغنی رہے اور تو خود قدرت الہی کے ہاتھ میں ہو جائے وہ کچھ بھی تجھ پر اپنا تصرف کرے زبان ازلی اس وقت تجھے پکارے گی۔ علم لدنی تجھ کو حاصل ہوگا اور نور جمال الہی کا لباس پہنے گا۔ پھر ارادہ الہی کے سوا تیرے اندر کچھ نہ رہے گا تو اس وقت تصرفات و خرق عادات تیری طرف منسوب ہونگے مگر بظاہر اور درحقیقت وہ فعل الہی ہوگا پھر جب تو اپنے دل میں کوئی ارادہ پاتے تو خدا تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی کا خیال کر اور اپنے وجود کو حقیر جان یہاں تک کہ تیرے وجود پر قضائے الہی وارد ہو۔ اس

وقت تجھے بقا حاصل ہوگی، کیونکہ فنا حد ہے وہ یہ کہ ایسا خدا تعالیٰ ہی باقی رہے جیسا کہ خلق کے پیدا کرنے سے پہلے ایسا تھا۔ یہی حالت فنا کی ہے۔ جب تو خلق سے علیحدہ ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ خدا تجھ پر رحمت کرے اور حقیقی زندگی نصیب کرے۔ اس وقت تجھے حقیقی زندگی حاصل ہوگی اور غمے کہ جس کے بعد فقر نہیں اور وہ عطا کہ جس کے بعد رکاوٹ نہیں اور وہ امن جس کے بعد کوئی خوف نہیں اور وہ نیک بنجی جس کے بعد بد بختی نہیں اور وہ عزت کہ جس کے بعد ذلت نہیں اور وہ قرب کہ جس کے بعد بُعد نہیں اور وہ بزرگی کہ جس کے بعد حقارت نہیں اور وہ پاکی کہ جس کے بعد ناپاکی کا تصور نہیں ہو سکتا۔

بقا

آپ نے فرمایا کہ بقا حاصل نہیں ہوتی مگر اسی بقا سے کہ جس کے ساتھ فنا نہ ہو اور نہ انقطاع ہو۔ اور وہ نہیں ہوتی مگر صرف ایک لمحہ کے لیے بلکہ اس سے بھی کم۔ اہل بقا کی علامت یہ ہے کہ ان کے اس وصف بقا میں کوئی فانی شے ان کے ساتھ نہ رہ سکے کیونکہ وہ دونوں آپس میں ضد ہیں۔

رضا

آپ نے فرمایا کہ محبت الہی میں بڑھنا اور علم الہی کو کافی جان کر قضا و قدر پر راضی رہنا رضائے الہی ہے۔

قرب

آپ نے فرمایا مسافروں کو لطف کے ساتھ ملنے کو قرب کہتے ہیں۔

شوق

آپ نے فرمایا بہترین شوق یہ ہے جو مشاہدے سے پیدا ہو۔ ملاقات سے سُست نہ پڑ جائے۔ دیکھنے سے ساکن نہ ہو، قرب سے چلا نہ جائے۔ محبت سے زائل نہ ہو بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جائے شوق بھی بڑھتا جائے۔ شوق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے اسباب یعنی موافقت روح متابقت ہمت یا حفظ نفس سے خالی ہو۔ اس وقت مشاہدہ دائمی ہوتا ہے اور مشاہدے سے مشاہدے کا شوق پیدا ہوا کرتا ہے۔

محبت

آپ نے فرمایا محبت دل کی تشویش کا نام ہے جو کہ محبوب کے فراق سے حاصل ہوتی ہے اس وقت دنیا سے انگوٹھی کے حلقے یا مجلس ماتم کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ محبت وہ شراب ہے جس کا نشہ کبھی نہیں اتر سکتا۔ محبت محبوب سے خواہ ظاہر ہو خواہ باطن بہر حال میں خلوص نیتی کرنے کا نام ہے محبت جز محبوب کے سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام ہے۔ عاشق محبت کے نشے میں ایسے مست ہوتے ہیں کہ انہیں بجز مشاہدہ محبوب کے کبھی ہوش نہیں آتا۔ وہ ایسے مریض ہیں کہ بغیر دیدار محبوب صحت نہیں پاتے۔ انہیں انخیار سے حد درجہ کی وحشت ہوتی ہے محبوب کے سوا۔

انہیں کسی سے انیت نہیں ہوتی۔

وجد

آپ نے فرمایا کہ وجد یہ ہے کہ روح ذکر کی حلاوت میں اور نفس لذت
طرب میں مشغول ہو جائے اور سب سے فارغ ہو کر صرف خدا تعالیٰ کی ہی طرف
متوجہ ہو۔ نیز وجد محبت الہی کی شراب ہے جب مولا اپنے بندے کو پلاتا ہے تو اس
کا وجود سبک اور ہلکا ہو جاتا ہے اور اس کا دل محبت کے بازوؤں پر اڑ کر مقام
حضرت القدس میں پہنچ کر دریائے ہیبت میں جاگرتا ہے۔ اسی لیے واجد کہلاتا ہے
اور اس پر غشی طاری ہوتی ہے۔

کشف

آپ نے فرمایا کشف افعال و مشاہدہ میں خدا کے افعال سے اولیاء و ابدال
کے لیے وہ امر ظاہر ہوتے ہیں کہ جن سے عقلیں حیران ہوتی ہیں۔ عادات و رسوم کے
خلاف ہو جاتا ہے۔ وہ دو قسم پر ہے جلال و جمال۔ جلال و عظمت سے ایسا خوف پیدا
ہوتا ہے جس سے اضطراب پیدا ہوتا ہے اور اعضا پر اس کا ظہور ہوتا ہے لیکن جمال
کا مشاہدہ جو ہے وہ دلوں پر انوار و سرور و لطافت اور لذیذ کلام، بخشش و مراتب اور
قرب الہی کی بشارت کی تجلی ہے۔ یہ ان پر خدا کی رحمت و فضل ہے۔

(قلائد الجواہر بفتح الاسرار)

پوتھی فصل

طہارت، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج (طریقت کی روشنی میں)

طریقت کی طہارت

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ طہارت دو قسم کی ہے ایک ظاہری دوسری باطنی، طہارت ظاہری کے لیے پانی کی ضرورت ہے طہارت باطنی کے لیے توبہ، تلبیغ، صفائی قلب اور اہل طریقت کی راہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ جب نجاست وغیرہ کے خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جائے تو پانی سے تازہ وضو کرنا لازمی ہے جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تازہ وضو کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کو تازہ کیا۔

دوسری حدیث میں فرمایا کہ وضو پر وضو نور علی نور ہے۔ لہذا جب برے افعال اور اخلاقِ رذیلہ مثلاً تکبر، غرور، حسد، کینہ، غیبت، بہتان، جھوٹ وغیرہ کے باعث باطنی وضو فاسد ہو جائے تو اس کی تجدید کا طریقہ یہ ہے کہ ان مفسدات باطنی وضو یعنی مذکورہ گناہوں سے سچی توبہ کرے اور اپنی معیشت پر نادم ہو کر حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرے۔ ہر دن اور رات کے لیے ظاہری وضو کا وقت ہے باطنی وضو دائمی انتہائے عمر تک ہے

طریقت کی نماز

نماز شریعت کے لیے دن اور رات میں پانچ اوقات مقرر ہیں اور سنت طریقیہ ہے کہ یہ نماز بغیر ریا اور تصنع مسجد میں قبلہ رخ ہو کر امام کے پیچھے باجماعت ادا کی جائے اور نماز طریقت دائمی نماز ہے۔ اس کے لیے تمام عمر درکار ہے اس کی مسجد قلب ہے اور اس کی جماعت تمام قوائے باطنی کا بل کر باطنی زبان سے اسمائے توحید کے ذکر میں مشغول ہونا ہے۔ اس کا امام قلب کے اندر جذبہ شوق ہے اور اس کا قبلہ حضرت احدیت اور جمالِ صمدیت یعنی قبلہ حقیقت ہے۔ قلب و روح دونوں ہمیشہ اس نماز میں مشغول رہیں۔ عارف کی حجابی کیفیت اٹھ جاتی ہے اور بارگاہِ احدیت میں اس کو حضوری کا شرف حاصل ہوتا ہے۔ پھر وہ ان مقربانِ الہی کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے جن کے حق میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء اور اولیاء اپنی قبروں میں ایسے ہی نماز پڑھتے ہیں جیسے اپنے گھروں میں یعنی اپنے زندہ دلوں سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مناجات میں مشغول رہتے ہیں۔ جب ظاہری اور باطنی نمازیں جمع ہو جائیں تو نماز مکمل ہو جاتی ہے اور اس کا اجر عظیم اللہ تعالیٰ کی جناب میں روحانی قرب اور جنت میں درجات جسمانی کی شکل میں ملتا ہے۔ اس قسم کا نمازی ظاہر عابد ہوتا ہے اور باطناً عارف اور اگر حیاتِ قلب حاصل نہ ہونے کے باعث نماز طریقت اور نماز شریعت کی یکجائی کسی نمازی کو نصیب نہ ہو تو وہ ناقص ہے۔ اس کا اجر درجات ہے قربت نہیں۔ (یعنی قربِ الہی کے مقامات سے وہ محروم ہے)

طریقہ کاروزہ

شریعت کاروزہ یہ ہے کہ دن میں کھانے پینے وغیرہ سے پرہیز کیا جائے، اور طریقت کاروزہ یہ ہے کہ انسان ظاہر اور باطن میں اپنے اعضا کو شب و روز محرمات اور ممنوعات سے اور دیگر برائیوں سے مثلاً تکبر وغیرہ سے باز رکھے۔ اگر وہ افعال ذمیمہ میں سے کسی ایک کا مرتکب ہوگا تو اس کاروزہ طریقت باطل ہو جائیگا۔ شریعت کے روزے کا وقت مقرر ہے لیکن طریقت کاروزہ دائمی تمام عمر کے لیے ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو اپنے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اسی واسطے کہا گیا ہے کہ کتنے ہی روزے دار ہیں جو افطار کرنے والے ہیں اور کتنے ہی افطار کرنے والے ہیں جو روزے دار ہیں۔ یعنی اپنے اعضا کو برائیوں اور لوگوں کو ایذا پہنچانے سے باز رکھتے ہیں جیسا کہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری بوقت دیدار جمال الہی۔ خدائے تعالیٰ ہمیں اور تمہیں نصیب کرے رویت سے مراد قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے جمال کا دیدار اس آنکھ سے کرنا ہے جو مقام ستر میں ہے۔ اور روزہ حقیقت سے مراد دل کا ماسوی اللہ کو ترک کر دینا ہے اور ستر کا غیر اللہ کے مشاہدے کی محبت سے پاک ہونا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔ انسان میرا ستر (راز) ہے اور میں اس کا ستر ہوں،

پس سب جو اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے اس کا میلان کسی غیر اللہ کی طرف نہیں ہوتا اس کے لیے دنیا اور آخرت میں سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کوئی محبوب مرغوب اور مطلوب نہیں ہوتا۔ اگر غیر اللہ کی محبت میں مبتلا ہو جائے تو روزہ حقیقت فاسد ہو جاتا ہے اس روزے کی قضا یہ ہے کہ دنیا اور آخرت میں پھر اسی ذاتِ باری تعالیٰ کی محبت اور شوق کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے حدیثِ قدسی میں فرمایا ہے۔ ”روزہ میرے لیے ہے میں ہی اس کی جزا ہوں۔“

طریقہ کی زکوٰۃ

شریعت کی زکوٰۃ سے مراد یہ ہے کہ انسان دنیا میں جو کمائی کرے جب وہ نصاب کو پہنچے تو اس میں سے ہر سال وقتِ مقرر پر جو مال از روئے شرع نصاب جمع ہو اس کو شریعت کے احکام کے مطابق مستحق لوگوں میں تقسیم کرے، زکوٰۃ طریقہ یہ ہے کہ اخروی کمائی سے فقراءِ دین اور مساکینِ اخروی (جن کے پاس آخرت کے لیے عمل نہیں ہے) میں تقسیم کیا جائے۔ قرآن مجید میں اس زکوٰۃ کو صدقہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ یعنی صدقات تو فقراء کے لیے ہی ہیں۔ کیونکہ وہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں پہنچ جاتے ہیں اور اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کو قبولیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے اور یہ زکوٰۃ دائمی ہے اور اس سے مراد ایصالِ ثواب کرنا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے گنہگاروں کو اخروی کمائی کا ثواب بخش دیا جاتا ہے اور اس کی اپنی نیکیوں

سے اس کی ذات کے لیے کوئی ثواب باقی نہیں رہتا، چنانچہ نیکیوں کے لحاظ سے وہ بالکل مفلس ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سخاوت اور افلاس کو پسند فرماتا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: مفلس دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے۔ اور حضرت رابعہ عدویہ رحمۃ اللہ علیہا نے عرض کیا۔ الہی دنیا سے جو میرا حصہ ہے وہ کافروں کو عطا کر دے اور عاقبت کا جو حصہ ہے وہ مومنین کو عطا کر دے۔ میں دنیا سے سوائے تیرے ذکر کچھ نہیں چاہتی اور عاقبت سے صرف تیرے دیدار کی طلبگار ہوں۔

طریقت کا حج

شریعت کا حج یہ ہے کہ شرائط و فرایض کے ساتھ حج بیت اللہ کیا جائے حتیٰ کہ حج کا ثواب حاصل ہو جائے۔ اگر شرائط کی ادائیگی میں کوئی نقص واقع ہو جائے تو ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اور حج فاسد ہو جاتا ہے۔ اس حج کی شرائط یہ ہیں :

احرام باندھنا، مکہ معظمہ میں داخلہ، طوافِ قدوم، وقوفِ عرفات، مزدلفہ میں رات گزارنا، منے میں قربانی کرنا، بیت الاحرام میں داخلہ، طوافِ کعبہ سات چکر، آبِ زمزم پینا، مقامِ ابراہیم پر دو رکعت پڑھنا۔ ان شرائط کے ساتھ حج ادا کرنے بعد وہ باتیں حلال ہو جاتی ہیں جو احرام کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہیں۔ اس حج کی جزا دوزخ سے رہائی اور اللہ کے قہر سے امان پانا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا کہ جو اس میں داخل ہوا

امان میں ہوا۔ سب سے آخر میں طوافِ صدر ہے (جس کو طوافِ وداع بھی کہتے ہیں) اور پھر وطن کو واپسی ہے۔

طریقت کے حج کے لیے زادِ راہ اور سامانِ سفر یہ ہے کہ سب سے پہلے کسی صاحبِ تلقین (پیرِ کامل) کے ساتھ نسبت پیدا کر کے اس سے تلقین حاصل کرے پھر زبان کے ساتھ دائمی ذکر کرے اور اس کی حقیقت اور مقصد کو سامنے رکھے اور ذکر سے مراد کلمہ توحید کا زبانی ذکر ہے اس کے بعد جب دل زندہ ہو جائے تو باطنی ذکر الہی میں مشغول ہو جائے کہ پہلے صفائی اسماء کے دائمی ذکر سے تصفیہ باطن کرے تاکہ کعبہ سیر اللہ تعالیٰ کے جمالِ صفائی کے انوار کے ساتھ ظاہر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم و اسمعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ میرا گھر خوب ستھرا کر و طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے۔ ظاہری کعبہ کا صاف ستھرا کرنا مخلوقات میں سے ان لوگوں کے لیے ہے جو طواف کرنے والے ہیں اور باطنی کعبے کی صفائی خالق کے قرب کے لیے ہے۔ اس ذاتِ پاک کا جلوہ دیکھنے کے لیے نہایت بہترین اور مناسب طریقہ یہ ہے کہ کعبہ باطن کو ماسو اللہ سے پاک کیا جائے۔ احرام روحِ قدسی کے نور سے ہے۔ پھر کعبہ قلب میں داخلہ اس کے بعد طوافِ قدوم اسمِ ثانی یعنی اسم اللہ کا دائمی ذکر ہے پھر عرفاتِ قلب (روح) موضع مناجات ہے، کی طرف روانگی اور اس میں وقوف اس طریقہ سے کہ تیسرا اسم یعنی ھُو اور چوتھا اسم یعنی حَقُّ کا ذکر پابندی کے ساتھ کیا جائے پھر مزدلفہ میں آئے۔ جس سے مراد فواد (یعنی باطنی دل) ہے اور پانچویں اور چھٹے اسم یعنی حَیُّ اور قِیُّوْمُ کو جمع کرے۔ پھر منے یعنی مقامِ بستر کی طرف توجہ کرے جو ماہین

حریم ہے اور ان دونوں کے مابین وقوف کرے پھر ساتویں اسم یعنی قہقار کے دائمی
 ذکر سے نفس مطمئنہ کی قربانی کرے کیونکہ یہ اسم باعث فنا اور حجاب کفر کو دور کرنے والا ہے
 جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کفر اور ایمان عرش کے درے دو مقام ہیں جو بندے
 اور اس کے پروردگار کے درمیان حجاب ہیں۔ ایک ان میں سے سیاہ ہے دوسرا
 سفید۔ "نفس مطمئنہ کی قربانی کرنے کے بعد سرمنڈانے کا عمل ہے۔ اس سے مراد
 روح قدسی کو آٹھویں اسم کے دائمی ذکر کے ساتھ صفات بشری سے پاک صاف
 کرنا ہے۔ اس کے بعد نویں اسم کو لازم پکڑے اور حریم سر میں داخل ہو جائے، پھر
 اس مقام میں رسائی حاصل کرے جہاں اعتکاف والوں کو اپنی بصیرت سے دیکھے
 اور دسویں اسم کے دائمی ذکر کے ساتھ مقام قرب اور انس میں اعتکاف کرے پھر بلا
 کیفیت و تشبیہ اس بلند شان والے پروردگار کے جمال کا نظارہ کرے۔ اس کے بعد
 اسم الاصول سے گیارہواں اسم اور چھ اسماء فروعات یعنی سات اسماء کو لازم پکڑے اور
 ان کے دائمی ذکر سے طریقت کے حج کا طواف مکمل ہو گیا۔ پھر مقام قرب میں بارہویں
 اسم کے پیالے سے بدست قدرت شرابِ طہور پینا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا وَ سَقَاهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا یعنی ان کو ان کے پروردگار نے پاکیزہ
 شراب پلائی۔ اس کے بعد حجابِ دوئی اٹھ جاتا ہے اور اس ذاتِ غیر فانی کو اسی
 کے نور کے واسطے سے بے حجابانہ دیکھنا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا معنی ہے
 جو حدیث قدسی میں فرمایا "اہل قرب کو وہ بات حاصل ہوتی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی
 اور نہ کسی کان نے سنی اور نہ ہی اس کا خیال کسی بشر کے دل میں آیا۔" اس کے
 بعد طوافِ صدر (وداع) ہے جو جملہ اسماء کی تکرار سے حاصل ہوتا ہے پھر وطنِ اصلی

کی طرف داپسی سے مراد عالم قدس اور عالم احسن تقویم کی طرف مراجعت ہے۔
یہ مقام بارہویں اسم کے دائمی ذکر سے حاصل ہوتا ہے اور جو معاملہ اس سے آگے ہے
بیان سے باہر ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا، بلاشبہ علوم میں سے ایک علم ایسا
ہے جو بہت پوشیدہ ہے جس کو سوائے علمائے ربانی کے کوئی نہیں جانتا۔ جب
وہ اس کے ساتھ کلام کرتے ہیں تو اہل عزت اس کا انکار نہیں کرتے۔ "عارف
علم کی تہ کو پہنچتا ہے اس کا کلام اس کے حال کے مطابق ہوتا ہے۔ عارف کا علم
اللہ تعالیٰ کا راز ہے جس کو اس کا غیر نہیں جانتا۔ (سرالاسرار)

(حضرت شیخ نے صرف سات اسماء کا ذکر فرمایا ہے)

چودھواں باب

اپ کے اسمائے گرامی

آپ کے اسمائے گرامی

- ۱- يَا شَيْخَ مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے بزرگ دین کے زندہ کرنے والے)
 - ۲- يَا سَيِّدَ مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے سردار دین کے زندہ کرنے والے)
 - ۳- يَا مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے ہمارے دوست دین کے زندہ کرنے والے)
 - ۴- يَا مُحَمَّدُومُ مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے ہمارے آقا دین کے زندہ کرنے والے)
 - ۵- يَا دَرُوَيْشَ مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے دروازہ خداوندی سے چمٹنے والے دین کے زندہ کرنے والے)
 - ۶- يَا خَوَاجَهَ مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے بزرگ دین کے زندہ کرنے والے)
 - ۷- يَا سُلْطَانَ مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے شہنشاہ دین کے زندہ کرنے والے)
 - ۸- يَا شَاهَ مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے بادشاہ دین کے زندہ کرنے والے)
 - ۹- يَا غَوْثَ مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے فریادرس دین کے زندہ کرنے والے)
 - ۱۰- يَا قُطْبَ مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے سردار دین کے زندہ کرنے والے)
 - ۱۱- يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ عَبْدَ الْقَادِرِ مُحَمَّدٍ الدِّينِ (اے سرداروں کے سردار)
- عبدالقادر دین کے زندہ کرنے والے)

آپ کے دیگر اسمائے گرامی

- يَا سُلْطَانَ الْعَارِفِينَ (اے عارفوں کے بادشاہ)
- يَا تَاجَ الْمُحَقِّقِينَ (اے محققوں کے تاج)

- يَا سَاقِيَ الْحُمَيَّا (اے معرفت کی تیز شراب پلانے والے)
- يَا جَمِيلَ الْمُحَيَّا (اے حسین چہرے والے)
- يَا بَرَكْتَ الْأَنَامِ (اے لوگوں کی برکت)
- يَا مُصْبِحَ الظَّلَامِ (اے اندھیروں کے چراغ)
- يَا شَمْسُ بِلَا أَقْلٍ (اے نہ ڈوبنے والے آفتاب)
- يَا دُرُّ بِلَا مِثْلِ (اے بے مثل موتی)
- يَا بَدْرُ بِلَا كَلْفٍ (اے چودھویں کے بے داغ چاند)
- يَا بَحْرُ بِلَا طَرْفٍ (اے دریائے بے کنار)
- يَا بَازُ الْأَشْهَبِ (اے شہباز معرفت)
- يَا فَارِجَ الْكُرْبِ (اے دکھوں کے دور کرنے والے)
- يَا غَوْتُ الْأَعْظَمِ (اے بہت بڑے فریاد رس)
- يَا وَاسِعَ اللَّطْفِ وَالْكَرَمِ (اے کشادہ مہربانی اور کرم والے)
- يَا كُنْزَ الْحَقَائِقِ (اے حقیقتوں کے خزانے)
- يَا مَعْدِنَ الدَّقَائِقِ (اے بازکیوں کی کان)
- يَا وَاسِطَ السِّلْكِ وَالسُّلُوكِ (اے راہ حقیقت اور لڑیوں کے ملائیوالے)
- يَا صَاحِبَ الْمُلْكِ وَالْمُلُوكِ (اے حکومت اور شاہوں کے مالک)
- يَا شَمْسُ الشُّمُوسِ (اے آفتابوں کے آفتاب)
- يَا زَهْرَةَ النَّفُوسِ (اے جانوں کی آب و تاب)
- يَا هَاوِي النَّسِيمِ (اے نسیم سحر کے چلانے والے)

- يَا مُحْيِيَ الرَّمِيمِ (اے بوسیدہ ہڈیوں کے زندہ کرنے والے)
- يَا عَالِيَهُمِ (اے بلند ہمت والے)
- يَا نَامُوسَ الْأُمَّمِ (اے عزت طبقات امت کی)
- يَا حُجَّةَ الْعَاشِقِينَ (اے عاشقوں کی دلیل)
- يَا سَلَالَةَ آلِ طِهْ وَوَلِيِّسِ (آل طہ وئیس کے بہترین اولاد)
- يَا سُلْطَانَ الْوَأَصِيلِينَ (اے حق سے ملے ہوؤں کے بادشاہ)
- يَا وَارِثَ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ (اے نبی مختار کے وارث)
- يَا خِرَانَةَ الْأَسْرَارِ (اے اسرار کے خزانے)
- يَا مُبْدِيَّ جَمَالِ اللَّهِ (اے جمال الہی کے ظاہر فرمانے والے)
- يَا نَائِبَ رَسُولِ اللَّهِ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب)
- يَا سِرَّ الْمُجْتَبَى (اے برگزیدہ کے بھید)
- يَا نُورَ الْمُرْتَضَى (اے پسندیدہ کے نور)
- يَا قُرَّةَ الْعُيُوبِ (اے آنکھوں کی ٹھنڈک)
- يَا ذَا الْوَجْهِ الْمَيْمُونِ (اے مبارک چہرے والے)
- يَا صَالِحَ الْأَحْوَالِ (اے نیک احوال کے)
- يَا صَادِقَ الْأَقْوَالِ (اے سچے باتوں کے)
- يَا رَاحِمَ النَّاسِ (لوگوں پر رحم فرمانے والے)
- يَا مُذْهَبَ الْبَاسِ (اے خوف کے لے جانے والے)
- يَا مُفْتِيحَ الْكُنُوزِ (اے خزانوں کے کھولنے والے)

- يَا مَعْدِنَ الرُّمُوزِ (اے رمزوں کی کان)
- يَا كَعْبَةَ الْوَاصِلِينَ (اے واصلوں کے کعبہ)
- يَا وَسِيلَةَ الطَّالِبِينَ (اے طالبوں کے وسیلہ)
- يَا قُوَّةَ الضُّعَفَاءِ (اے کمزوروں کی قوت)
- يَا مَلْجَأَ الْغُرَبَاءِ (اے غریبوں کی جائے پناہ)
- يَا إِمَامَ الْمُتَّقِينَ (اے پرہیزگاروں کے پیشوا)
- يَا صَفْوَةَ الْعَابِدِينَ (اے عبادت گزاروں کے برگزیدہ)
- يَا قِيَمَةَ الْأَرْكَانِ (اے طاقتور ارکان والے)
- يَا حَبِيبَ الرَّحْمَنِ (اے اللہ کے حبیب)
- يَا مُجَلِّيَ الْكَلَامِ الْقَدِيمِ (اے کلام خداوندی کے واضح کرنیوالے)
- يَا شِفَاءَ اسْتَقَامِ السَّقِيمِ (اے بیمار کی بیماریوں کی شفا)
- يَا اتَّقَى الْأَتْقِيَاءِ (اے بہت پرہیزگاروں کے پرہیزگار)
- يَا نَارَ اللَّهِ الْمُوقَدَةَ (اے اللہ کی روشن کی ہوئی آگ)
- يَا حَيَاةَ الْأَفْئِدَةِ (اے دلوں کی زندگی)
- يَا شَيْخَ الْكُلِّ (اے سب کے پیر)
- يَا دَلِيلَ السُّبُلِ (اے راستوں کی دلیل)
- يَا نَقِيبَ الْمَحْبُوبِينَ (اے محبوبوں کے پیش رو)
- يَا مَقْصُودَ السَّالِكِينَ (اے راہ حق پر چلنے والوں کے مقصود)

- يَا فَاتِحَ الْمُنْعَلَاتِ (مشکلات کے کھولنے والے)
- يَا كَافِيَ الْمُهْمَاتِ (اے مشکلات میں کفایت کرنے والے)
- يَا سَيِّدَ السَّادَاتِ (اے سرداروں کے سردار)
- يَا مَبْنِعَ السَّعَادَاتِ (اے نیک نختوں کے مخزن)
- يَا بَحْرَ الشَّرِيعَةِ (اے شریعت کے دریا)
- يَا سُلْطَانَ الطَّرِيقَةِ (اے طریقت کے بادشاہ)
- يَا بُرْهَانَ الْحَقِيقَةِ (اے حقیقت کی نختہ دلیل)
- يَا تَرْجُمَانَ الْمَعْرِفَةِ (اے معرفت کے ترجمان)
- يَا كَاشِفَ الْأَسْرَارِ (اے بھیدوں کے کھولنے والے)
- يَا طِرَازَ الْأَوْلِيَاءِ (اے ولیوں کے زیور)
- يَا عَضُدَ الْفُقَرَاءِ (اے محتاجوں کی قوت)
- يَا ذَا الْأَحْوَالِ الْعَظِيمَةِ (اے عظیم احوال والے)
- يَا ذَا الْأَوْصَافِ الرَّحِيمَةِ (اے مہربانی کی صفات والے)
- يَا إِمَامَ الْأُمَمَةِ (اے اماموں کے امام)
- يَا كَاشِفَ الْغَمِّ (اے غم کے دور کرنے والے)
- يَا فَاتِحَ الْمُشْكَلَاتِ (اے مشکلات کے دور کرنے والے)
- يَا مَقْبُولَ رَبِّ الْجَنَّاتِ (اے جنّتوں کے رب کے مقبول)
- يَا جَلِيْسَ الرَّحْمَانِ (اے رحمان کی بارگاہ میں بیٹھنے والے)

- يَا مَشْهُورًا مِنَ الْجِلَانِ (جیلان میں مشہور)
- يَا قُطْبَ الْأَقْطَابِ (اے قطبوں کے قطب)
- يَا فَرْدَ الْأَحْبَابِ (اے پیاروں کے یکتا)
- يَا سَيْدِي (اے میرے سردار)
- يَا سِنْدِي (اے میری سند)
- يَا مُؤَلَّيْئِي (اے میرے مالک)
- يَا قُوْتِي (اے میری قوت)
- يَا غُوْتِي (اے میرے فریادرس)
- يَا غِيَاثِي (اے میرے مددگار)
- يَا عُوْنِي (اے میری مدد)
- يَا رَاحَتِي (اے میرے آرام)
- يَا قَاضِي حَاجَاتِي (اے میری حاجتوں کو پورا کرنے والے)
- يَا فَارِجَ كُرْبَتِي (اے میرے دکھوں کے دور کرنے والے)
- يَا ضِيَاثِي (اے میری روشنی)
- يَا رَجَائِي (اے میری امید)
- يَا شِفَائِي (اے میری شفاء)
- يَا نُورَ السَّرَائِرِ (اے بھیدوں کی روشنی)
- يَا صَاحِبَ الْقُدْرَةِ (اے قدرت والے)
- يَا وَاهِبَ الْعِظْمَةِ (اے عظمت بخشنے والے)

- يَا مَنْ ظَهَرَ سِرُّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (اے وہ جس کا بھید دنیا و آخرت میں ظاہر ہو گیا)
- يَا مَالِكَ الزَّمَانِ (اے زمانے کے بادشاہ)
- يَا أَمَانَ الْمَكَانِ (اے مکان کی پناہ)
- يَا مَنْ يُقِيمُ بِأَمْرِ اللَّهِ (اے وہ جس نے اللہ کا حکم جاری کیا)
- يَا وَارِثَ كِتَابِ اللَّهِ (اے اللہ کی کتاب کے وارث)
- يَا وَارِثَ رَسُولِ اللَّهِ (اے وارث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے)
- يَا حَضْرَتَ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِيلَانِي قَدَّسَ سِرُّهُ وَنَوَّرَ ضَرْحَهُ (اے حضرت شیخ محمد بن عبدالقادر جیلانی پاک ہو بھیدان کا اور روشن ہو قبر انکی)
- يَا سِرَّ الْأَسْرَارِ (اے بھیدوں کے بھید)
- يَا كُتْبَةَ الْأَبْرَارِ (اے نیکوں کے کعبہ)
- يَا شَيْخَ كُلِّ قُطْبٍ وَغَوْثِ (اے ہر قطب و غوث کے پیر)
- يَا شَاهِدَ الْأَكْوَانِ بِنَظَرَةٍ (اے بیک وقت کائنات کا مشاہدہ کرنیوالے)
- يَا مُبْصِرَ الْعَرْشِ بِعِلْمِهِ (اے عرش کو دیکھنے والے اپنے علم کے ساتھ)
- يَا بَالِغَ الْغَرْبِ وَالشَّرْقِ بِخَطْوَةٍ (اے ایک قدم میں مشرق مغرب پہنچنے والے)
- يَا قُطْبَ الْمَلَائِكَةِ وَالْإِنْسِ وَالْجِنِّ (اے قطب فرشتوں، انسانوں اور جنات کے)
- يَا قُطْبَ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (اے بحر و بر کے قطب)
- يَا قُطْبَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (اے مشرق و مغرب کے قطب)
- يَا قُطْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِينَ (اے آسمانوں اور زمینوں کے قطب)

○ يَا قُتْبَ الْعَرْشِ وَالْكَرْسِيِّ وَاللَّوْحِ وَالْقَلَمِ (اے عرش و کرسی اور لوح و قلم کے قطب)

○ يَا صَاحِبَ الْإِهْمَةِ وَالشَّفَاعَةِ (اے ہمت و شفاعت والے)

○ يَا مَنْ يَبْلُغُ لِمُرِيدِهِ عِنْدَ الْأَسْتَفَاشَةِ وَلَوْ كَانَ فِي الْمَشْرِقِ (اے وہ جو پہنچتے

ہیں اپنے مرید کے لیے دو مانگنے کے وقت اگرچہ وہ مشرق میں ہو)

○ فَرَسُكَ مَسْرُوحٌ وَسَيْفُكَ مَسْلُولٌ وَرَمْحُكَ مَنْصُوبٌ وَقَوْسُكَ

مَوْتُورٌ وَسَهْمُكَ صَائِبٌ وَرِكَابُكَ عَالٍ (آپ کا گھوڑا کاٹھی ڈالا ہوا

ہے اور آپ کی تلوار کھچی ہوئی ہے۔ اور آپ کا نیزہ گڑا ہوا ہے اور آپ کا

کمان تانت لگایا ہوا ہے اور آپ کا تیر نشانے پر لگنے والا ہے اور آپ کی

رکاب اونچی ہے)

○ يَا صَاحِبَ الْجُودِ وَالْكَرَمِ (اے بخشش و سخاوت والے)

○ يَا صَاحِبَ الْأَخْلَاقِ الْحَسَنَةِ وَالْإِهْمِ (اے اچھی عادات اور ہمت والے)

○ يَا صَاحِبَ النَّصْرِ فِي الدُّنْيَا وَفِي قَبْرِهِ بِإِذْنِ اللَّهِ (اے تصرف فرمانے

والے دنیا اور قبر شریف میں اللہ کے حکم سے)

○ يَا صَاحِبَ الْقَدَمِ الْعَالِيَةِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَبِيٍّ لِلَّهِ (اے ہر ولی اللہ کی

گردن پر اونچے قدم والے)

○ يَا عَوْتَ الْأَعْظَمِ أَعْنَتِي فِي كُلِّ أَحْوَالِي وَأَنْصُرْتَنِي فِي كُلِّ أَمَالِي وَتَقَبَّلْتَنِي

فِي طَرِيقِكَ بِحُرْمَةِ جَدِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِشَفَاعَتِهِ وَرُوحِهِ

وَسِرِّهِ (اے بہت بڑے فریادرس میری فریادرسی کیجئے میرے سب

حالات میں میری مدد فرمائیے۔ میری سب امیدوں میں اور مجھے مقبول فرمائیے اپنی راہ میں بجزمت اپنے نانا جان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی شفاعت اور ان کی روح اور ان کے بھید کے،

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَآلِهِ وَ

أَصْحَابِهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ○

الفيوضات الربانية

تفریح انخاطر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث سے فرمایا جو مانگتے ہو مانگو ہم تم کو راضی کرینگے۔ حضرت غوث نے عرض کیا الہی میں ایسی چیز چاہتا ہوں جو تجھ سے نسبت رکھتی ہو اور لافانی ہو۔ حق تعالیٰ نے فرمایا ہم تمہارا نام اپنے نام کے ساتھ کرتے ہیں تمہارا نام برکت اور تاثیر میں ایسا ہی ہوگا۔ جیسا کہ ہمارا نام۔

تفریح انخاطر میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ننانوے نام مبارک دیئے گئے ہیں جن میں سے چند اسمائے گرامی تبرکاً ذیل میں دیئے جا رہے ہیں۔

سید	مؤید	کریم	عظیم	شریف
سردار	تائید کئے گئے	کرم کرنے والے	بزرگ	شرافت والے
امام	مومن	موقن	منعم	مکرم
پیشوا	امن دینے والے	ایقان والے	نعمت دینے والے	عزت دینے گئے
طیب	طیب	مطیب	جواد	عابد
حکیم	پاک	پاک کرنے والے	بہت دینے والے	عبادت گزار

ظَرِيفٌ	زَاهِدٌ	تَقِيٌّ	زَكِيٌّ	صَفِيٌّ
عالی ظرف والے	دنیا سے بے رغبت	پرہیزگار	پاکیزہ	پُختے ہوتے
جَمِيلٌ	جَلِيلٌ	سَعِيدٌ	رَشِيدٌ	وَلِيٌّ
خوبصورت	بہت بزرگ	نیک بخت	ہدایت شدہ	دوست
طَاهِرٌ	شَاهِدٌ	سِرَاجٌ	مُنِيرٌ	تَاجٌ
پاک	گواہ	روشن چراغ	نورانی	بلندی والے
فَاتِحٌ	مُقَرَّبٌ	خَلِيلٌ	مُصْبِحٌ	مِفْتَاحٌ
فتح پانے والے	بہت قرب پانے والے	دوست	روشن چراغ	اسرار الہی کی کنجی
شَاكِرٌ	ذَاكِرٌ	سُلْطَانٌ	بُرْهَانٌ	كَامِلٌ
بہت شکر گزار	بہت ذکر کرنیوالے	شہنشاہ	دلیل	کمال میں پورے
		صَادِقٌ		
		سچے		

پندرھواں باب

اٲ کی کرامات

آپ کی کرامات

حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بے شمار کرامات میں سے چند کرامات تبرک کے طور پر بیان کی جا رہی ہیں جن سے آپ کے علم غیب اور تصرف کی زبردست وسعت کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ مسلمان اور عیسائی کے جھگڑے پر مردے کو زندہ کرنا

وَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّي فَوْقَ مَيْتٍ لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلَى مَشَى لِي

(اور اگر میں اپنا راز مردے پر ڈالوں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے فوراً وہ اٹھ کھڑا ہو اور چلنے لگے)

ایک روز حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ ایک محلے سے گزرے تو دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک عیسائی آپس میں جھگڑ رہے ہیں آپ نے سبب دریافت فرمایا تو مسلمان نے کہا یہ عیسائی کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہیں اور میں کہتا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰؑ سے افضل ہیں حضور غوثِ اعظم نے عیسائی سے دریافت کیا کہ تم کس وجہ سے عیسیٰؑ کو افضل کہتے ہو اس نے کہا کہ عیسیٰؑ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا، کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہوں اگر میں مردے کو زندہ کر دوں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو تسلیم کر لے گا۔ اس نے کہا ضرور۔ پھر آپ نے اس سے کہا قبرستان میں کوئی پرانی قبر کی نشاندہی کر جس کے مردے کو میں زندہ کر دوں اور وہ مردہ دنیا میں جو پیشہ کرتا تھا اس کے اظہار کے ساتھ اٹھے چنانچہ

اس نے ایک پرانی اور بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا۔ جناب غوثِ اعظم نے فرمایا :
قُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ بِسِ قَبْرِ شَقِّ هُوَئِ اَوْرُ مَرْدَه زَنْدَه هُوَ كَر كَا تَا هُوَا بَا هِر نَكَلَا۔ يَه دِكِيْه كَر وَه
عِيسَا تِي مَسْمَان هُو كِيَا۔

۲۔ ملک الموت سے ارواح کا چھڑانا

شیخ سید ابو العباس احمد رفاعیؒ سے روایت ہے کہ جناب غوثِ اعظم کا ایک
خادم فوت ہو گیا۔ اس کی بیوی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور التجا کی کہ اس
کے شوہر کو زندہ کر دیا جائے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ملک الموت اس روز قبض کی
ہوتی ارواح کو لے کر آسمان کی طرف جا رہا ہے تو آپ نے اسے روکا اور فرمایا کہ
مجھے فلاں خادم کی روح واپس کر دے تو ملک الموت نے معذرت کی کہ یہ ارواح حکم
الہی قبض کر کے لے جا رہا ہوں میں آپ کو کیسے دے سکتا ہوں پس جناب غوثِ اعظم نے
مرتبہ محبوبیت کی بنا پر قوتِ غوثیت کے ساتھ ملک الموت سے ارواح لے لی۔ تو
ارواح متفرق ہو کر اپنے اپنے بدنوں میں واپس چلی گئیں۔ ملک الموت نے حق تعالیٰ
سے عرض کیا کہ اے رب تو جانتا ہے کہ تیرے بندے عبد القادر نے مجھ سے یہ رو عیسیٰ
لے لیں، تو حق تعالیٰ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں وہ میرا محبوب اور مطلوب ہے۔

۳۔ بھنی مرغی کو زندہ کرنا

ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی
اور عرض کیا کہ حضور یہ لڑکا آپ سے بیحد محبت اور عقیدت رکھتا ہے۔ میں اللہ اور

رسول اور آپ کے لیے اپنے حقوق کو معاف کرتی ہوں آپ اسے قبول فرما کر راہِ حق کی تعلیم دیں۔ آپ نے قبول فرمایا اور اس کو مجاہد سے اور ریاضت پر لگا دیا، تاکہ طریق سلوک طے کر کے کمال کو پہنچے۔ ایک روز وہ عورت اپنے بیٹے سے ملنے آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ بھوک اور بیداری کے سبب لڑکے کا رنگ زرد ہو رہا ہے، اور سوکھی روٹی کھا رہا ہے۔ پھر وہ جناب غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے ایک برتن تھا جس میں مرغی کی ہڈیاں پڑی تھیں جو آپ نے ابھی تناول فرمائی تھی۔ اس نے کہا اے میرے سردار آپ خود تو مرغی کھا رہے ہیں اور میرے بیٹے کو سوکھی روٹی کھا رہے ہیں۔ پس آپ نے اپنا دست مبارک ان ہڈیوں پر رکھا تو وہ مرغی زندہ اور صحیح سالم اٹھ کھڑی ہوئی۔ تب حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ جب تیرا بیٹا مجاہدہ اور ریاضت کے اس درجے تک پہنچے گا تو جو چاہے کھائے پھر کوئی ضرر نہ ہوگا اور نہ روحانی ترقی میں کوئی رکاوٹ ہوگی۔

۴۔ قافلے کی ڈاکوؤں سے نجات

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ نے وضو فرما کر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد ایک نعرہ لگا کر ایک کھڑاؤں ہو ایس پھینکی اس طرح دوسری کھڑاؤں بھی ہو ایس پھینک دی جو موجود لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔ آپ اس وقت جلال میں تھے اس لیے کسی کو یہ جرات نہ ہوتی کہ وجہ دریافت کرے۔ تین روز بعد ایک قافلہ بغداد پہنچا اور اس نے آپ کی خدمت میں تحائف اور نذرانے پیش کیے۔ وہ اپنے ساتھ حضور کی کھڑانویں بھی ساتھ لائے حاضرین نے حال دریافت

کیا تو قافلے والوں نے بتایا کہ ہمارا قافلہ ایک جنگل سے گزر رہا تھا کہ بہت سے مسخ
 ڈاکو ہم پر ٹوٹ پڑے اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا، اس وقت ہم نے جناب
 غوث اعظم سے فریاد کی، یکا یک ہم نے دو ہیبت ناک نعرے سنے۔ جن سے سارا جنگل
 لرز اٹھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈاکو دوڑے ہوئے ہمارے پاس آئے کہ ہمیں معاف
 کر دو اور اپنا تمام مال لے لو۔ ہم ان کے ساتھ گئے اور دیکھا کہ ان کے دوسرے
 مرے پڑے ہیں اور دونوں کھڑانویں ان کے سینوں پر رکھی ہیں۔ ہم نے اپنا مال
 اسباب واپس لے لیا اور حضور کی کھڑانویں بھی ساتھ لائے ہیں۔

۵۔ لوگوں کے دل آپ کے دستِ تصرف میں

شیخ عمر بزاز کا بیان ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں حضرت شیخ سید
 عبدالقادر جیلانیؒ کے ساتھ نماز جمعہ کے لیے جا رہا تھا۔ راستے میں کسی نے
 بھی آپ کو سلام نہ کیا حالانکہ پہلے جس راستے سے گزرتے تھے زیارت کے لیے
 لوگوں کا ہجوم ہو جاتا تھا۔ میں حیران تھا کہ اچانک آپ نے میری طرف مسکرا
 کر دیکھا۔ اتنے میں چاروں طرف سے لوگوں کا ہجوم اُٹ پڑا۔ آپ نے فرمایا
 تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لوگوں کے دل میرے قبضے میں ہیں
 چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کر لوں۔

۶۔ فقہائے بغداد کی گرفت اور معافی

جب حضور غوثِ عظیم کی شہرت کے ڈنکے بجنے لگے تو بغداد کے ایک سو فقہائے آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے اور ان سب کی یہ رائے ٹھیری کہ ان میں سے ہر شخص علوم و فنون میں سے ایک نئے اور مشکل مسئلہ پر حضرت سے سوال کرے۔ یہ سب فقہاء آپ کی مجلسِ وعظ میں آکر بیٹھ گئے۔ اس وقت آپ کے منہ سے ایک نورانی شعلہ نکلا۔ جو ان تمام فقہاء کے سینے پر سے گزر گیا، وہ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور دوڑ کر اپنے سر حضرت کے قدموں میں رکھ دیئے۔ آپ نے ان میں سے ہر ایک کو سینے سے لگایا اور مخاطب ہو کر فرمایا، تمہارا سوال یہ تھا اور اس کا جواب یہ ہے۔ جب سب کے سوال اور جواب بتلا دیئے تو مجلس ختم ہو گئی لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا تو انہوں نے بتلایا کہ نورانی شعلہ کے سینے پر گزرنے سے ہمارا سارا علم سلب ہو گیا۔ پھر جب آپ نے ہمیں سینے سے لگایا تو وہ سلب شدہ علم واپس ہو گیا اور آپ نے ہمارے سوالات جو ابھی دلوں میں تھے خود بیان فرما دیئے اور اس کے مدلل جواب بھی عنایت فرمائے جو تم لوگوں نے بھی سنے۔

۷۔ مہینوں کا آپ کی خدمت میں آکر حالات کی خبر دینا

وَمَا مِنْهَا شَهْرٌ أَوْ دَهْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقِضُنِي إِلَّا آتَالِي

اور مہینے اور زمانے جو گزر چکے ہیں یا گزر رہے ہیں بلا شک وہ میرے پاس ہو کر گزرتے ہیں

روایت ہے کہ حضور غوثِ عظیم کی خدمت میں ایک خوبصورت جوان آیا اور آپ کے ایک طرف بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہِ اولیاء، آپ کو سلام ہو میں ماہِ رجب ہوں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کو خوشخبری سناؤں اور خبر دوں کہ جو معاملات مجھ میں ہونے والے ہیں لوگوں کے لیے بہت بہتر ہیں۔ جب یہ مہینہ گزر گیا تو ایک بدشکل شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہِ اولیاء، آپ کو سلام ہو میں شعبان کا مہینہ ہوں اور اس لیے آیا ہوں کہ آپ کو خبر دوں ان امور کی جو مجھ میں ہونے والے ہیں۔ بغداد میں بہت لوگ مر رہے، حجاز میں گرانی ہوگی، خراسان میں تلوار چلے گی۔ چنانچہ دونوں مہینوں میں ایسا ہی ہوا جیسا کہ انہوں نے خبر دی تھی۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سیف الدین عبدالوہاب نے فرمایا کہ کوئی مہینہ ایسا نہ تھا کہ وہ اپنے آنے سے پہلے آپ کے پاس نہ آیا ہو۔ پھر اگر خدا نے اس میں برائی اور سختی رکھی ہوتی تو وہ بُری شکل میں آتا اور بھلائی اور سلامتی رکھی ہوتی تو وہ اچھی شکل میں آتا۔

۸۔ مجلسِ وعظ میں ایک تاجر کی دستگیری

روایت ہے کہ ایک روز حضور غوثِ عظیم مدرسہ بغداد میں وعظ فرما رہے تھے کہ مجلس میں ایک تاجر ابوالمعالی محمد ابن علی کو حاجت بول دہرا نے بہت تنگ کیا حاضرین کی کثرت اور حضرت شیخ کی ہیبت سے اس کو ایسی جگہ سے اٹھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس نے دل ہی دل میں حضرت شیخ سے فریاد کی، آپ اپنے منبر کی ایک سیڑھی نیچے اتر آئے، اتنے میں اس شخص نے اپنے آپ کو مجلس سے غائب اور

ایک جنگل میں موجود پایا جس میں ایک نہر بھی گزر رہی تھی۔ اس نے اپنی چابیاں ایک درخت سے لٹکادیں اور ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھے۔ جب سلام پھیرا تو اپنے آپ کو اسی مجلس وعظ میں موجود پایا۔ کچھ عرصے بعد بلا وعظ کی طرف ایک قافلے کے ساتھ تجارت کی غرض سے روانہ ہوا۔ چودہ روز کی مسافت طے کرنے کے بعد ایک جنگل ملا جہاں قافلے نے قیام کیا۔ تب اس کو یاد آیا کہ یہ وہی جنگل ہے جس میں وہ جناب غوث پاک کی کرامت سے پہنچ گیا تھا۔ پھر اسے وہ کنجیاں یاد آئیں، جو درخت میں لٹکائی تھیں وہ تلاش کرنے پر مل گئیں، پھر جب وہ بغداد شریف واپس آیا تو حضرت شیخ کی خدمت میں خبر دینے سے پہلے ہی آپ نے اس کو اس بات سے آگاہ فرما دیا۔

۹۔ خلیفہ مستنجد باللہ کی گرفت اور معافی

روایت ہے کہ ایک روز جب کہ آپ اپنے مدرسے میں رونق افروز تھے۔ تب آپ کی خدمت میں خلیفہ مستنجد باللہ ابو المنظر یوسف حاضر ہوا۔ اس نے آپ کو سلام کیا اور نصیحت چاہی اور آپ کے سامنے دس تھیلیاں جو اشرفیوں سے بھری ہوئی تھیں رکھ دیں۔ آپ نے ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ خلیفہ نے جب اصرار کیا، تو آپ نے ایک تھیلی دائیں ہاتھ میں اور دوسری تھیلی بائیں ہاتھ میں لیکر دونوں کو آپس میں رگڑا تو ان سے خون بہنے لگا اور آپ نے فرمایا اے ابو المنظر تم خدا سے نہیں ڈرتے اور لوگوں کا خون چوس کر میرے پاس تذرانے کے طور پر لاتے ہو۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تمہاری نسبت کا لحاظ نہ ہوتا تو یہ خون تمہارے محل تک بہا دیتا۔

۱۰۔ مجلس و عظ سے بارش کا موقوف ہونا

روایت ہے کہ ایک روز موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اور حضور غوثِ اعظم و عظ فرما رہے تھے۔ بعض لوگ بارش کے سبب جانے لگے تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ اے خداوندائیں لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو لوگوں کو بکھیرتا ہے۔ پھر بارش خدا کے حکم سے مجلس کے اوپر سے بند ہو گئی اور مدرسے کے باہر بدستور ہوتی رہی اور مجلس پر ایک قطرہ بھی نہ گرتا تھا۔

۱۱۔ دریائے دجلہ کی طغیانی کا تھم جانا

ایک سال دریائے دجلہ میں اس قدر پانی بھر آیا کہ بغداد غرق ہونے لگا۔ لوگ آپ کی خدمت میں فریاد لے کر آئے۔ تب آپ نے عصا مبارک لیا اور دریا کے کنارے تشریف لائے اور پانی کے معمول کے مطابق حد سے اس کو گاڑ دیا اور فرمایا یہیں تک رہ۔ چنانچہ پانی اسی وقت اتر گیا اور طغیانی تھم گئی۔

۱۲۔ ایک گویئے کے تائب ہونے کا واقعہ

شیخ ابوالرضا کا بیان ہے کہ ایک روز حضور غوثِ اعظم ایتھار کے موضوع پر بیان فرما رہے تھے کہ اتنے میں آپ خاموش ہو گئے اور پھر فرمایا میں تم سے صرف سو دینار کے لیے کہتا ہوں، بہت سے لوگ آپ کے پاس سو سو دینار لے آئے۔ آپ نے صرف ایک شخص سے لیے اور مجھ کو بلو کر فرمایا کہ تم یہ رقم لے جا کر مقبرہ شونیز یہ جاؤ، وہاں

ایک بوڑھا شخص بربط بجا رہا ہوگا اسے یہ دے دو اور اس کو میرے پاس لے آؤ۔
 میں گیا اور سو دینار اس کو دیتے، وہ یہ دیکھ کر چلایا اور بے ہوش ہو گیا، جب ہوش میں
 آیا تو میں نے اس سے کہا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی تم کو بلا رہے ہیں، وہ شخص بربط
 اپنے کندھے پر رکھ کر میرے ساتھ چلے یا۔ جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے اسے
 فرمایا کہ تم اپنا قصہ تفصیل سے بیان کرو، اس نے کہا حضور میں اپنی صنعتی میں بہت عمدہ
 گانا بجاتا تھا اور لوگ بڑے شوق سے میرا گانا سنتے تھے۔ جب میں بڑھاپے کو پہنچا تو لوگوں
 کا التفات میری طرف بالکل کم ہو گیا، اسی لیے میں عہد کر کے شہر سے باہر نکل گیا کہ
 اب آئندہ میں صرف مردوں کو اپنا گانا سناؤں گا۔ میں اس اثناء میں قبرستان میں پھرتا
 رہا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے قبر سے سر نکال کر کہا کہ تم مردوں کو اپنا گانا کہاں تک
 سناؤ گے۔ پھر مجھے نیند آگئی پھر میں نے اٹھ کر یہ اشعار پڑھے : ترجمہ

یعنی الہی قیامت کے دن کے لیے میرے پاس کوئی سامان بجز اس کے
 نہیں کہ دل سے امیدِ مغفرت رکھتا ہوں اور زبان سے تیری حمد و ثنا کرتا ہوں۔ کل امید
 رکھنے والے تیری درگاہ میں کامیاب ہوں گے۔ اگر میں محروم رہ جاؤں تو میری قسمت
 پر افسوس ہے۔ اگر صرف نیک لوگ ہی تیری بخشش کے امیدوار ہوتے تو گنہگار لوگ
 کس کے پاس جا کر پناہ لیتے۔ میرا بڑھاپا قیامت کے دن تیری درگاہ میں میرا شفیع بنے گا
 امید ہے کہ تو مجھے اس کا لحاظ کر کے دوزخ سے بچالے گا۔

میں کھڑا یہی اشعار پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں آپ کے خادم نے آ کر یہ دینار دیتے
 اب میں گانے بجانے سے تائب ہو کر خدا کی طرف رجوع کرتا ہوں اور پھر اس نے
 اپنا بربط توڑ ڈالا۔ اس وقت حضور غوثِ اعظم نے سب سے مخاطب ہو کر کہا۔ جب اس

شخص نے ایک لہو و لعب کی بات میں راستبازی اور سچائی اختیار کی تو خدا تعالیٰ نے اسے اس کے مقدر میں کامیاب کیا تو جو شخص فقر و طریقت میں اور اپنے تمام احوال میں سچائی سے کام لے تو اس کا کیا حال ہوگا۔

۱۳۔ تھوڑی سی گندم کا پانچ سال تک ختم نہ ہونا۔

شیخ ابو لعباس بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ بغداد کی قحط سالی کے دوران میں نے حضور غوث اعظم سے تنگدستی اور فاقے کی شکایت کی تو آپ نے مجھے تقریباً دس سیر گندم عنایت فرمائی اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور ایک طرف سے نکال کر استعمال کر لیا کرو۔ لیکن اسے کبھی وزن نہ کرنا۔ چنانچہ اس گندم کو ہم تمام گھر والے عرصہ پانچ سال تک کھاتے رہے۔ ایک روز میری اہلیہ نے گندم کو وزن کیا تو معلوم ہوا کہ جتنا پہلے روز تھا اتنا اب بھی ہے اس کے بعد یہ گندم سات روز میں ختم ہو گیا۔

۱۴۔ ایک نصرانی کو ابدال بنانا

شیخ ابوالحسن بغدادی بیان کرتے ہیں کہ جب میں حضرت غوث اعظم کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کرتا تھا اس وقت آپ کی خدمت کی غرض سے شب بیداری کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ آپ اپنے دولت خانے سے باہر تشریف لائے اور مدرسے سے ہو کر باہر روانہ ہو گئے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہم ایک شہر میں پہنچے۔ جسے میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جس میں چھ آدمی موجود تھے۔ انہوں نے آپ کو سلام کیا۔ میں ایک کونے میں چھپ گیا

اس کے بعد میں نے کسی کے کراہنے کی آواز سنی اور ایک شخص اس کو کندھے پر اٹھا کر لے گیا۔ پھر ایک شخص جس کی مونچھیں دراز تھیں آیا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھا کر اس کی مونچھیں تراش دیں اور اسے ٹوپی پہنائی اور اس کا نام محمد رکھا اور ان لوگوں سے فرمایا ہے کہ یہ شخص متوفی کا قائم مقام ہوگا۔ ان سب نے خوشی سے قبول کیا، پھر ہم وہاں سے روانہ ہوئے اور تھوڑا ہی چلے تھے کہ بغداد شہر میں پہنچ گئے۔ آپ اپنے دولت خانے میں تشریف لے گئے۔ صبح کو جب میں سبق پڑھنے بیٹھا تو میں نے آپ کو قسم دے کر پوچھا کہ یہ کیا واقعہ تھا۔ آپ نے فرمایا، وہ شہر نہاوند تھا اور وہ چھ آدمی ابدال تھے۔ ساتواں آدمی جو کہ ابدال تھا، اس کا انتقال ہو گیا اور مجھے حکم ہوا کہ اس کا قائم مقام مقرر کر دوں جس کو میں نے کلمہ پڑھایا وہ نصرانی تھا اور قسطنطنیہ کا رہنے والا تھا۔ اس نے اسلام قبول کیا اور اب وہ ابدال کے مرتبے پر فائز کر دیا گیا۔

۱۵۔ چور کو قطب بنانا

روایت ہے کہ حضور غوثِ اعظم جب مدینہ منورہ کی حاضری سے واپس بغداد شریف تشریف لارہے تھے تو ایک چور راستے میں کھڑا کسی مسافر کا انتظار کر رہا تھا، کہ اسے لوٹے۔ آپ اس کے قریب پہنچے تو فرمایا تو کون ہے اس نے کہا میں بدوی ہوں۔ آپ نے فرمایا میں عبدالقادر ہوں آپ کا نام سنتے ہی وہ بدوی بے اختیار آپ کے قدموں پر گر پڑا اور اس کی زبان پر سیدی یا عبدالقادر شیناً اللہ جاری ہو گیا۔ آپ کو اس کی حالت پر رحم آیا اور آپ نے ایک نگاہ میں اس کو اصل باللہ

کر دیا اور قطیبت کا مرتبہ عنایت فرما دیا

۱۶۔ جنات کی فرماں برداری

شیخ ابو سعید احمد بغدادی بیان فرماتے ہیں کہ میری ایک دختر ایک دفعہ مکان کی چھت پر گئی تو اسے کوئی جن اٹھا کر لے گیا۔ میں نے یہ واقعہ حضور غوث اعظم کی بہت میں عرض کیا تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم محلہ کرخ کے ویرانے میں جا کر بیٹھ جاؤ اور اپنے گرد زمین پر حصار کھینچ لو اور یہ پڑھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم علیٰ نیت عبد القادر، جب نصف شب گزرے گی تو تمہارے پاس سے مختلف صورتوں میں جنات کا گذر ہوگا، تم ان سے خوف نہ کھانا، پھر صبح کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ تمہارے پاس سے جنات کے بادشاہ کا گذر ہوگا وہ تم سے تمہاری ضرورت دریافت کرے گا۔ تم اس سے صرف یہ کہنا شیخ عبد القادر نے بھیجا ہے۔ اس کے بعد تم اپنی دختر کا واقعہ بیان کر دینا۔ شیخ ابو سعید کہتے ہیں کہ میں آپ کے ارشاد کے مطابق کرخ کے ویرانے میں حصار کھینچ کر بیٹھ گیا وہاں سے جنات کے بہت سے گروہ ہیبت ناک صورتوں میں گذرتے رہے حتیٰ کہ صبح کے وقت جنات کے بادشاہ کا گذر ہوا جو گھوڑے پر سوار تھا اور میرے حصار کے سامنے آ کر ٹھہر گیا اور مجھ سے میری ضرورت دریافت کرنے لگا۔ میں نے کہا کہ مجھ کو حضرت شیخ عبد القادر جبلانی نے بھیجا ہے۔ جب اس نے آپ کا اسم گرامی سنا تو گھوڑے پر سے اتر کر نیچے بیٹھ گیا اور اسی طرح اس کا لشکر بھی بیٹھ گیا۔ میں نے اپنی دختر کا واقعہ بیان کیا، اس نے تمام لشکر سے دریافت کیا کہ ان کی دختر کو کون اٹھا کر لے گیا ہے۔ اس کے بعد ایک جن کو حاضر کیا گیا اور بتایا گیا کہ

یہ چین کے جنات میں سے ہے۔ شیخ ابوسعید کی دختر اس کے ساتھ تھی۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تو نے یہ جرات کیسے کی۔ اس نے کہا کہ یہ مجھے اچھی معلوم ہوئی، اس لیے میں اس کو اٹھا کر لے گیا۔ بادشاہ نے اس کا کلام سنتے ہی اس کی گردن اڑادی، اور میری دختر کو میرے حوالے کر دیا، اس کے بعد میں نے جنات کے بادشاہ سے کہا کہ آج کے سوا مجھے آپ لوگوں کا حضرت شیخ عبدالقادر کی تابعداری کرنا معلوم نہ تھا، وہ کہنے لگا کہ بیشک شیخ عبدالقادر ہم میں سے تمام سرکش جنات پر نظر رکھتے ہیں اس لیے وہ آپ کے خوف سے بھاگ کر دور دراز مقامات میں جا بسے ہیں، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو قطب بناتا ہے تو جن اور انس دونوں پر اسے حاکم بنا دیتا ہے۔

۱۴۔ تبحرِ علمی اور ابن جوزی کا اعتراف

شیخ ابوالعباس احمد بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور علامہ ابن جوزی حضور غوثِ عظیم کی مجلس میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ تفسیر کا درس دے رہے تھے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی اور آپ نے اس کے تفسیری نقطے بیان فرمانے شروع کر دیئے، پہلے نقطے پر میں نے ابن جوزی سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو معلوم ہے تو انہوں نے کہا ہاں مجھے معلوم ہے۔ یہاں تک کہ حضور غوثِ عظیم نے اس آیت کریمہ کے گیارہ نکتے بیان فرمائے اور ہر نکتے پر میں ابن جوزی سے دریافت کرتا رہا اور وہ اثبات میں جواب دیتے رہے۔ اس کے بعد حضور غوثِ عظیم نے چالیس نکتے بیان کیے۔ گیارہ نکتوں کے بعد ہر نکتے پر میرے دریافت کرنے پر ابن جوزی لا علمی کا اظہار کرتے رہے۔ اس کے بعد حضور غوثِ عظیم نے فرمایا، ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف

آتے ہیں۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مجلس میں ایک روحانی اضطراب پیدا ہو گیا اور ابن جوزی نے عالم وجد میں آکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔

۱۸۔ بزاز کا آپ پر اعتراض، سزا اور معافی

شیخ ابوالفضل احمد بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم قیمتی لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھ کو ایک ایسا کپڑا دو جو فی گز ایک دینار قیمت سے کم نہ ہو۔ میں نے وہ کپڑا اسے دے دیا اور دریافت کیا کہ یہ کس کے لیے ہے۔ خادم نے کہا کہ یہ کپڑا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی کے لئے ہے میں نے دل میں اعتراض کیا کہ آپ نے امراء و سلاطین کا کوئی لباس نہیں چھوڑا، میرے دل میں ابھی یہ بات گزری تھی کہ میرے پاؤں میں ایک منخ آگلی جس سے میں مرنے کے قریب ہو گیا۔ لوگوں نے بہت کوشش کی مگر وہ منخ باہر نہ نکل سکی۔ میں نے کہا کہ مجھ کو حضور غوث اعظم کی خدمت میں لے چلو۔ آپ نے فرمایا، اے ابوالفضل خدا کی قسم میں نے یہ لباس بحکم الہی پہنا ہے، اے ابوالفضل یہ مردوں کا کفن ہے اور میں نے ہزار موت کے بعد اس کو پہنا ہے۔ پھر آپ نے اپنا دست مبارک میرے پاؤں پر پھیرا تو اسی وقت درد جاتا رہا اور نہ معلوم وہ منخ کہاں گئی۔

۱۹۔ شہاب الدین سہروردی کے علم کلام کو علم لدنی سے بدل دینا

شیخ شہاب الدین سہروردی سے روایت ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں جب جوان تھا علم کلام میں مشغول ہوا اور بہت سی کتابیں حفظ کر لیں۔ میرے چچا

مجھے اس سے منع کرتے تھے لیکن میں اس سے باز نہ آتا تھا۔ ایک روز میرے چچا مجھے حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا اے میرے آقا یہ عمر میرا بھتیجا ہے علم کلام میں مشغول ہے میں اسے منع کرتا ہوں مگر یہ باز نہیں آتا۔ آپ نے اپنا دست اقدس میرے سینے پر پھیرا تو خدا کی قسم میرے سینے سے علم کلام ایسا نکلا کہ کہ اس کا ایک لفظ بھی یاد نہ رہا اور اسی وقت میرے سینے میں علم کدنی بھر گیا۔ آپ نے فرمایا اے عمر تم عراق میں سب سے آخر مشہور ہو گے۔ چنانچہ جب میں آپ کے دربار اقدس سے باہر آیا تو حکمت کی باتیں کرنے لگا۔

۲۰۔ مردود کو مقبول بنانا

روایت ہے کہ حضور غوث اعظم کے زمانے میں ایک دلی مقرب کی ولایت چھین گئی اور سب اس کو مردود کہنے لگے۔ اس نے تین سو ساٹھ اولیاء کالمین سے التجا کی اور سب نے اس کی اللہ تعالیٰ کے دربار میں سفارش کی، لیکن منظور نہ ہوئی۔ انہوں نے اس کا نام لوح محفوظ میں اشیاء کی فہرست میں لکھا دیکھا تو اس کو خبر دی کہ تم کامیاب نہ ہو گے۔ پھر اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ بالآخر وہ حضور غوث اعظم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور فریاد کی، آپ نے فرمایا کہ کوئی فکر نہیں، اگر تم مردود ہو گے تو میں مقبول بنا سکتا ہوں، شہتی ہو گے ہو تو سعید بنا سکتا ہوں۔ پھر آپ نے اس کے لیے دعا کی۔ ندا آئی کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ تین سو ساٹھ اولیاء نے اس کے لیے دعا کی، میں نے منظور نہیں کی، کیونکہ اس کا نام اشیاء کی فہرست میں لکھا جا چکا ہے آپ نے عرض کی الہی تو مردود کو مقبول بنانے پر قادر ہے اگر تیرا یہی ارادہ تھا کہ یہ

مردود ہی رہے پھر مجھ سے دعا کیوں کروائی۔ ندا آئی کہ میں نے اسے تمہارے سپرد کر دیا ہے جو چاہو بنا دو۔ تمہارا مقبول میرا مقبول ہے اور تمہارا مردود میرا مردود ہے۔

۲۱۔ آپ کا نام لیکر عذابِ قبر سے نجات پانا

روایت ہے کہ حضور غوثِ اعظم کے زمانے میں ایک شخص رہتا تھا۔ جو فسق و فجور میں مبتلا تھا۔ لیکن اس کو آپ سے بہت عقیدت و محبت تھی۔ جب اس کا انتقال ہوا تو اسے اس کے عزیزوں نے کفن دے کر دفن کر دیا، منکر نکیر نے آکر اس سے سوالات کیے۔ بجائے ان سوالوں کے جواب کے وہ یہی کہتا، یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ اللہ۔ غیب سے ندا آئی اے منکر نکیر اگرچہ میرا یہ بندہ گنہگار ہے لیکن میرے محبوب غوثِ اعظم کا سچا محب اور عاشق ہے اس لیے میں نے اس کو بخش دیا اور قبر کو فراخ کر دیا ہے۔

۲۲۔ آپ کی توجہ سے شراب کا سرکہ بن جانا

حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضور غوثِ اعظم ایک روز نمازِ جمعہ کے لیے نکلے۔ میں اور میرے بھائی آپ کے ساتھ تھے۔ راستے میں ہم کو سلطانِ وقت کے تین شراب کے مٹکے ملے، جن کی بو بہت تیز تھی، ان کے ساتھ کو تو ال وغیرہ تھے۔ ان سے حضرت شیخ نے فرمایا ٹھہر جاؤ، وہ نہ ٹھیرے۔ پھر آپ نے جانوروں سے فرمایا ٹھیر جاؤ، وہ وہیں ٹھیر گئے جیسے پتھر ہیں۔ وہ لوگ ان جانوروں کو بہت مارتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے ہلتے نہ تھے، اچانک

ان سب لوگوں کو قولنج کا درد شروع ہو گیا اور زمین پر لوٹنے لگے۔ پھر معافی مانگی تو درد جاتا رہا اور شراب کی بوسہ کی بوسے بدل گئی۔ جب برتنوں کو کھولا گیا تو وہ سب سر کہ تھا۔ سلطان کو جب یہ خبر پہنچی تو بہت گھبرایا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی مانگی۔

۲۳۔ مُردے کو زندہ کرنا اور یہ کہ آپ کا نام اسمِ اعظم ہے

روایت ہے کہ ایک لڑکا دریا میں غرق ہو گیا، اس کی والدہ حضورِ غوثِ اعظم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ حضور مجھے یقین کامل ہے کہ آپ چاہیں تو میرے لڑکے کو زندہ کر سکتے ہیں، براہ کرم میری درخواست قبول فرمائیے۔ آپ نے فرمایا گھر لوٹ جا اپنے لڑکے کو پالیگی۔ وہ گھر گئی مگر لڑکا نہ پایا، دوسری مرتبہ آکر التجا کی۔ آپ نے اسی طرح فرمایا گھر لوٹ جا اپنے لڑکے کو پالیگی۔ وہ گھر گئی مگر لڑکا نہ ملا۔ تیسری بار وہ حاضر ہوئی اور رو کر فریاد کرنے لگی۔ حضور نے فرمایا، گھر جا اب ضرور اپنے لڑکے کو پالیگی۔ وہ گھر گئی تو لڑکا موجود تھا۔ حضورِ غوثِ اعظم علیہ الرحمۃ نے مقامِ محبوبیت میں کہا کہ اے پروردگار تو نے مجھے اس عورت کے سامنے دو بار شرمندہ کیوں کیا؟ جو اب ملا کہ پہلی بار جب تم نے کہا تو ملا نہ کہ نے اس لڑکے کے اجزا متفرقہ اکٹھے کیے اور دوسری مرتبہ میں نے اس کو زندہ کیا اور تیسری مرتبہ اس کو گھر پہنچا دیا عرض کیا کہ اے پروردگار قیامت کے روز ایک آن میں بے شمار اجسام کو دوبارہ زندہ کر کے اکٹھا کر دے گا جبکہ ایک لڑکے کو تین روز لگا دیتے، اس میں کیا حکمت تھی جو اب ملا کہ ہم تمہاری دل شکنی کا بدلہ دیتے ہیں جو مانگنا ہے مانگو۔ حضورِ غوثِ پاک نے

عرض کیا اے پروردگار تو جو چاہے عطا کر، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تمہارے نام کو اپنے نام کے ساتھ کیا جس نے تمہارا نام لیا، تاثیر اور برکت و ثواب میں گویا میرا نام لیا۔

۲۴۔ حضور غوث پاک سے براہ راست بیعت

روایت ہے کہ ایک تاجر ایک ایسے شہر میں رہتا تھا جو بغداد شریف سے دور دراز تھا۔ تاجر حضور غوث اعظم علیہ الرحمۃ کا عاشق تھا لیکن مصروفیت اور دوری کی وجہ سے وہ چالیس سال تک آپ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو سکا۔ لیکن اس نے اپنے دل میں آپ کے سلسلے میں بغیر کسی واسطے کے داخل ہونے کا پختہ عزم کیا ہوا تھا۔ آخر ایک روز آپ کی زیارت اور بیعت کے ارادے سے طویل سفر طے کر کے بغداد شریف پہنچا، تو معلوم ہوا کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ اپنی مراد پوری نہ ہونے پر اس نے اپنے آپ کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن یہ خیال بھی آیا کہ پہلے آپ کے روضہ پاک کی زیارت کر لوں چنانچہ آپ کی قبر انور پر حاضر ہوا اور سلام عرض کیا اور رونے لگا۔ حضور غوث اعظم اپنی قبر انور سے نکلے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے توجہ دی اور اپنے سلسلے میں داخل فرمایا۔ اس وقت حاضرین دربار تین سو آدمی تھے، وہ بھی آپ کے دیدار اور توجہ سے مشرف ہو کر واصل باللہ ہو گئے۔

۲۵۔ تاجر کو گمشدہ اونٹ اور اسباب کا بل جانا

روایت ہے کہ ایک تاجر قافلے کی روانگی کا انتظار کرتا رہا تاکہ ان کے ہمراہ تجارت کے لیے جائے۔ جب قافلہ روانہ ہوا تو یہ چھ اونٹوں پر سرخ شکر لاد کر قافلے

کے ہمراہ روانہ ہو گیا۔ راستے میں رات کے وقت اس کے اونٹ گم ہو گئے۔ بہت تلاش کیا مگر نہ ملے۔ سخت گھبرایا چونکہ حضور غوثِ عظیم کا مرید تھا با آواز بلند پکارنے لگا یا سیدی یا غوثِ عظیم المدد۔ اچانک اس کی نظر سامنے پہاڑ پر پڑی تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک سفید پوش بزرگ کھڑے ہیں اور اپنی طرف آنے کا اشارہ کر رہے ہیں۔ جب وہ اس طرف گیا تو اس بزرگ کو غائب پایا اور تمام گمشدہ اونٹ مع اسباب اس کو وہیں مل گئے۔

۲۶۔ ایک ہی وقت میں اکثر جبکہ افطاری فرمانا

روایت ہے کہ رمضان کے مہینے میں اتفاقاً ستر آدمیوں نے آپ کو ایک ہی روز الگ الگ اپنے اپنے گھر افطار کرنے کی دعوت دی، آپ نے ہر ایک کی دعوت کو قبول کیا۔ جب افطاری کا وقت آیا تو آپ نے ہر ایک کے گھر جا کر افطاری کی اور اسی وقت اپنے گھر بھی افطاری کی۔ یہ خبر بغداد میں پھیل گئی۔ آپ کے ایک خادم کے دل میں خیال آیا کہ حضرت تو اس وقت اپنے گھر سے ہی نہیں نکلے تو اتنے لوگوں کے گھروں میں جا کر ایک ہی وقت میں افطاری کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ آپ نے اس کے دل کی بات پر مطلع ہو کر فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ میں ایک ہی وقت میں ان ستر آدمیوں کے الگ الگ ان کے گھروں میں جا کر افطاری کی اور اسی وقت میں نے اپنے گھر میں بھی افطاری کی ہے۔

۲۷۔ آپ کے در کے کتے کا شیر پر غالب آنا

روایت ہے کہ شیخ احمد زندہ شیر پر سوار ہو کر اولیاء کرام کے پاس جایا کرتے تھے اور مہمان بنا کرتے تھے۔ میزبانوں کو آپ کے شیر کے لیے ایک عدد گائے غذا کے طور پر دینا پڑتا تھا۔ ایک روز وہ بغداد آئے اور جناب غوث اعظم کو پیغام بھیجا کہ میرے شیر کے لیے ایک عدد گائے روانہ کر دیں۔ آپ نے خادم کو حکم دیا کہ ایک عدد گائے ان کو پہنچا دو۔ خادم گائے لے کر روانہ ہوا۔ آپ کے در پر ایک لاغر سا کتا پڑا رہتا تھا وہ گائے کے پیچھے ہولیا۔ جب گائے کو شیر کے قریب کر دیا گیا تو شیخ احمد نے شیر کو اشارہ کیا کہ یہ تیری غذا ہے۔ جب شیر گائے پر بھٹنے لگا تو اس لاغر کتے نے بڑی پھرتی سے شیر پر حملہ کیا اور اس کا پیٹ چاک کر دیا۔ جس سے شیر ہلاک ہو گیا۔ شیخ احمد فوراً حضرت غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حرکت پر نادم ہوئے اور آپ کی دست بوسی کی۔ اسی موقع کے مطابق ایک بزرگ نے فرمایا :

سگِ درگاہِ جیلاں شو چو خواہی قربِ ربّانی

کہ بر شیراں شرفِ دارِ دسگِ درگاہِ جیلانی

یعنی شاہِ جیلانی کے درگاہ کا کتا ہو جا اگر تو قربِ الہی چاہتا ہے کیونکہ شاہِ جیلانی کے درگاہ کا کتا شیروں پر شرف اور برتری رکھتا ہے۔

۲۸۔ تاجر کی تقدیر کا بدلنا

شیخ ابوسعود دہری سے روایت ہے کہ ابوالمظفر حسن نامی ایک تاجر نے شیخ

حماد و باس سے عرض کی کہ میں قافلے کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام جانا چاہتا ہوں میرے لیے یہ سفر کیسا رہیگا۔ آپ نے فرمایا اگر تم اس سال کہیں سفر کرو گے تو قتل کر دیئے جاؤ گے اور مال بھی لٹ جائے گا۔ وہ تاجر بڑا پریشان ہوا اور حضور غوثِ عظیم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور حضور سے وہی دریافت کیا جو شیخ حماد و باس سے دریافت کیا تھا، آپ نے فرمایا تم سفر پر جاؤ جان و مال کی سلامتی کے ساتھ واپس آؤ گے، اس بات کی میں ضمانت دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ تاجر قافلے کے ساتھ ملک شام روانہ ہوا۔ تجارت سے حاصل شدہ رقم لے کر ایک حمام میں داخل ہوا اور طاق میں وہ رتم رکھی۔ واپسی پر وہ رقم یسینی بھول گیا۔ کچھ دور ہی گیا تھا کہ اسے نیند آگئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے وہ جس قافلے میں ہے اسے ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہے اور تمام لوگوں کو قتل کر دیا اور اس شخص کی گردن پر بھی تلوار چلائی وہ گھبرا کر اٹھا تو اس کی گردن پر خون کا نشان موجود تھا۔ پھر اس کو وہ رقم یاد آئی جو حمام میں بھول آیا تھا۔ چنانچہ وہ حمام میں گیا اور وہ رقم موجود تھی لے آیا۔ جب وہ بغداد پہنچا تو اس کی ملاقات شیخ حماد و باس سے ہوئی انہوں نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں انہوں نے تیرے لیے ستر مرتبہ دعا فرمائی ہے۔ جس کے سبب اللہ تعالیٰ نے تیری تقدیر بدل دی اور جو کچھ عالم بیداری میں ہونا تھا وہ خواب میں بدل دیا۔ تاجر حضور غوثِ عظیمؒ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا۔ جناب غوثِ عظیمؒ نے فرمایا کہ شیخ حماد و باس نے سچ کہا میں نے تیرے لیے حق تیرے ستر بار دعا کی ہے۔

۲۹۔ آپ کی انگلیوں کی برکت

شیخ محمد عارف ابو محمد علی سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی زیارت کے لیے بغداد آیا اور آپ کی خدمت میں ایک عرصہ ٹھہرا رہا۔ پھر جب میں نے مصر کی طرف لوٹنے کا اور مخلوق سے مجر درہنے کا ارادہ کیا تو آپ سے اجازت مانگی۔ تب آپ نے مجھے وصیت کی کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اور اپنی دونوں انگلیوں کو میرے منہ پر رکھا اور مجھے حکم دیا کہ ان دونوں کو چوسوں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب تم درست ہدایت یافتہ ہو کر جاؤ۔ میں بغداد سے مصر آیا اور میرا یہ حال تھا کہ نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اور میں بڑا طاقتور تھا۔

۳۰۔ خشک درختوں کا پھل دار ہونا

شیخ صالح ابو المظفر زریانی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ شیخ علی بن اہیتی بیمار ہوتے تو میری زمین پر جو زریان میں تھی تشریف لائے۔ ان کی عیادت کے لیے میرے شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمہ تشریف لائے۔ میری زمین میں دو کھجور کے درخت چار سال سے خشک پڑے تھے اور ہم ان کو کاٹنے کا ارادہ کر رہے تھے۔ جناب غوث اعظم نے ایک درخت کے نیچے وضو فرمایا اور دوسرے کے نیچے دو نفل ادا کیے، تب وہ درخت ہرے بھرے ہو گئے اور اسی ہفتہ ان میں پھل بھی آگیا۔ حالانکہ ابھی کھجوروں کا موسم بھی نہ آیا تھا۔ میں نے کچھ کھجوریں لے کر شیخ کی خدمت میں پیش کیں۔ آپ نے کھائیں اور دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تیری

زمین تیرے درہم تیرے صاع اور تیرے موشیوں میں برکت دے۔

۳۱۔ نابینا اور برص والے کو اچھا کرنا

روایت ہے کہ ابو غالب فضل اللہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ آپ نے قبول فرمایا اور وقت مقررہ پر تشریف لے گئے۔ مجلس میں بغداد کے مشائخ اور علماء جمع تھے۔ دسترخوان بچھایا گیا جس میں مختلف قسم کے کھانے چُن دیئے گئے تھے۔ ایک ٹوکرا جو بند تھا لا کر دسترخوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ حضور غوث اعظم مراقبے میں تھے۔ آپ نے کھانا نہ کھایا اور آپ کی وجہ سے کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ کھانا شروع کرے۔ آپ نے شیخ علی ابن البیتی کو اشارہ کیا کہ وہ صندوق اٹھوا کر یہاں لاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا اس کو کھولو۔ جب کھولا گیا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا تھا جو کہ مادر زاد اندھا اور برص و جذام کے مرض میں مبتلا تھا۔ جناب غوث اعظم نے اس سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر کھڑا ہو جا۔ لڑکا فوراً تندرست اور بینا ہو گیا اور کھڑا ہو کر دوڑنے لگا۔ یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور مچ گیا اور جناب غوث اعظم واپس تشریف لے گئے اور کچھ نہ کھایا۔ شیخ ابوسعید قیلوی نے فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی مُردے کو زندہ کرتے ہیں اور مادر زاد اندھے کو بینا اور برص والے کو اچھا کرتے ہیں۔

۳۲۔ بارہ سال کی ڈوبی برات کو سلامت نکالنا

سیدنا غوث اعظم کی مشہور کرامت جو زبان زد ہر خاص و عام ہے جس میں کہ آپ

نے دریا میں ڈوبی ہوئی برات کو بارہ سال بعد زندہ کر کے سلامتی کے ساتھ باہر لے آئے تھے اسے حضرت علامہ مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی نے اپنی تفسیر نعیمی کی جلد دوم سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۱۰ کی تفسیر میں گیارہویں فائدے کے ضمن میں تحریر فرمایا ہے جو یہاں پر بیان کی جا رہی ہے :

اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی دُعا سے یا ان کے معجزات و کرامات سے لوگوں کو دوبارہ عمر دیتا ہے جو پہلے اپنی عمر پوری کر کے فوت ہو چکے تھے یہ فائدہ تخرج الموتیٰ باذنی سے حاصل ہوا۔ دیکھو جن گلے سرٹے مردوں کو عیسیٰ علیہ السلام زندہ فرماتے تھے وہ اپنی عمریں پوری کر کے فوت ہوتے تھے۔ مگر آپ کے معجزے سے انہیں پھر عمر عطا ہوئی تھی لہذا اگر حضور غوث پاک نے بارہ برس کی ڈوبی برات کو صحیح سلامت نکالا اور وہ لوگ بہت عرصہ زندہ رہے ہوں تو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

اس برات کے دولہا کا نام سید کبیر الدین ہے لقب دریاتی دولہا۔ اب انہیں شاہد کہا جاتا ہے۔ ان کی قبر شریف گجرات مغربی پاکستان میں ہے اور آپ حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں اور آپ نے ایک بار حضور غوث پاک کو وضو کراتے ہوئے آپ کے قدم شریف سے ٹپکتے ہوئے قطروں کے پانچ چلو پانی پی لیا، فی چلو ایک سو سال عطا ہوئے جو عمر اپنی گزار چکے تھے وہ اس کے علاوہ آپ کی وفات شریف سن۱۱۸۷ (ایک ہزار ہجری) کے بعد ہے۔ ان تمام واقعات کی تفصیل دیکھو کتاب مقامات محمود وغیرہ میں، اس سے ثابت ہے کہ حضرت شاہ دولہ حضور غوث پاک کے خلیفہ ہیں اور تاریخ بیعت و خلافت سب کچھ وہاں مطابقت فرمادے۔ جو لوگ اس واقعہ پر اعتراض کرتے ہیں وہ اس آیت کریمہ واذ تخرج الموتیٰ میں غور فرمائیں۔

سولھواں باب

وَصَالُ اَزْوَاجِ وَاَوْلَادِ، تَصَانِيفِ

وصال شریف

سو مواریع الثانی ۱۱۵۶ء کو حضرت عزرائیلؑ ایک اعرابی کی شکل میں حاضر ہوئے اور آپ کو ایک نورانی مکتوب دکھلایا جس میں لکھا تھا، یصل هذا المکتوب من المحب الی المحبوب کل نفس ذائقه الموت یعنی یہ خط محب کی طرف سے محبوب کو پہنچے، ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ وصال سے پہلے آپ نے تازہ غسل فرمایا، نماز عشاء ادا کی اور دیر تک بارگاہ الہی میں سربسجود رہے اور امت محمدیہ کے لیے یہ دعا مانگی۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ رَحْمَةً لِّأُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ تَجَاوَزْ عَنْ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ یعنی اے اللہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے، اے اللہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما۔ اے اللہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے درگزر فرما جب آپ نے سجدے سے سر مبارک اٹھایا تو غیب سے یہ ندا آئی۔ يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمَطْمَئِنَّةُ اجْعِي إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي۔ یعنی اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے پس میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا اور میرے قرب کی جنت میں داخل ہو جا۔ اس کے بعد آپ بستر پر لیٹ گئے اور صاحبزادوں سے فرمایا میرے ارد گرد نہ ہٹ جاؤ کہ میں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں مگر باطن میں کسی اور کے ساتھ ہوں۔ میرے اور تمہارے درمیان کوئی نسبت نہیں۔ میرے اور مخلوق کے درمیان آسمان اور زمین جیسی دوری ہے۔ مجھے کسی پر قیاس نہ کرو، اور نہ

کسی کو مجھ پر، میری تخلیق تمام امور سے بالاتر ہے اور میں لوگوں کی عقل سے ماورا ہوں اور فرمایا میرے پاس تمہارے غیر (فرشتے) آئے ہیں ان کو جگہ دو اور ان سے ادب کے ساتھ پیش آؤ۔ اس جگہ خدا کی رحمت برس رہی ہے۔ ان پر جگہ تنگ نہ کرو۔ اس کے بعد آپ نے تین بار فرمایا اللہ اللہ اللہ اور وصال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۔

ازواج و اولادِ پاک

آپ کی چار ازواج مطہرات تھیں جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ مدت سے میں اتباع رسول میں نکاح کا ارادہ رکھتا تھا لیکن میرے مشاغل اس ارادے کے بروئے کار لانے میں مانع تھے۔ مجھے اندیشہ تھا کہ ازواجی زندگی میرے اوقات اور اشغال میں حارج ہونگی۔ لیکن ہر کام کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔ جب وقت آیا تو حق تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عطا فرمائیں اور ان میں سے ہر ایک کو مجھ سے والہانہ محبت تھی۔

آپ کی اولادِ پاک کی تعداد کل ۴۹ تھی، جن میں ۲۹ لڑکیاں اور ۲۰ لڑکے تھے

آپ کے صاحبزادوں میں مندرجہ ذیل دس اسمائے گرامی مشہور ہیں :

۱۔ شیخ عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ ۲۔ شیخ علیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ شیخ ابو بکر عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ ۴۔ شیخ عبد الجبار رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ شیخ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ ۶۔ شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ۸۔ شیخ عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۔ شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی تصانیف اور ملفوظات

مندرجہ ذیل تصانیف بہت مشہور ہیں۔ تعرف کے لیے ہر کتاب سے مختصر اقتباس پیش کیا جا رہا ہے :

۱۔ فتوح الغیب

سالکانِ راہِ طریقت کے لیے یہ کتاب رشد و ہدایت اور فیضِ ولایت کا منبع و مخزن ہے۔ اس میں چھوٹے اور بڑے جملہ انہی مقالے ہیں۔ ایک مقالے میں آپ ارشاد فرماتے ہیں :

”خواہشِ نفس کے تقاضوں پر کسی شے کا حصول داخلِ گمراہی اور مخالفتِ الہی ہے اور حکمِ خدا کے مطابق نفسانی خواہش کے بغیر کسی شے کو قبول کرنا خدا تعالیٰ کے ساتھ عین موافقت ہے اور اس کو ترک کر دینا ریا اور نفاق میں داخل ہے۔“

۲۔ سہرا لاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار

مقاماتِ تصوف اور منازلِ سلوک پر نہایت اعلیٰ کتاب ہے جن میں حقائق و معارف کے موتی بکھیرے ہوئے ہیں۔ دسویں فصل میں آپ فرماتے ہیں :

”جان لے کہ دل کی دو آنکھیں ہیں۔ عینِ صغرائے (چھوٹی آنکھ) اور عینِ کبرے (بڑی آنکھ) عینِ صغرائے بالواسطہ نورِ اسماءِ صفاتی عالمِ درجات کے انتہائی

مقام تک باری تعالیٰ کی صفاتی تجلیات کا مشاہدہ کرتی ہے اور عین کبرائے شان
یکتائی کے نور توحید کے واسطے سے عالم لاہوت اور عالم قرب الہی میں اللہ تعالیٰ
کی ذاتی تجلیات کے انوار کا مشاہدہ کرتی ہے۔ انسان کو یہ مراتب موت اور
وجود انسان کے فنا ہونے سے قبل حاصل ہو سکتے ہیں اور بندے کو اس عالم میں
رسائی بقدر انقطاع نفسانیت کے ہے۔

۳۔ رسالہ غوثِ عظیم

یہ رسالہ حضور غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جس میں آپ نے بعض
الہامات کو جو وقتاً فوقتاً آپ کے قلب مبارک پر وارد ہوتے تھے قلمبند فرمایا ہے۔
رسالے کو جمع ترجمہ اور بعض مقامات کی تشریح کے ساتھ اس کتاب میں مفصل طور پر
درج کر دیا گیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۴۔ غینۃ الطالبین

فہمۃ جنبلیہ کی جامع کتاب ہے۔ جنبلی مذہب کے فقہی مسائل کے علاوہ سلوک
کے منازل اور مقامات تصوف پر بھی عمدہ پیرائے میں روشنی ڈالی گئی ہے ایک
مقام پر مرید کی تعریف میں آپ فرماتے ہیں :
”مرید وہ ہے جس میں یہ سب اوصاف یکمال موجود ہوں کہ وہ اس صفت
سے بہرہ مند ہو کہ ہمیشہ حق تعالیٰ اور اس کی اطاعت کی جانب متوجہ رہے، ماسوی
اللہ سے اس کو بیزاری ہو، وہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو قبول کرنے سے نفرت کرے۔“

کتاب و سنت پر عمل پیرا ہو، غیر اللہ کی جانب سے وہ بہرا ہو جائے اور صرف اپنے رب کی سنے، وہ خدا کے نور کے ذریعہ دیکھتا ہو، اور اپنی ذات میں اور تمام مخلوق میں خدا ہی کے فعل کا مشاہدہ کرتا ہو اور حق تعالیٰ کے سوا کسی کو فاعل حقیقی نہ سمجھے۔

۵۔ قصائد شریفہ

آپ کے نوحہ و قصائد شریفہ مع ترجمہ و تشریح اس کتاب میں علیحدہ باب میں مفصل طور پر درج کئے گئے ہیں۔ وہاں ملاحظہ کریں۔ ان میں قصیدہ غوثیہ بزبان ہر خاص و عام ہے اور بہت مشہور ہوا ہے۔ ان نوحہ و قصائد کے علاوہ بھی آپ کے قصائد ہونگے جو نایاب ہیں۔

۶۔ لفتح الربانی

آپ کے موعظ حسنہ کو آپ کے پوتے سید عقیف الدین مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرمایا جسے دوران و عظ حضرت عبدالرزاق اور دیگر چار سو علما قلب بند فرماتے تھے۔ آپ کے موعظ حسنہ اس کتاب میں مختصر طور پر درج کئے گئے ہیں وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

۷۔ دیوان غوث اعظم

یہ دیوان آپ کے فارسی حمدیہ کلام کا مجموعہ ہے جس میں سے عین حمد میں اور چہل کاف تبرک کے طور پر زیر نظر کتاب میں علیحدہ باب میں ترجمے کے ساتھ

درج کی گئی ہیں

۸۔ جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر

یہ تصنیف لطیف و عظیم نصیحت پر مبنی ہے

۹۔ نصحائح غوث اعظمؒ

نصیحتوں پر مبنی رسالہ

۱۰۔ اولاد الاسبوع

یہ سات روز کے یومیہ وظائف ہیں۔

۱۱۔ صلوٰۃ الکبرئ

یہ درود پاک ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں

۱۲۔ الکبریت احمد فی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ بھی درود پاک ہے

۱۳۔ درود اکیر اعظم

۱۴۔ مکشوفات غوثیہ . کشف والہامات پر مبنی رسالہ ہے .

۱۵۔ مکتوبات عالیہ

آپ کے مکتوبات کا مجموعہ ہے جو عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں ہے

ان میں آپ نے شریعت و طریقت کے اسرار بیان فرمائے ہیں۔

تہواں باب

اوراد و وظائف سلسلہ عالیہ قادریہ

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين
والصلاة والسلام على
سيدنا محمد وآله الطيبين
الطاهرين

وظائفِ قادریہ

اس باب میں محبوب سبحانی قطبِ ربانی شہبازِ لامکانی حضرت شیخ
عبد القادر جیلانیؒ کے اور دو وظائف درج کیے جا رہے ہیں جو الْوَضِيْفَةُ الْكَرِيْمِيَّةُ
مؤلف اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں سے اور الْفِيَوْضَاتِ الرَّبَّانِيَّةِ مطبوعہ لبنان
مؤلف سید اسماعیل ابن سید محمد سعید قادریؒ سے اخذ کیے گئے ہیں :
الوظيفة الكريمة سے :

صبح و شام دونوں وقت

آدھی رات ڈھلنے سے سورج کی کرن چمکنے تک صبح ہے۔ اس کے بیچ میں جس
وقت ان دعاؤں کو پڑھ لے گا۔ صبح کا پڑھنا ہو گیا۔ یوں ہی دوپہر ڈھلنے سے غروب
آفتاب تک شام ہے۔

۱۔ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ مَا شَاءَ اللَّهُ كَانَ وَمَا لَمْ
يَسْأَلْهُ يَكُنْ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عِلْمًا ۝ ایک ایک بار

۲۔ آیت الکرسی ایک ایک بار اور اس کے بعد بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
حَمْدُ تَنْزِيلِ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ه غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ
شَدِيدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّلُوعِ ج لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ إِلَهُ الْمَصِيرِ ۝ ایک ایک بار
۳۔ تینوں قل تین تین بار، ان تینوں قل کا فائدہ ہر بلا سے محفوظی ہے صبح
پڑھے تو شام تک اور شام پڑھے تو صبح تک۔

۴۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا يَصْرِفُ السُّؤْ
اِلَّا اللّٰهُ مَا شَاءَ اللّٰهُ مَا كَانَ مِنْ نِّعْمَةٍ فِیْنِ اللّٰهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا

بِاللّٰهِ، تین تین بار۔ اس کا فائدہ سات چیزوں سے پناہ ہے۔ جلنا، ڈوبنا، چوری،
سانپ، بچھو، شیطان، سلطان۔ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک۔

۵۔ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ تین تین بار، سانپ، بچھو

وغیرہ موزیات سے پناہ ہو۔

۶۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّمَعَ اسْمِهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاوٰتِ وَ

هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ تین تین بار، زہر و عرز سے امان ہے۔

۷۔ رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ بِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَ بِسَیْدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِیًّا وَ رَسُوْلًا۔ تین تین بار۔ اللہ عزوجل کے کرم پر حق ہے کہ روز قیامت
اسے راضی کرے۔

۸۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ

دس دس بار، بجز اللہ تعالیٰ تمام مقاصد کے لیے کافی ہے۔

۹۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تَصْبِحُوْنَ ۝ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ

وَ الْاَرْضِ وَ عِشِیًّا وَ حِیْنَ تَظْهَرُوْنَ ۝ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمِیْتِ وَ یُخْرِجُ الْمِیْتِ مِنَ

الْحَیِّ وَ یُحِیُّ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ ایک ایک بار جس کسی

دن سب وظائف رہ جائیں تو یہ تنہا ان سب کی جگہ کافی ہے۔ نیز رات دن کے نقصان

کی تلافی ہے۔

۱۰۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ تین بار، پھر ہوا اللہ الَّذِیْ

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُورَةُ حَشْرِ كِي اٰخِرَتَيْنِ اَمْتِس اِيك بَار صَبْح پڑھے تو شام تک ستر نزار فرشتے اس کے لیے استغفار کریں اور اس دن مرے تو شهيد ہو اور شام کو پڑھے تو صبح تک یہی حکم ہے۔

۱۲۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نُشْرِكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ وَ نَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا

نَعْلَمُهُ تَيْنِ تَيْنِ بَار، خاتمہ ايمان پر ہو۔

۱۳۔ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى دِيْنِيْ بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ وَ وُلْدِيْ وَ اَهْلِيْ وَ مَا لِحٰتِ ،

تین تین بار۔ دین، ایمان، جان، مال، بچے سب محفوظ رہیں۔

۱۴۔ اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ لِيْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَاِنَّكَ وَحْدَكَ لَا

شَرِيْكَ لَكَ فَالْحَمْدُ وَ لَكَ الشُّكْرُ اِيك اِيك بَار صَبْح کے تو دن بھر سب نعمتوں کا شکر ادا کیا اور شام کو، تو شب بھر کی۔ شام کو اَصْبَح کی جگہ اَمْسے کہے۔ اور اس کے بعد لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ بِسْمِ اللّٰهِ اِنْ فَرِحْتَ مِنْ الظُّلَمِيْنَ پڑھے۔

۱۵۔ بِسْمِ اللّٰهِ جَلِيْلِ الشَّانِ عَظِيْمِ الْبُرْهَانِ شَدِيْدِ السُّلْطَانِ مَا شَاءَ اللّٰهُ

كَانَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اِيك اِيك بَار، شيطان اور اس کے لشکروں سے محفوظ رہے۔

۱۶۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ اُشْهِدُكَ وَ اُشْهِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَ مَلِيْكَتِكَ وَ

جَمِيْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ وَ اَنْ مُحَمَّدًا اَعْبُدُكَ وَ رَسُوْلَكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ، چار چار بار، ہر بار چہارم حصہ بدن دوزخ سے آزاد ہو۔ شام کو اَصْبَحْتُ کی جگہ اَمْسَيْتُ کہے۔

۱۷۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا اَدْبِيًّا مَعَ دَوَامِكَ وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا خَالِدًا

مَعَ خُلُودِكَ وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا لَا مُنْتَهَى لَهُ دُونَ مَشِيَّتِكَ وَ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا أُعِنْدُ كُلَّ
 طُرْفَةِ عَيْنٍ وَ تَنْفُسٍ كُلِّ نَفْسٍ اِيك ايك بار۔ گویا اس نے اس دن رات پوری
 عبادت کا حق ادا کیا۔

۱۸۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعُجْزِ وَالْكَسَلِ
 وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلْبَةِ الدِّينِ وَ قَهْرِ الرِّجَالِ۔ ايك ايك
 بار، غم و الم سے بچنے، ادائے قرض کے لیے گیارہ گیارہ بار پڑھے۔

۱۹۔ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلَى نَفْسِيْ طُرْفَةَ عَيْنٍ وَ اَصْبِحْ
 لِيْ شَانِيْ كُلَّهُ، ايك ايك بار، سب کام بنیں۔

۲۰۔ اَللّٰهُمَّ خِرْلِيْ وَ اَخْتَرْلِيْ وَ لَا تَكِلْنِيْ اِلَى اِخْتِيَارِيْ۔ سات سات بار، دن
 رات کے ہر کام کے لیے استخارہ ہے۔

۲۱۔ سَيِّدِ الْاِسْتِغْفَارِ اِيك ايك بار یا ۳-۳ بار، گناہ معاف ہوں اور اس دن رات
 مرے تو شہید وہ یہ ہے : اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ
 اَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ ط اَبُوؤ لَكَ
 بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَ اَبُوؤ لَكَ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ،
 اور اس کے بعد اتنا زاید کرے۔ وَ اَغْفِرْ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَةٍ اور اپنے جس فعل
 سے کسی ضرر کا اندیشہ ہوتا ہے۔ مولا تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے۔

۲۲۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ط سوسو بار۔ دنیا میں فاقہ نہ ہو قبر
 میں وحشت نہ ہو، حشر میں گھبراہٹ نہ ہو۔

پانچوں نمازوں کے بعد

۲۳۔ آیتہ الکرسی ایک ایک بار۔ مرتے ہی داخل جنت ہو۔

۲۴۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَآتُوبُ إِلَيْهِ۔ تین تین

بار، گناہ معاف ہوں، اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔

۲۵۔ تسبیح حضرت سیدتنا زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا: سُبْحَانَ اللَّهِ ۳۳ بار، الْحَمْدُ

لِلَّهِ ۳۳ بار، اللَّهُ أَكْبَرُ ۳۴ بار، اخیر میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ۔ لَهُ

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ط ایک بار، اُس دن تمام جہان

میں کسی کا عمل اس کے برابر بلند نہ کیا جائے گا جو اس کے مثل پڑھے۔

۲۶۔ ماتھے پر داہنا ہاتھ رکھ کر بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

اللَّهُمَّ اذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ ط ہر غم و پریشانی سے بچے اس کے بعد اتنا زاید کر

وَعَنْ أَهْلِ السُّنَّةِ ط

۲۷۔ پنج گنج قادریہ: برکات بے شمار ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ نماز فجر کے بعد یا عزیز

یا اللہ ۱۰۰ بار، ظہر کے بعد یا کریم یا اللہ ۱۰۰ بار، عصر کے بعد یا جبار یا اللہ ۱۰۰

بار، مغرب کے بعد یا ستار یا اللہ ۱۰۰ بار، عشاء کے بعد یا غفار یا اللہ ۱۰۰ بار،

الیفوضات الربانیہ سے

۱۔ الصلوة الكبرى۔ (درود اکیر عظیم) روزانہ ایک مرتبہ

۲۔ سببغات عشر: روزانہ ایک بار بعد نماز فجر اور ایک بار بعد نماز مغرب،

۳۔ اسبوع شریف : روزانہ ایک بار

۴۔ اکبریت احمر : روزانہ ایک بار

یہ سب وظائف اور ادو وظائف کی بیشتر کتابوں میں دستیاب ہیں، لہذا یہاں طوالت کے پیش نظر درج نہیں کیے جا رہے۔

۵۔ اَللّٰهُمَّ صَحِّحًا صَحًّا وَحَاطًا حَاطًا لَا يُضِرُّونَ وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اَفَاغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ كَهَيْئَةِ خَمْسَتِكَ لَا يُصَدِّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُونَ يَا رَبُّ يَا رَبُّ يَا رَبُّ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ط صبح تین مرتبہ، شام تین مرتبہ

۶۔ بِكَ اَسْتَعِينُ يَا فَتَّاحُ يَا عَلِيْمُ يَا خَيْرُ يَا نُورُ يَا هَادِي يَا مُبِينُ اَمَنْتُ بِاللّٰهِ اَعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ وَاسْتَجَرْتُ بِاللّٰهِ وَاسْتَعْنَيْتُ بِاللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ط ہر نماز کے بعد ایک مرتبہ۔

۷۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اِنْ يَشَاءُ يَذْهَبْكُمْ وَيَا تَخْلُقُ جَدِيْدًا وَمَا ذَلِكَ عَلَيَّ اَللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ط ہر نماز کے بعد سو مرتبہ۔

۸۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِضَاكَ دَائِمًا وَالْعَافِيَةَ عَلَيَّ دَائِمًا وَالْبَرَكَاتِ الْمَعْنَوِيَّةَ وَالْحَسِيَّةَ دَائِمًا عَلَيَّ دَائِمًا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ مَا مَنَنْتَ بِهٖ فَتِيْمَةٌ يَا اَللّٰهُ وَمَا اَنْعَمْتَ بِهٖ فَلَا تَسْلُبْهُ وَمَا سَتَرْتَهُ فَلَا تَهْتِكْهُ وَمَا عَمِلْتَهُ فَاغْفِرْهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ط اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِوَصْلِكَ مِنْ صَدِّكَ وَبِقُرْبِكَ مِنْ بُعْدِكَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ فَاجْعَلْنَا مِنْ اَهْلِ طَاعَتِكَ وَوَدِّكَ وَاهْلُنَا بِشُكْرِكَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ط روزانہ ایک مرتبہ (مندرجہ بالا وظائف پر اکتفا کیا جاتا ہے)

صلوٰۃ غوثیہ

بہتہ الاسرار میں شیخ ابوالقاسم عمر بزاز سے منقول ہے کہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے اس کی مصیبت دور ہوگی۔ جو شخص کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف میرا وسیلہ پکڑے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے پھر سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت طلب کرے تو خدا کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔“

حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اجمالی اور تفصیلی اسمائے گرامی اس کتاب میں علیحدہ باب میں درج کئے گئے ہیں۔ اجمالی نام گیارہ ہیں۔ عراق کی جانب جب گیارہ قدم چلے تو ہر قدم پر آپ کا ایک نام لے اور دل میں فریاد رسی کا طالب ہو انشاء اللہ مراد ضرور پوری ہوگی۔

ختم غوثیہ (اجمالی)

اسے پڑھنے کا موزوں وقت مغرب اور عشاء کے درمیان ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ ۛۛۛ مرتبہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۛۛۛ مرتبہ

شَيْئاً لِّلّٰهِ يَا حَضْرَتَ سُلْطَانَ شَيْخِ سَيِّدِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِي ۱۱۱ مرتبہ
 یس شریف ایک مرتبہ ، سورہ الم نشرح ۱۲۱ مرتبہ
 يَا بَاقِيَّ اَنْتَ الْبَاقِيَّ ۱۱۱ مرتبہ يَا غَوْثُ اَغْثِيْنِي بِاِذْنِ اللّٰهِ ۱۱۱ مرتبہ
 يَا حَضْرَتَ مُحَمَّدِ الدِّينِ مُشْكِلُ كُتُبٍ بِالْخَيْرِ ۱۱۱ مرتبہ
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلِّمْ
 (ایفوضات الربانیہ میں ختم غوثیہ کی صرف اتنی ہی ترتیب دی گئی ہے)

ختم غوثیہ (تفصیلی)

ختم غوثیہ کی وہ ترکیب جو پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے اکثر بزرگوں خصوصاً
 شمع بزم عارفان سراج اہل تقوٰے حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رضوی
 اشرفی سے منسوب ہیں درج ذیل ہے۔ اس کا مناسب وقت بروز جمعرات
 بعد نماز مغرب ہے۔ اسے اجتماعی طور پر پڑھا جاتا ہے لیکن اگر اجاب جمع نہ ہو سکیں تو
 تنہا بھی پڑھ سکتا ہے۔ ہر ورد کی تعداد حسب استطاعت و توفیق ہے۔

۱۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدِنِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاٰلِهِ
 الْكِرَامِ وَاٰبِنِهِ الْكَرِيْمِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ،

۲۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا

بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

۳۔ سورہ فاتحہ ، سورہ الم نشرح ، سورہ اخلاص پوشیدہ طور پڑھیں۔

۴۔ يَا بَاقِيَّ اَنْتَ الْبَاقِيَّ يَا شَافِيَّ اَنْتَ الشَّافِيَّ يَا كَافِيَّ اَنْتَ الْكَافِيَّ ۔

- ۵- یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْظِرْ حَالَنَا
 یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ اِسْمِعْ قَالَنَا
- ۶- یَا حَبِیْبَ الْاِیْلَہِ خُذْ بَیْدِیْ
 مَا لِعِجْزِیْ سِوَاكَ مُسْتَنْدِیْ
- ۷- یَا حَضْرَتِ سُلْطَانِ شَیْخِ سَیِّدِ شَاہِ عَبْدِ الْقَادِرِ جِیْلَانِیْ شَیْءٌ لِّلّٰهِ الْمَدَدُ
- ۸- مَا بِمِمْحَتَا جِ تَوْحَا جِتِ لَوْ
 الْمَدَدُ یَا غَوْتُ اَعْظَمُ سَیِّدَا
- ۹- مُشْکَلَاتِ بَعْدِ دَوَارِیْمَا
 الْمَدَدُ یَا غَوْتُ اَعْظَمُ پَیْرَمَا
- ۱۰- یَا حَضْرَتِ سُلْطَانِ شَیْخِ سَیِّدِ مَحِی الدِّیْنِ مُشْکَلِ کُتَابِ بِاَمْرِ اللّٰهِ
- ۱۱- یَا سَیِّدِ نَاغُوْتُ الثَّقَلِیْنِ اَغْثِنَا بِاَذْنِ اللّٰهِ
- ۱۲- اِمْدَادِ کُنْ اِمْدَادِ کُنْ اَزْرَجِ وَغَمِ اَزَادِ کُنْ دَرْدِیْنِ وَدُنْیَا شَادِ کُنْ یَا غَوْتُ اَعْظَمِ دَسْتِکِیْمِ
- ۱۳- طَیْفِیْلِ حَضْرَتِ دَسْتِکِیْمِ دَشْمَنِ ہُووے زَیْرِ
- ۱۴- مَفْلَسَا نِیْمِ اَمْدَہِ دَر کُوئے تُو
 شَیْءٌ لِّلّٰهِ اَزْجَالِ رُوئے تُو
- دَسْتِ بَکْشَا جَانِبِ زَبِیْلِ مَا
 اَفْرِیْسِ بِرِ دَسْتِ بُرْ بَا زُوئے تُو
- ۱۵- خُذْ بَیْدِیْ یَا شَاہِ جِیْلَانِ خُذْ بَیْدِیْ
 شَیْءٌ لِّلّٰهِ اَنْتَ نُوْرُ اَحْمَدِیْ
- ۱۶- یَا صَدِیْقِ یَا عَمْرِ یَا عَثْمَانَ یَا حَیْدَرَ، وَفِی شَرِّکُنْ خَیْرٍ اَوْ یَا شَیْبِیْرِ یَا شَیْبِیْرِ
- ۱۷- فَسَهْلُ یَا اِلٰہِیْ کُلِّ صَعْبٍ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْاَبْرَارِ سَهْلٌ،
- ۱۸- اَللّٰهُ حَاضِرِیْ، اَللّٰهُ نَاظِرِیْ، اَللّٰهُ مَعِیْ
- ۱۹- بِسْمِ اللّٰهِ الشَّافِیْ، بِسْمِ اللّٰهِ الْکَافِیْ، بِسْمِ اللّٰهِ الْمُعَافِیْ
- ۲۰- ذِکْرُ کَلِمَہِ طَیِّبَہِ لَا اِیْلَہَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (مَنْدَرَجَہِ ذِیْلِ طَرِیْقَہِ پَر)

ذکر جہری کا طریقہ

باادب چارزانو بیٹھے اور تصور میں لا کو بائیں گھٹنے سے دائیں گھٹنے تک اور
 اِلَہ کو وہاں سے دائیں مونڈھے تک لے جائے اور اِلَّا اللہ کی ضرب قلب پر لگائے
 اور بلند آواز سے زبان سے اسی ترکیب اور تصور کے ساتھ لا اِلَہ اِلَّا اللہ کا ورد کرے،
 اور ہر سو مرتبہ کے بعد مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ ایک بار ضرور کہے۔ کیونکہ لا اِلَہ اِلَّا اللہ ذکر جلالی
 ہے اور محمد رسول اللہ ذکر جمالی ہے۔ وساوس شیطانی اور نفسانی سے قلب کی صفائی
 کے لئے اس سے بہتر کوئی ذکر نہیں بشرطیکہ ذکر کے وقت ظاہر و باطن کی ہم آہنگی ہو
 اور پوری یکسوئی کے ساتھ پڑھے۔ بلند آواز سے پڑھنے کی وجہ سے اسے ذکر جہری کہتے ہیں۔
 اس کے بعد اِلَّا اللہ کا ورد کرے اور تصور میں قلب پر ضرب لگائے اس کے
 بعد اللہ کا ورد کرے اور آخر میں حَقُّ هُو کا ورد کرے۔

ذکر خفی

اس کا طریقہ بھی ذکر جہری کی طرح ہے۔ لیکن اس میں زبان تالو سے لگا کر اے
 بے حس رکھا جاتا ہے اور سانس کو بھی جہاں تک ممکن ہو روکا جاتا ہے اور صرف تصور
 میں کلمہ کا ذکر کیا جاتا ہے اسی ترتیب سے جو ذکر جہری بیان کی گئی ہے۔

پاس انفاس

خدائے بزرگ و برتر کے اسم ذاتی اللہ کا ورد ہر سانس کے ساتھ اس طرح کیا جائے کہ جب سانس اندر لے تو اللہ کا تصور ہو اور سانس باہر ہو تو لا کا تصور کرے اور اس کی مشق کرے تاکہ بلا تکلف کوئی سانس اللہ کے ذکر سے خالی نہ ہو، اسے پاس انفاس کہتے ہیں۔ اس ذکر سے جسم کا رواں رواں ذکر الہی میں مصروف ہو جاتا ہے اور باطن میں اسم ذات کی نورانیت سرایت کر جاتی ہے جس سے قلب منور ہو جاتا ہے۔ وبالله التوفیق :

درد غوثیہ

یہ درد شریف سیدنا غوث اعظم کے وظائف میں اکثر کہتے تھے، اس کے پڑھنے سے دین و دنیا میں بے حد فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ السَّابِقِ لِلْخَلْقِ نُورُهُ وَرَحْمَةِ الْعَالَمِينَ
ظُهُورُهُ عَدَدَ مَنْ مَضَى مِنْ خَلْقِكَ وَمَنْ بَقِيَ وَمَنْ سَعِدَ مِنْهُمْ وَمَنْ شَقِيَ
صَلَاةٌ تَسْتَفْرِقُ الْعَدَّ وَتَحْيِي بِهَا الْحَدَّ صَلَاةٌ لَا غَايَةَ لَهَا وَلَا مُنْتَهَى وَلَا انْقِضَاءَ
صَلَاةٌ دَائِمَةٌ بَدْوَامِكَ وَعَلَى إِلَهٍ وَصَحْبِهِ وَسَلَامٌ تَسْلِيمًا مِثْلَ ذَلِكَ

(مطالع المسرت)

اے ہمارے اللہ رحمت نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کا نور ساری مخلوق سے پہلے پیدا ہوا۔ اور ان کا ظہور تمام کائنات کے لیے رحمت پھیرا شمار میں تمام اگلی اور پچھلی تیری مخلوق کے برابر اور ہر ایک نیک بخت کی گنتی کے برابر ایسا درد جو شمار میں نہ آسکے اور تمام حدود کا احاطہ کرے جس درد کی نہ کوئی غایت ہو نہ انتہا ہو اور نہ اختتام۔ ایسا درد جو ہمیشہ رہے تیرے دوام کے ساتھ اور ان کی اولاد اور اصحاب پر اور اسی طرح ان پر خوب خوب سلام نازل فرما۔

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ بِحِرَانُورِكَ وَمَعْدِنِ
 أَسْرَارِكَ وَلِسَانِ حُجَّتِكَ وَعُرْوَسِ مَمْلَكَتِكَ وَإِمَامِ حَضْرَتِكَ وَ
 طَرَازِ مُلْكِكَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِكَ وَطَرِيقِ شَرِيعَتِكَ الْمُتَلَدِّ بِمُشَاهَدَتِكَ
 أَنْسَانَ عَيْنِ الْوَجُودِ وَالسَّبَبِ فِي كُلِّ مَوْجُودٍ عَيْنِ أَعْيَانِ خَلْقِكَ الْمُتَقَدِّمِ
 مِنْ نُورِ ضِيَاءِكَ صَلَوةً تَحُلُّ بِهَا عُقْدَتِي وَتُفْرَجُ بِهَا كُرْبَتِي صَلَوةً تُرْضِيكَ
 وَتُرْضِيهِ وَتُرْضِي بِهَا عَنَّا يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ عَدَدَ مَا أَحَاطَ بِهِ عِلْمُكَ وَأَحْصَاهُ
 كِتَابُكَ وَجَرَى بِهِ قَلَمُكَ وَعَدَدَ الْأَمْطَارِ وَالْأَحْجَارِ وَالْأَشْجَارِ وَ
 مَلَائِكَةِ الْبَحَارِ وَجَمِيعِ مَا خَلَقَ مَوْلَانَا مِنْ أَوَّلِ الزَّمَانِ إِلَى آخِرِهِ وَ

(سعادت دارین)

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ

ترجمہ : الہی درود سلام بھیج ہمارے آقا و مولیٰ محمد پر جو تیرے انوار کا سمندر تیرے رازوں کی کان تیری
 حجت کی زبان تیری مملکت کے دو لہا، تیرے دربار کے امام اور تیرے ملک کی زینت ہیں تیری رحمت کا خزانہ
 اور تیری شریعت کا راستہ ہیں تیرے مشاہدہ سے لذت حاصل کرنے والے ہیں چشم وجود کی پتلی اور ہر موجود کا
 سبب ہیں، تیری مخلوق میں جتنے ذی شان ہیں ان میں افضل ترین ہیں اور تیرے نور ضیاء سے مقدم ہیں ایسا
 درود سلام جس سے میری گرہ کھل جائے اور میری مصیبت دور ہو جائے ایسا درود جو تجھے بھی راضی کرے
 اور ان کو بھی اور جس کے صدقہ سے، اے پروردگار عالم! تو ہم سے راضی ہو جائے جو تیری معلومات کے برابر
 ہو اور جس کو تیرا نوشتہ شمار کرے اور جس پر تیرا قلم چلے اور بارش پتھردن درختوں اور بحری ملائکہ اور جو کچھ ہمارے
 مالک نے اول سے آخر تک پیدا فرمایا سب کی تعداد کے برابر اور سب تعریف خدائے یکتا کے لیے ہے۔

اٹھارواں باب

بغداد شریف اور آپ کے روضہ پاک کی کیفیت

بغداد شریف

شہر بغداد اسلامی سلطنت میں آنے کے بعد سے ہی علم دین کا مرکز رہا ہے۔ اسی بنا پر حضرت محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ علیہ علم کے لیے جیلان سے بغداد تشریف لائے اور وہاں کے معروف مدرسے نظامیہ میں علم حاصل کیا۔ تکمیل علم کے بعد مجاہدے اور ریاضت کے لیے عراق کے بیابانوں میں ۲۵ سال گزارے اور پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمان پر بغداد ہی کو مسندِ ارشاد کا مرکز بنایا۔ آپ کے قدم رنجہ فرمانے کے بعد بغداد کو چار چاند لگے اور دنیا کے گوشے گوشے سے طالبانِ صادق علم شریعت علم طریقت حقیقت اور معرفت حاصل کرنے کے لیے سفر کی مشقیں برداشت کر کے جوق در جوق آنے لگے۔ آپ کو حق تعالیٰ کی طرف سے محی الدین کالقربلا اور یقیناً آپ نے دینِ محمدی کو زندہ کیا پھر چار دانگ عالم میں مرکز بغداد سے نورِ علم کی شعائیں پھیلنے لگیں۔ یہ شہر دو حصوں میں تقسیم ہے۔ درمیان سے دریائے دجلہ گزرتا ہے۔ یہ وہی دریا ہے۔ جہاں آپ طالب علمی کے زمانے میں فاقہ کشی کی حالت میں گرمی پڑی مباح چیزوں کی تلاش میں جاتے تھے اور یہ وہی دریا ہے جس میں آپ کے استاد حضرت حماد و باس نے آپ کی استقامت کو آزمانے کے لیے اپنے ہاتھ سے دھکا دیا تھا اور آپ انتہائی سرد پانی میں بھیگ گئے، لیکن آپ نے استاد محترم کے اس فعل پر کوئی اعتراض دل میں نہیں آنے دیا

آپ کے روضہ پاک کی کیفیت

شہر بغداد کے تقریباً وسط میں آپ کا پُرشکوہ اور عالیشان روضہ اقدس ہے جو بابُ الشَّيْخ کے نام سے موسوم ہے۔ گنبد مبارک نیلا پھولدار ہے اور مسجد کا گنبد سفید ہے۔ دونوں گنبدوں کے اندرونی حصے شیشے کے بہترین جڑاؤ کے کام سے آراستہ ہیں اور عمدہ فانوس سے حجرہ بقیعہ نور معلوم ہوتا ہے۔ حجرہ مبارک کے دروازے پر لکھا ہے "أَدْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ" یعنی اس دروازے میں سلامتی اور امن کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ حجرہ مبارک کے درمیان چاندی کی جالی ہے (مارچ ۱۹۸۲ء میں چاندی کی جالی تھی جو بعد میں سونے کی جالی سے تبدیل کر دی گئی) اور جالی کے اندر تعویذ مبارک (قبر انور) ہے جو خوبصورت چادر سے ڈھکا ہوتا ہے۔ چاندی کی جالی کے چاروں طرف مندرجہ ذیل اشعار کندہ ہیں :

پائنتی کی جانب :

ایں خواب گاہِ حضرت غوثِ ثقلین است
نقدِ کمرِ حیدر و نسلِ حسین است
مادرِ حسینی نسب است و پدرِ او
اولادِ حسن یعنی کریم الابیون است

سرہانے مبارک کی جانب :

بادشاہِ ہر دو عالم شاہِ عبد القادر است
سرورِ اولادِ آدم شاہِ عبد القادر است
آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی و قلم
نورِ قلب از نورِ عظم شاہِ عبد القادر است

دائیں جانب حضورِ غوثِ عظیم رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار کندہ ہیں :

أَنَا مِنْ رِجَالٍ لَا يَخَافُ جَلِيسَهُمْ
رَيْبَ الزَّمَانِ وَلَا يَرِءِ مَا يَرْهَبُ

أَفَلَتِ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا
أَبَدًا عَلَى فَلَكَ الْعُلَى لَا تَقْرُبُ

ہائیں جانب آپ ہی کے یہ اشعار ثبت ہیں :

وَعَلَى بَابِنَاقِفٍ عِنْدَ صَيْقِ الْمَنَاجِحِ
تَفْرُبُ عَلَى الْقَدْرَمَنْ ذِي الْمَفَارِجِ
أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَسْبَغَ نِعْمَةً
عَلَيْنَا وَدَلَّلَنَا قَضَاءَ الْحَوَائِجِ

چاندی کی جالی کے بالائی حصہ پر پھول بنے ہوئے ہیں اور ہر پھول پر اللہ تعالیٰ کا ایک نام کندہ ہے۔ آپ کے حجرہ مبارک کی دائیں طرف بہت بڑی مسجد اور بائیں جانب ایک چھوٹی مسجد ہے۔ یہاں کے امام اور خطیب شافعی مذہب کے ہیں، آپ کے روضہ مبارک کے قریب ہی آپ کے لاڈلے بیٹے حضرت عبد الجبار کا روضہ پاک ہے۔ آپ کے دربار اقدس سے متصل بہت بڑا صحن ہے جس کے درمیان ایک بلند وبالاکھڑیاں ہے صحن کے اختتام پر دو منزلا سرائے ہے روضہ پاک سے متصل ایک قبرستان ہے جس میں آپ کے پوتے حضرت ابی نصر صالح جو حضرت عبد الرزاق کے بیٹے ہیں کا مزار شریف ہے۔ حضور غوثِ اعظم کے دربار کا تبرک ٹافیاں ہیں، زائرین ٹافیاں لاتے ہیں اور فاتحہ دلا کر حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں۔ بعض لوگ نذرانہ عقیدت کے طور پر رنگ بزرگی کڑھائی کی ہوتی چادریں لاتے ہیں اور جالی مبارک کی چھت پر ڈالتے ہیں۔ ہر اذان کے بعد حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر صلوٰۃ و سلام ان الفاظ میں پڑھا جاتا ہے :

الصلاة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله

الصلاة والسلام عليك يا سيدى يا جيب الله

الصلاة والسلام عليك يا سيدى يا رحمة للعالمين

روضہ پاک کا ایک اوقاف ہے جو تمام انتظامی امور سرانجام دیتا ہے اور زائرین کی سہولتوں کا خیال رکھتا ہے۔ اس کے سربراہ روضہ پاک کے سجادہ نشین حضرت سید یوسف جیلانی مدظلہ العالی ہیں جو حضور غوث پاک کی اولاد سے ہیں۔ عراقی سنی صحیح عقیدہ اہل سنت و الجماعت سوادِ عظیم سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ والہانہ انداز میں حضور غوثِ عظیم کے دربارِ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں اور جالیوں کو بوسہ دیتے ہوئے پکارتے ہیں "یا شیخ عبدالقادر" اور بعض بے اختیار دھاڑیں مار کر روتے ہیں اور بہت بڑے فریاد رس سے دستگیری طلب کرتے ہیں اور بعض پائنتی کی جانب اپنی گردن خم کر کے کہتے ہیں:

قَدُمُكَ عَلٰی رَقَبَتِيْ يَا شَيْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ يَعْنِيْ اَبِيْكَ كَا قَدَمِ مَبَارِكِ مِيْرِيْ
 گردن پر ہے یا شیخ عبدالقادر جیلانی "تاکہ آپ اپنے جو دو کرم سے اسے ولایت کا خرقہ
 عنایت کریں کیونکہ جس کی گردن پر آپ کا قدم مبارک آگیا وہ ولی ہے۔ بموجب آپ
 کے اس فرمانِ عالی کے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا
 یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ یقیناً آپ کے دربارِ اقدس سے طالبِ صادق کو
 ولایت کی خلعت ملتی ہے جیسا کہ آپ نے خود ارشاد فرمایا کہ ولایت اور اس کے
 درجات میرے پاس کپڑوں کی طرح ٹنگے ہوئے ہیں جس کو جو لباس چاہتا ہوں
 پہنا دیتا ہوں۔

مؤلف کتاب ہذا فقیر قادری نصیر الدین ہاشمی عفی عنہ نے مارچ ۱۹۸۲ء
 میں دربارِ اقدس پر حاضری دی۔ اس وقت چاندی کی جالی مبارک پر جو اشعار
 کندہ تھے انہیں اس کتاب میں محفوظ کر دیا ہے تاکہ تاریخی یادگار باقی رہے۔

ایسواں باب

تکمّلہ کتاب منظر جمالِ مُصطفائی

تکملہ

اس کتاب منظرِ جمالِ مصطفائی کی تکمیل حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اور اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلویؒ کے گلمائے عقیدت بجنور حضرت غوثِ اعظمؒ کے ساتھ کی جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ اخبارِ الاخیار کے آخر میں لکھتے ہیں :

ترجمہ : میرا مرکز اعتماد اُن صاحبِ قدم پر ہے جو مالکِ رقابِ اولیاء ہیں ، اور کوئی رہو ایسا نہیں جو ان کی خدمت میں اپنے سر کے بل نہ جائے اور ان کے قدموں پر اپنا سر نہ رکھے اور یہ سب کچھ ان ہی کی سرفرازی ہے۔ ان کی صفت یہ ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بہ قدم گامزن رہے بلکہ سرورِ عالم ہی کی طرح قدم بہ قدم چلتے رہے اور سعادت اسی کو ملی جس نے آپ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وراثت سے تمام بزرگوں کو جو کچھ ملا وہ صرف خلفِ صادق کے حصہ میں آیا اور یہ کتنی بڑی دولت ہے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث بکثرت تھے لیکن جو کچھ خلفِ صادق کو ملا وہ کسی اور کو نہ مل سکا۔ دولت و مال میں تمام ورثاء کو برابر حصہ ملا کرتا ہے لیکن وراثتِ حال و کیف میں ایک کو دوسرے کے برابر حصہ نہیں ملا کرتا۔ کیونکہ حال و کیف اور مراتب وہ دولت ہے جس کے مستحق ہی کو یہ دولت دی جاتی ہے اگر دوسرے لوگ قطب ہیں تو یہ خلفِ صادق قطبِ الاقطاب ہیں۔ اگر دوسرے سلطان ہیں تو یہ شہنشاہِ سلاطین ہیں اور آپ کا اسم گرامی حضرت شیخ محمد الدین

سید عبدالقادر جیلانیؒ ہے جنہوں نے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کیا اور طریقہ کفار کو یکسر ختم کر دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا اَلشَّيْخُ يَجِي وَيُمِيتُ غوثِ ثقلین کے معنی ہی یہ ہیں کہ جنات اور انسان سب اس کی پناہ میں آتے ہیں چنانچہ میں بیس و محتاج بھی ان ہی کی پناہ کا طلبگار ہوں اور ان ہی کا درباری غلام ہوں۔ مجھ پر ان کی عنایت اور کرم ہے اور ان کی مہربانی کے بغیر کوئی فریاد رس نہیں ہے کہ اگر کبھی راہ سے بھٹک جاؤں تو وہ رہبری کریں اور ٹھوکر کھاؤں تو وہ مجھے سنبھال لیں کیونکہ انہوں نے اپنے مریدوں کو بشارت دی ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک رجب طریا جس میں قیامت تک ہونے والے مریدوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ اور حکم الہی ہو چکا ہے کہ اس نے میری خاطر ان سب کو بخش دیا ہے۔ کاش میرا نام بھی آپ کے مریدوں کے رجب طریا میں ہو۔ ایسی صورت میں مجھے کیا غم ہے کیونکہ میری حسب مرضی کام پورا ہو گیا۔ میں بھی آپ کا مرید بن گیا ہوں۔ قبول کرنا یا انکار کرنا یہ ان کے ہاتھ ہے۔ میں ان کے چاہنے والوں میں ہوں، ان کا چاہنا یہ ان کے اختیار میں ہے حقیقی طور پر مرید ہوتا یہ مجھ مجازی آدمی سے کیسے ہو سکتا تھا۔ کسی بے نمازی کے درود شریف پڑھتے رہنے سے ہمیشہ فائدے نہیں ملا کرتے چونکہ میں نے خود کو ان کی جانب منسوب کر لیا ہے اور ان ہی کی بارگاہ میں پناہ کا طلبگار ہوں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ جب کہ ازل سے یہ سعادت میری قسمت میں تھی تو لازماً ابد تک میرے ساتھ ہی رہے گی اور میری حالت یہ ہے کہ جس زمانے میں مجھے عقل و شعور نہ تھا اس زمانے سے میں اپنے لوح دل پر آپ کا اسم گرامی لکھتا ہوں۔

ما بعشق تو نہ امروز گرفتار شدیم کہ گرفتاری ما با تو روز ازل است

مجددین و ملت اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدائق بخشش میں حضورِ غوثِ عظیم کی شان میں جو مناقب لکھے ہیں ان میں سے چند منتخب اشعار مع تشریح ذیل میں دیئے جاتے ہیں :

- | | | |
|---------------------------------------|----|---|
| تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے پیاسا تیرا | ۱ | تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا |
| افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا | ۲ | سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے |
| ہاں اسیل ایک نواجذ رہے گاتیرا | ۳ | مرغ سب بولتے ہیں بول کچے چپ رہتے ہیں |
| سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا | ۴ | جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہونگے |
| کعبہ کرتا ہے طواف دروالاتیرا | ۵ | سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف |
| معرفت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا | ۶ | شجر سر وہی کس کے اوگائے تیرے |
| لائی ہے فصل سن گوندھ کے سہرا تیرا | ۷ | تو ہے نوشاہ براتی ہے یہ سارا گلزار |
| بلبلیں جھولتی ہیں گاتی ہیں سہرا تیرا | ۸ | ڈالیاں جھومتی ہیں قص خوشی جوش ہے |
| باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانہ تیرا | ۹ | گیت کیلوں کی چٹک غزلیں ہزاروں کی تھپ |
| کون سے سلسلے میں فیض نہ آیا تیرا | ۱۰ | کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز |
| کونسی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا | ۱۱ | مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر |
| خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا | ۱۲ | سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں |

۱۳

ہیں صنایوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو

سید جید ہر دہر ہے مولا تیرا

تشریح

۱

یعنی حضورِ غوثِ پاکؒ ایسے دستگیرِ فریادرس ہیں کہ ہر دستگیرِ فریادرس آپ پر شیدا ہے اور آپ ایسے پیاس بچھانے والے ہیں کہ ہر پیاس بچھانے والا خود اپنی پیاس بچھانے میں آپ کا محتاج ہے۔

۲

جیسا کہ خود حضورِ غوثِ اعظم نے فرمایا :

أَفَلَتِ شُمُوسُ الْأَوَّلِينَ وَشَمْسُنَا
أَبَدًا عَلَى فَلَکِ الْعُلَى لَا تَغْرُبُ

یعنی اگلوں کے سورج ڈوب چکے لیکن ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے آسمان پر چمکتا رہیگا نہ ڈوبے گا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے فرمایا کہ قطبیتِ کبرے کا منصب مولا علی کرم اللہ وجہہ کو عطا کیا گیا۔ آپ کے وصال کے بعد ترتیب وار حسین کریمین اور دیگر اماموں کو منتقل ہوتا رہا اور جب محبوبِ سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی کی باری آئی تو یہ منصب آپ کو عطا کیا گیا اور ہمیشہ آپ کے پاس رہیگا۔

۳

جیسا کہ حضورِ غوثِ پاکؒ کے استاد مکرم تاج العارفین حضرت ابوالوفائے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا :

کل دیک یصبح ویسکت الا دیک فانہ یصبح الی یوم القیامة

ہر مرغ بانگ دے کر خاموش ہو گیا۔ لیکن آپ کا مرغ قیامت تک بانگ دیتا رہیگا۔

۴

اس شعر میں حضور غوث پاکؒ کے فرمانِ عالی قَدَمِیٰ هَذِهِ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَحِيٍّ اللّٰهِ
سن کر تمام اولیائے اولین و آخرین کے گردن خم کرنے اور آپ کے طریقے اور مرتبے کو
برتر تسلیم کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ ہر ولی خواہ وہ کسی زمان و مکان سے تعلق رکھتا
ہو آپ کے عظیم مرتبے کا اعتراف کرتے ہوئے دل میں ادب رکھتا ہے۔

۵

جیسا کہ خود حضور غوثِ عظیمؒ نے ایک قصیدے میں فرمایا :
كُلُّ قَطْبٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَاَنَا الْبَيْتُ طَائِفٌ بِجِيَامِي
یعنی ہر قطب بیت اللہ کا سات بار طواف کرتا ہے اور میں وہ ہوں
کہ بیت اللہ شریف میرے خمیوں کا طواف کرتا ہے۔

۶

طریقت کے تمام شجرود کو آپ نے زینتِ نجیٰ اور گلستانِ معرفت کے پھولوں کو
آپ کے دم قدم کی برکت سے کھلنا نصیب ہوا اور تمام طالبانِ معرفت کو جامِ معرفت
آپ ہی سے ملتا ہے۔

۱۰

وہ کونسا باغ ہے جو فصلِ بہاری سے بے نیاز رہ سکتا ہو۔ طریقت کا وہ کونسا
سلسلہ ہے جو آپ سے مستفیض نہ ہوا ہو۔

۱۱

بخار عراق اور اجمیر خواجہ بہاؤ الدین نقشبند خواجہ شہاب الدین سہروردی اور
خواجہ معین الدین چشتی کے مسکن ہیں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ آپ کے فیض سے
سلسلہ نقشبندیہ سہروردیہ چشتیہ سب ہی مستفیض ہوئے اور کونے سلسلے پر آپ کے فیض کی
بارش نہیں برسی۔

۱۲

روایت ہے کہ ایک مرتبہ دورانِ وعظ حضورِ غوثِ پاکؒ نے آواز دی اے ہر ایلی
ذرا محمدی کی بات بھی سنتا جا، حضرت خضر جو اس وقت مجلس سے گزر رہے تھے آکر بیٹھ گئے
اور وعظ سنا۔ اس کے بعد انکی یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ جس ولی سے بھی ملاقات ہوتی تو
آپ اس سے فرماتے کہ جو کوئی دین و دنیا کی کامیابی چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ حضرت
شیخ کی مجلس وعظ میں شریک ہو۔ کیونکہ آپ حضرت غوثِ پاکؒ کے رتبے سے اپنی استعداد کے
مطابق واقف تھے۔

۱۳

جیسا کہ خود حضورِ غوثِ اعظمؒ نے فرمایا:
إِنْ لَمْ يَكُنْ مُرِيدِي جَيِّدًا فَأَنَا جَيِّدٌ (اگر میرا مرید اچھا نہیں تو کیا میں تو اچھا ہوں)
یعنی مرید کو بلکنے اور غم کرنے کی کیا ضرورت جبکہ اس کے عمگسا حضورِ غوثِ اعظمؒ بہت
عالی مرتبت ہیں۔

احمد اللہ کتاب مظہر جمالِ مصطفائی کی تالیف اربع الثانی ۱۴۰۵ھ (۲ جنوری ۱۹۸۵ء) کو مکمل ہوئی
بِسْمِ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ،

ببینواں باب

توضیحات

توضیحات

اس فصل میں کتاب کے بعض مقامات کی تشریح و توضیح پیش کی جاتی ہے تاکہ کوئی ابہام یا اشکال نہ رہے اور بات قارئین کے فہم میں آسانی سے آسکے۔ اور بعض مضامین ایسے ہیں جن میں علما۔ اختلاف کرتے ہیں ان کی توضیح دلائل کے ساتھ کی گئی ہے۔

پہلا باب صفحہ ۱۲ آپ کے ظہور کی بشارتیں۔ ۱۔ حضرت جنید بغدادی کی بشارت اٹھواں باب تیسری فصل صفحہ ۶۷ حضرت جنید بغدادی کا گردن جھکانا۔

ان دونوں مقامات پر یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت بغدادی نے دورانِ خطبہ سیدنا غوث اعظم کے فرمانِ قدمی ہذہ پر جو کشف میں آپ کو آگاہ کیا گیا اپنی گردن خم کر دی۔ جو لوگ یہ اختلاف کرتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم کا قدم مبارک اولیائے اولین و آخرین پر نہ تھا بلکہ صرف آپ کے ہمعصر اولیاء پر تھا ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جنید بغدادی سیدنا غوث اعظم کے پیرانِ عظام میں سے ہیں لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ مرید کا قدم اپنے پیر کی گردن پر ہو اور اس کا مرتبہ پیر سے بلند ہو۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ اول تو حضرت جنید بغدادی اور سلسلے کے دیگر بزرگ حضرت حسن بصری تک (کیونکہ اس فرمانِ عالی سے صحابہ اور ائمہ متبیین ہیں) کے معاملے میں قدم کا حقیقی معنی مراد نہیں ہوگا بلکہ مجازی معنی لیا جائے گا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا طریقہ ولایت دیگر تمام اولیاء کے طریقے سے افضل ہے جیسا کہ صفحہ ۶۹ پر قدم کے معنی کے پہلے پیرا گراف میں بیان ہوا

ہے۔ اس کا دوسرا معنی ان بزرگوں کے حق میں یہ لیا جاسکتا ہے کہ افضلیت تو پیران
 عظام کی ہی ہوگی۔ مگر قرب اور وصل الہی کے لحاظ سے آپ کا مرتبہ سب سے عالی ہے
 یہ دوسرا معنی کتاب کے صفحہ ۷ کے پہلے پیرائے میں دیا گیا ہے اب رہا یہ سوال کہ یہ
 کیسے ممکن ہے کہ ایک مرید اپنے پیر سے مرتبے میں بڑھ جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ
 تذکرۃ الاولیاء میں حضرت فرید الدین عطار نے حضرت جنید بغدادی کے حالات کے
 باب میں لکھا ہے کہ حضرت سمری سقطی سے جو جنید بغدادی کے پیر و مرشد ہیں کسی نے
 پوچھا کہ کیا کسی مرید کا رتبہ اپنے مرشد سے بھی بلند ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا بیشک
 جس طرح میرے مرید جنید بغدادی کا رتبہ مجھ سے بلند ہے۔ یہاں کوئی یہ خیال نہ کرے کہ
 حضرت سمری سقطی نے شاید از روہ تو اضع یہ بات کہی ہو ایسا نہیں ہے کیونکہ اس شخص
 نے طریقت کی رو سے ایک مسئلہ دریافت کیا تھا جس کا جواب آپ نے عنایت
 فرمایا۔ اور یہ تو اضع کا موقع نہ تھا۔ دوسری مثال اس واقع سے ملتی ہے کہ بھجۃ الاسرار
 میں حضرت علی ابن نصر الہیتی سے منقول ہے کہ وہ ایک مرتبہ سیدنا غوث اعظم
 کے ہمراہ شیخ معروف کرخی کے مزار پر گئے اور مراقبہ کر کے فرمایا کہ اے معروف کرخی
 آپ ہم سے ایک درجہ آگے ہیں شیخ نصر الہیتی فرماتے ہیں کہ چند روز بعد میں پھر
 سیدنا غوث اعظم کے ہمراہ حضرت معروف کرخی کے مزار پر گیا۔ آپ نے مراقبہ فرما کر
 کہا کہ اے معروف ہم آپ سے دو درجے آگے بڑھ گئے ہیں پس اس واقعے سے معلوم
 ہوا کہ سیدنا غوث اعظم کا مرتبہ حضرت معروف کرخی جو آپ کے پیران عظام میں
 سے ہیں اور حضرت جنید بغدادی کے دادا پیر ہیں سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ دو درجے
 زیادہ ہونے کا واقعہ تو اس وقت کا ہے جبکہ سیدنا غوث اعظم ترقی کی منازل طے

فرما رہے تھے۔ جب آپ کمالِ ولایت کے مقام پر پہنچے تب اللہ تعالیٰ ہی جانے کتنے درجے بلند ہو گئے۔ اب اگر کوئی کہے کہ مرید کا مرتبہ تو مانا کہ پیر سے بڑھ سکتا ہے لیکن مرید کا قدم پر کی گردن پرمانے سے بے ادبی کا احتمال ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ اول تو یہاں قدم کا حقیقی معنی نہیں لیا جا رہا جیسا کہ بیان کیا گیا لیکن اگر بالفرض استدلال یہ معنی بھی لیا جائے تو اس کی توضیح یوں ہے کہ طریقت کے اصولوں میں سے ایک اصول یہ ہے المحکم فوق الادب یعنی حکم ادب پر فوقیت رکھتا ہے۔ یعنی ادب کا موقع بھی ہوا اور حکم کی تابعداری کا بھی۔ تب ایسی صورت میں حکم کی تابعداری ضروری ہے۔ اسی اصول کے تحت جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا دروازہ اکھٹرنے کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر اپنے قدم رکھ کر کھڑے ہوں اور قلعہ خیبر کے دروازے کو اکھٹریں۔ تب مولا علی نے ایسا ہی کیا اور حکم کو ادب پر ترجیح دی۔ چونکہ سیدنا غوث اعظم کا فرمان قدمی ہذا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جاری ہوا تھا لہذا المحکم فوق الادب کے اصول کے تحت آپ کے پیران عظام اور اولیائے متقدمین بھی آتے ہیں تو کوئی عرج نہیں ٹھہرا۔

اس فرمان عالی کی وسعت صفحہ نمبر ۶۵

اس مقام پر یہ دلائل دیئے گئے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم کے فرمان قدمی ہذا علی رقبۃ کل دلی اللہ کی وسعت میں اولیائے ہمعصر کے علاوہ اولیائے اولین و آخرین سب ہی آتے ہیں لیکن صحابہ اور ائمہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ موقف بہت سے بزرگوں کا ہے جبکہ بعض بزرگوں کا موقف یہ ہے کہ اس فرمان کے تحت صرف آپ کے زمانے کے

اولیا ہی آتے ہیں اور اولیائے اولین و آخرین اس سے مشتق ہیں۔ مولف کتاب ہذا ان بزرگوں کا احترام کرتا ہے اور ان کے اس موقف کی تردید یا اس پر تبصرہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کیونکہ ان کے پاس بھی اس موقف کے دلائل ہیں اور چونکہ یہ مسئلہ اختلافی ہے لہذا مولف کا یقین ان بزرگوں کے موقف پر ہے جو اس فرمانِ عالی کی وسعت میں اولیائے اولین و آخرین کو بھی شامل سمجھتے ہیں لہذا اس کتاب کے متعلقہ مضامین میں اسی موقف کے حق میں دلائل دیئے ہیں تو ضیحات کی اس فصل میں اس سلسلے کے مزید کچھ دلائل دیئے جا رہے ہیں، تاکہ موقف اور زیادہ واضح ہو جائے۔

اسی کتاب منظرِ جمالِ مصطفائی کے آٹھویں باب کی آٹھویں فصل صفحہ ۸۵ پر حضرت مجدد الف ثانیؑ کے مکتوبات کے حوالے سے ایک مکتوب کا ذکر کیا گیا ہے جس میں حضرت مجدد نے فرمایا: "اممہ کرام میں سے ہر ایک کے زمانے میں لوگوں کو ان کی وساطت سے فیض پہنچا رہا اور جب سلطان الاولیاء غوث الارض و السماء سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی باری آتی تو یہ منصبِ عالی آپ کے حوالے کر دیا گیا اور ہمیشہ آپ کی وساطت سے ولایت کا فیض غوثِ قطب، ابدال، بجاہ اور لیاء کو پہنچا رہے گا۔"

مجدد صاحب کے اس فرمان سے واضح ہوا کہ اولیائے آخرین کو جن میں غوثِ قطب ابدال وغیرہ بھی شامل ہیں سیدنا غوثِ اعظم سے ہی فیض ملتا رہے گا لہذا فیض دینے والے کا رتبہ فیض لینے والے سے بلند ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ سیدنا غوثِ اعظم کا مرتبہ تمام اولیائے آخرین سے بڑھ کر ہے اور جس کا مرتبہ بڑا ہو اس کا

قدم کم مرتبے والے پر تسلیم کیا جائے تو کون سی تعجب کی بات ہے۔ اب رہا معاملہ اولیائے
 اولین کا۔ اس ضمن میں ملاحظہ ہو فرمانِ غوثِ اعظم، اسی کتاب منظرِ جمالِ مصطفائی
 کے پانچویں باب صفحہ ۳۵ پر جس کا حوالہ اخبارِ الاخیار مصنف حضرت شیخ عبدالحق محدث
 سے لیا گیا، سیدنا غوثِ اعظمؒ فرماتے ہیں۔ ”میرے پاس خاص خاص فرشتے، اولیاء
 اور مردانِ غیب حاضر ہوتے ہیں اور مجھ سے اللہ تعالیٰ کے دربار کے آداب سیکھتے ہیں
 اور کوئی ولی اللہ ایسا نہیں ہے جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو، زندہ اپنے جسموں کے
 ساتھ اور جو دنیا سے پردہ کر گئے وہ اپنی روحوں کے ساتھ حاضر ہوتے ہیں۔“

پس اس فرمان سے معلوم ہوا کہ اولیائے اولین بھی اپنی روحوں کے ساتھ آپ
 کی مجلس میں اللہ تعالیٰ کے دربار کے آداب سیکھنے آتے ہیں لہذا آپ کا مرتبہ
 اولیائے اولین سے بلند ہوا اور جب مرتبہ بلند ہوا تب آپ کا قدم ان پر تسلیم کئے
 جانے میں کیا عرج ہے جبکہ قدم کے معنی مجازی لیے جارہے ہیں۔ اگر کوئی یہ خیال
 کرے کہ اولیائے اولین میں جو کاہلین ہیں اور پہلے ہی ولایت کے بلند مقامات پر
 فائز ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کے دربار کے آداب تو آتے ہی ہونگے تب ہی ان مراتب
 پر پہنچے۔ پھر اب کون سے آداب سیکھنے کیلئے سیدنا غوثِ اعظم کی مجلس میں آنے کی ضرورت
 ہے۔ اس کی توضیح یہ ہے کہ جو بلند مرتبہ اولیائے کاہلین ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے قرب
 کی مزید ترقی کے لیے سیدنا غوثِ اعظم کے دربار سے استفادہ کرتے ہیں۔ کیونکہ
 اللہ تعالیٰ کے قرب کی کوئی انتہا نہیں ہے اگر استفادہ نہ کریں تو اسی مقام پر
 رکت جائیں اور ترقی نہ کریں۔

اخبارِ الاخیار میں ہے کہ سیدنا غوثِ اعظم نے فرمایا کہ ہوا میں اڑنے والے

بھی (یعنی صاحب کرامات بزرگ) مجھ سے محبتِ الہی کا طریقہ سیکھنے کے محتاج ہیں۔ حضرت
 خواجہ معین الدین چشتی جب تاج الاولیاء حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ
 کے دربارِ اقدس میں حاضر ہوتے۔ تب آپ پہلے ہی سے کامل مکمل اکمل تھے۔ بہت
 بڑے عارف باللہ تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ۷۰ حضرت داتا صاحب کے روضہ
 مبارک میں قدموں کی جانب ایک حجرے میں چالیس روز میقیم ہوئے اور چلہ کیا اور
 حضرت داتا صاحب سے مزید اکتسابِ فیض کیا اور آپ کی شان میں یہ شعر فرمایا:
 گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ حندا ناقصاں را پیر کامل کا ملاں اراہنا
 سیدنا غوثِ اعظم کے فرمانِ قدمی ہذہ کی وسعت کے سلسلے میں کتاب کے اصل
 مضمون میں جو دلائل دیئے گئے ہیں ان کے علاوہ اس فصل میں جو مزید دلائل دیئے
 گئے ہیں اور توضیحات کی گئی ہیں اتنی ہی کافی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

آٹھواں باب دوسری فصل صفحہ ۸۰ واقفِ رازِ آو ادنیٰ

اس فصل میں معتبر کتابوں سے حوالے اس بات کے دلائل میں دیئے گئے
 ہیں کہ معراج کی رات سیدنا غوثِ اعظم کی روح مبارک نے معشوقی صورت میں
 سید عالم رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کے نیچے اپنی گردن بحیثیت ایک
 سواری کے پیش کر دی جبکہ رفرف کی پرواز کی بھی انتہا ہو چکی تھی۔ اکثر علمائے
 ظواہر اس واقعہ کو تسلیم کرنے میں تامل کرتے ہیں اور بعض انکار بھی۔ ان کا کہنا
 ہے کہ چونکہ اس واقعہ کا تعلق معراجِ مصطفیٰ کے ساتھ وابستہ ہے اور سید عالم نے
 کسی حدیثِ پاک میں اس طرح کی کوئی بات بیان نہیں فرمائی لہذا سیدنا غوثِ اعظم

کی روح کا مثالی صورت میں پیش ہونے کا واقعہ درست نہیں۔ اس سلسلے میں توضیح یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات بڑی بڑی نشانیوں دکھیں لقد راى من ایت ربہ الکبواى (سورہ نجم) لیکن ان میں سے جتنی مناسب سمجھیں لوگوں کو بتلائیں جو احادیث کہلاتی ہیں۔ اور بہت سی نشانیوں کو اپنی حد تک ہی رکھا اور ان کے اظہار کی ضرورت محسوس نہ فرمائی۔ لہذا سیدنا غوث اعظم کے واقعہ کے حد میں نہ ملنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعہ ہی درست نہیں۔ اہلسنت وایجماعت کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ کے کشف وکرامات اور الہامات حق ہیں۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو علوم کا ایک بڑا حصہ فرسودہ ہو کر رہ جائے۔ ملاحظہ ہو کتاب انسان کامل اور الکشف والرقیمہ فی شرح بسم اللہ الرحمن الرحیم مصنف حضرت عبدالکریم جیلی اور کتاب فصوص الحکم اور فتوحات مکہ مصنف شیخ اکبر محی الدین ابن عربی اور الہامات پر مبنی رسالہ الغوث الاعظم مصنف سیدنا غوث اعظم، جو کچھ ان کتابوں میں بیان ہوا ہے وہ سب کشف والہام پر مبنی ہے سیدنا غوث اعظم کا معراج سے متعلق واقعہ مستند بزرگوں کی مستند کتابوں کے حوالوں سے بیان کیا گیا ہے جو انہوں نے کشف والہامات کی روشنی میں ملاحظہ و مشاہدہ کیا۔ اگرچہ کتاب کے اصل مضمون میں حوالے دیئے جا چکے ہیں لیکن پھر بھی یہاں مکرر دیئے جا رہے ہیں تاکہ قارئین کو آسانی

۱۔ تفریح النخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر مصنف عبدالقادر ابن محی الدین اربلی صفحہ ۱۷۰

۲۔ نور الہدای مصنف حضرت سلطان باہو صفحہ ۱۸۰

۳۔ مخزن اسرار مصنف جناب نور محمد سروری قادری صفحہ ۱۳۱

۴۔ اسی کتاب منظر جمال مصطفائی کے نویں باب میں دوسری منقبت از خواجہ غریب نواز حضرت معین الدین چشتی صفحہ ۹۳، دوسرا شعر اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

۵۔ اسی کتاب منظر جمال مصطفائی کے دسویں باب دوسرا قصیدہ صفحہ نمبر ۱۱۷ شعر
نمبر ۱۱، اور تیسرا قصیدہ صفحہ نمبر ۱۲۳ شعر ۳۰ میں سیدنا غوث اعظم نے اسی واقعہ
کی طرف نشاندہی کی ہے۔

ماننے والوں کے لیے اس واقعہ کے حق میں اتنے دلائل ہی کافی ہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

مؤلف کتاب منظر جمال مصطفائی

سید نصیر الدین ہاشمی قادری برکاتی

بدھ دست یعنی سال بدست شاہ جلالی
ایمیر سادہ سنگھ ساغوت اعظم قطب بانی
نشان شان بے چونی بیان کیں کندنی

کہ دست اول و اندر حقیقت دست پوزدانی
تجہ سیند عالم زہے محبوب رید بمانی
بیرت مثل پینہر بھورت ام تقی ثانی

پنازا اندر جناب پاک اواز قدسیاں بانہ
کہ اندر جبرائیل از بہر کار و بار در بانی

ماخذ کتاب

اس کتاب منظر جمال مصطفائی کی تالیف و تکمیل میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے ان میں بیشتر کی فہرست درج ذیل ہے۔

نام کتاب	نام مصنف	مطبوعہ / ناشر
۱۔ ہجرت الاسرار و معدن الانوار	شیخ نور الدین بن یوسف شطنونی	انسٹوٹ کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور
۲۔ قلامد الجواہر	شیخ محمد یحییٰ تادنی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۳۔ تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر	عبدالقادر ابن محی الدین اربلی	سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈبکھوٹ روڈ فیصل آباد
۴۔ القیوضات الربانیہ	سید اسمعیل بن محمد سعید قادری	دارالعلوم حدیثہ بیروت لبنان
فی الماثر قادریہ		
۵۔ فتوح الغیب	حضرت سید عبدالقادر جیلانی	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۶۔ غنیۃ الطالبین	" " " "	" " " "
۷۔ سر الاسرار فیما یتحتاج الیہ الابرار	" " " "	غوثیہ کتب خانہ بیرون شاہ عالم گیٹ لاہور
۸۔ دیوان غوث اعظم	" " " "	مجتبائی پریس دہلی
۹۔ الفتح الربانی	حضرت عقیف الدین المبارک	مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی
۱۰۔ رسالہ روحی	حضرت سلطان باہو	نوری بک ڈپو لاہور
۱۱۔ تحفۃ القادریہ	حضرت شاہ ابو المعالی	انسٹوٹ کی قومی دکان کشمیری بازار لاہور
۱۲۔ نور الہدی	حضرت سلطان باہو	صاحبزادہ عبدالرشید خان عرفان نزل بمقام کلاچی ڈیرہ اسمعیل خان
۱۳۔ مخزن الاسرار و سلطان الاوراد	فقیر نور محمد سروری قادری کلاچی	" " " "

نام کتاب	نام مُصنّف	مطبوعہ / ناشر
۱۴- اخبار الاخيار	حضرت شيخ عبدالحق محدث دہلوی	مدینہ پبشنگ کمپنی کراچی
۱۵- مکتوبات	شيخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی	" " " "
۱۶- جواهر العشاق	حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز	الکتاب، گنج بخش روڈ لاہور
۱۷- سر دہراں	سید محمد ذوقی شاہ	محفل ذوقیہ - بی ۵۲۹ - بلاک ۱۳
۱۸- مہر منیر	مولانا فیض احمد فیض	فیڈرل بی ایریا کراچی
۱۹- ملفوظات مہریہ	"	گولڑہ شریف، اسلام آباد
۲۰- فتاویٰ مہریہ	"	" " "
۲۱- تذکرہ سیدنا غوث اعظم	جناب طالب ہاشمی	شعاع ادب لاہور
۲۲- سعادت داریں	حضرت یوسف بن اسمعیل نبھانی	مکتبہ حامدیہ گنج بخش روڈ لاہور
۲۳- تفسیر نعیمی جلد دوم	مفتی احمد یار خان	ادارہ اسلامیات لاہور
۲۴- حدائق بخشش	اعلیٰ حضرت احمد رضا خان	مدینہ پبشنگ کمپنی کراچی
۲۵- مدارج النبوت	شيخ عبدالحق محدث دہلوی	مدینہ پبشنگ کمپنی کراچی
۲۶- کلید التوحید کلاں	حضرت سلطان باہو	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
۲۷- کشف المحجوب	حضرت علی سجوری داتا گنج بخش	مدینہ پبشنگ کمپنی کراچی
۲۸- الوظيفۃ الکریمیہ	اعلیٰ حضرت احمد رضا خان	مکتبہ تبویہ گنج بخش روڈ لاہور
۲۹- عین الفقر	حضرت سلطان باہو	اللہ والے کی قومی دکان لاہور
۳۰- سکنۃ الاولیاء	حضرت داراشکوہ	پیکیجز لمیٹڈ لاہور
۳۱- سفینۃ الاولیاء	حضرت داراشکوہ	پیکیجز لمیٹڈ لاہور
۳۲- خلاصۃ المفائر	علامہ عبد اللہ یافعی	المعارف، گنج بخش روڈ لاہور

